پاکستان میں دہشت گردی
چند تلخ حقائق
تاریخ کے آئینے میں

بالاکوٹ سے بری کوٹ تک
(مختار منہاس جاوید)

جماعۃ الدعوۃ کا تعارف
(افضل قادری)

کچھ نئی و پرانی معلومات اور نئے فتنے
(ادارہ)

ناشر
بزم رضویہ (14/37 داتا نگر لاہور)

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

سلسلہ نمبر 69

نام کتاب: پاکستان میں دہشت گردی چند تلخ حقائق تاریخ کے آئینے میں
مصنف: مختار احمد منہاس، افضل قادری
ناشر: بزمِ رضویہ، داتا نگر لاہور
کمپوزنگ: محمد نعیم اصغر 0333-4474959
صفحات: 136
سن اشاعت: جنوری 2010ء

ہدیہ برائے ایصال ثواب اُمت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم
خصوصاً: سوات، مالاکنڈ، وزیرستان کے شہداء اور پاکستان میں خودکش حملوں میں جاں بحق ہونے والوں بے گناہ مسلمانوں کے لیے

ملنے کا پتہ:
بزمِ رضویہ: داتا نگر، بادامی باغ لاہور
دفتر سنی تحریک: نزد پیر مکی شاہ لاہور

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ بَارِکْ وَسَلِّمْ

عرض ناشر

ادارہ کی طرف سے کوشش تھی کہ پاکستان میں جو نام نہاد جہاد ہو رہا تھا اِس کی حقیقت عوام الناس کو آگاہ کیا جائے۔ چند دوستوں کو اِس کام پر بھی لگایا مگر دوستوں کی اپنی مصروفیت کی وجہ سے اِس پر کام نہ ہو سکا۔ ہمارے دوست مختار احمد منہاس صاحب کو اپنے ارداہ سے آگاہ کیا تو انہوں نے ''بالاکوٹ سے بری کوٹ تک'' لکھ کر کرم نوازی کی اور اِس کوشش میں ایک دیوانہ دوست افضل قادری صاحب کا مضمون ''جماعۃ الدعوۃ کا تعارف'' ملا اور پھر ہمارے بزرگ حاجی اسحاق صاحب نے مزید مہربانیوں اور مفید مشوروں سے نوازا اور چند ایک مختلف عنوانات کی فوٹو کاپیاں دیں، جو اِس کتاب کا حصہ بنی۔ اِس کے علاوہ محمد عامر رانا کی کتاب ''جہاد کشمیر و افغانستان'' میں جہادی تنظیموں اور مذہبی جماعتوں کا ایک جائزہ کا ذکر کیا گیا۔ اِن کی کتاب بڑی معلوماتی اور حقائق پر مبنی ہے۔ اِس کتاب میں دیوبندی تنظیموں کی فہرست، اہل حدیث (وہابی) تنظیموں کی فہرست، جماعت اسلامی (دیوبندی و اہل حدیث مکس) کی فہرست اور اہل تشیع کی فہرست بھی شائع کر رہے ہیں، جو مختلف ناموں سے کام کر رہی ہیں، جو صرف اور صرف سوادِ اعظم جو اِس ملک کی اکثریت جماعت ہے کے خلاف کام کر رہی ہیں۔

ہماری اُن دوستوں سے گزارش ہے کہ جو دیوبندی مدرسوں، مساجد اور جہادی تنظیموں کو چندہ دیتے ہیں اِن کو یہ کتاب ضرور پڑھنی چاہئے، وہ سوچیں کہ کہیں وہ اہلسنت و الجماعت کے خلاف پروپیگنڈہ کا حصہ تو نہیں بن رہے، کہیں وہ اسلام اور پاکستان کے دشمنوں کی معاونت تو نہیں کر رہے ہیں۔

ہماری حکومت پاکستان اور افواج پاکستان سے پرزور اپیل ہے کہ وہ ان جماعتوں پر ایسی کڑی پابندیاں لگائیں اور ان کو ایسی عبرت ناک سزائیں دیں اور ایسا قانون بنائیں کہ دوبارہ کوئی جماعت نیا نام لے کر پرانے کام نہ شروع کر سکیں اور آئندہ کوئی اسلام اور پاکستان کے خلاف گھناؤنی سازشیں کرنے کی جرأت نہ کر سکے۔

ہماری طرف سے دعوت حق ہے کہ اگر فرقہ واریت کا خاتمہ چاہتے ہو تو

آؤ

گنبد خضراء کے سائے تلے ایک ہو جاؤ

کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اہلبیت رضی اللہ عنہم سے محبت اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا احترام کرنے میں ہی ہماری نجات ہے

آخر میں دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے پیارے حبیب حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل تمام مسلمانوں کو اتحاد اور اتفاق سے رہنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین

ادارہ

عالم اسلام کے لیے لمحہ فکریہ!

امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ کا کہنا تھا کہ یہود، نصاریٰ، ہنود، آتش پرست غرض ہر غیر مسلم اپنے مفادات پر نظر رکھتا ہے اور مسلمانوں کا خیر خواہ نہیں، اس کی دوستی پر بھروسہ نہیں کرنا چاہیے------اس میں شک نہیں کہ مسلمانوں کو تباہ کرنے کے لیے پس پردہ سازشیں کی گئیں جو جنگ سے زیادہ مہلک اور خطرناک تھیں-----اسی قرآن حکیم میں ''فتنہ'' کو ''قتل'' سے زیادہ سنگین بتایا گیا------مسلمان ان سازشوں سے بے خبر تھے------جاسوسوں کی کھیپ تیار کر کے بھیجی جا رہی تھی------جو گھن کی طرح ہمیں کھا رہی تھی------جو دیمک کی طرح ہمیں چاٹ رہی تھی------مگر ہم کو خبر نہ تھی------اور اب تو وہ زمانہ بھی بیت گیا-----اب بھیجے نہیں جاتے، یہی تیار کیے جاتے ہیں اور پھر یہی کھپائے جاتے ہیں، کہلاتے ہمارے ہیں مگر کام ان کا کرتے ہیں---------

یہ سازشیں اٹھارہویں صدی کے آغاز سے شروع ہو چکی تھیں بلکہ اس سے بھی قبل-----برطانیہ کے محکمہ جاسوسی نے جزیرہ عرب میں 1710ء میں ایک جاسوس متعین کیا جس کو عالم اسلام کو تباہ کرنے کے لیے دو گُر بتائے گئے جس سے تباہی یقینی ہو جائے، اس جاسوس کی ذاتی ڈائری سے (جو جنگ عظیم میں جرمنوں کے ہاتھ لگی) مسلمانوں میں تفرقہ پھیلانے، ان کی قوت توڑنے اور ان کی شوکت ختم کرنے کے لیے وزارت نوآبادیات کی طرف سے جو ہدایات جاری کی گئیں وہ ہماری آنکھیں کھولنے کے لیے کافی ہیں------غور سے پڑھیے------پھر اس کی روشنی میں ماضی قریب وبعید پر نظر ڈالیے------حال کو دیکھیے اور مستقبل میں محتاط وہوشیار رہیے------یہ ہدایات ملاحظہ ہوں--------

☆ قرآن کی عزت وحرمت کو دل سے نکالا جائے۔

☆ مسلمان بچوں کو دینی مدارس میں جانے سے روکا جائے۔

☆ علماء حق کو تہمت طرازیوں اور الزام تراشیوں سے بدنام کیا جائے۔

☆ شہروں اور دیہاتوں میں دہشت گردوں کو اسلحہ فراہم کیا جائے اور غنڈوں اور ڈاکوؤں کی حوصلہ افزائی کی جائے۔

☆ مسلم حکمرانوں کے مزاج کو بدلا جائے، ان کو شراب نوشی اور عیاشی کا عادی بنایا جائے۔

☆ ایسے افکار ونظریات کی تشہیر کی جائے جو قومی، قبائلی اور نسلی تعصبات کو ہوا دیں اور ماقبل اسلام کی زبان وثقافت اور تاریخی شخصیات کی طرف سے شدت سے مائل ہو جائیں۔

☆ اسلامی احکام سے روگردانی کی ترغیب دی جائے، حرام لین دین کو عام کیا جائے۔

☆ سود کے جواز کے لیے قرآن کی شہادتیں تلاش کی جائیں۔

☆ علماء کرام اور عوام کے درمیان خلیج پیدا کی جائے۔

☆ مسلمانوں کو یہ باور کرایا جائے کہ دین سے مراد صرف اسلام ہی نہیں بلکہ یہودیت اور نصرانیت بھی دین کے عمومی معنی میں شامل ہے۔

☆ مسلمانوں کے گھرانوں تک رسائی حاصل کر کے ان کے خاندانوں کو اس طرح بگاڑا جائے کہ بزرگوں کی نصیحتیں بے اثر ہو جائیں اور وہ آمرانہ تہذیب وتمدن کا شکار ہو جائیں۔

☆ پردہ کے خلاف بھرپور جدوجہد کیا جائے کہ عورتیں خود پردہ چھوڑ کر باہر آجائیں۔

☆ بزرگان دین کے مزاروں سے برگشتہ کیا جائے اور مزارات کی زیارت کی خلاف شرع ثابت کیا جائے۔

☆ آزاد خیالی کو ہوا دی جائے تاکہ ہر مسلمان آزادانہ سوچے۔

☆ مسلمانوں کی نسل کو کنٹرول کیا جائے اور ایسا قانون بنایا جائے کہ ایک سے زیادہ شادی کی اجازت نہ ہو۔

☆ نئے قوانین وضع کر کے شادی کے مسئلہ کو دشوار بنایا جائے۔

☆ مسلمانوں کے درمیان کسی بھی نوعیت کا اختلاف ہو اس کو ہوا دی جائے اور تفرقہ پیدا کیا جائے۔

☆ مسلمانوں کو یہ باور کرایا جائے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عالمی نہیں بلکہ علاقائی اور قبائلی بیداری کے لیے سعی فرمائی۔

☆ اسلامی حکومتوں کو تباہ کرنے کے لیے بڑی طاقتوں سے اشتراک عمل کیا جائے۔

☆ ماقبل اسلام کے آثار کو زندہ کیا جائے تاکہ مسلمان اسلام سے دور ہوتے جائیں۔

☆ اسلامی ممالک کے اہم شہروں کو غیر مسلم اقوام کے حوالہ کیا جائے۔

☆ زنا، لواطت، شراب نوشی اور جوئے کو مسلمانوں کو پھیلایا جائے۔

☆ اہم اور شاہی عہدوں پر زرخرید لوگوں کا تقرر کیا جائے۔

☆ مسلم ممالک میں عربی زبان اور ثقافت کی راہیں مسدود کی جائیں اور ان کی جگہ قومی اور علاقائی زبانوں پر زور دیا جائے۔

☆ اسلامی ممالک کے سرکاری دفاتر کے لیے ایسے افراد تیار کیے جائیں جو حکومت کے رازوں تک رسائی حاصل کر سکیں اور ان پر اثر انداز ہو کر غلط اور گمراہ کن مشوروں پر عمل کرا سکیں۔

☆ مسلمان طلبہ وطالبات میں مذہب سے بیزاری پیدا کی جائے ----- مشنری سکولوں، کلبوں، جوانوں کی مختلف انجمنوں کے ذریعے اس کام کی تکمیل کی جائے۔

☆ ایسے اشخاص تیار کیے جائیں جو نئے مسلک ومذہب کا پرچار کریں، اس سے انکار کرنے والے کی تکفیر کریں، اس کی عزت وآبرو کو لوٹیں، اس کے لڑکوں اور لڑکیوں کو غلاموں کی طرح فروخت کریں اور اس کو قتل کرنے سے بھی دریغ نہ کریں۔

☆ مسلمانوں کے مقابر اور زیارت گاہوں کو شرک وبت پرستی کے بہانے تاراج کیا جائے ----- وغیرہ وغیرہ۔

یہ ہدایات اٹھارہویں صدی عیسوی کے آغاز میں جاری کی گئی تھیں ----- خوب غور کریں اور دیکھیں کہ گزشتہ تین صدیوں میں ان ہدایات پر کہاں تک عمل ہو سکا اور کس کس نے عمل کیا اور ہم کس طرح شعوری یا غیر شعوری طور پر دشمن کا آلہ کار بنتے رہے ہیں ----- کیا وہ ہمارے محسن ہیں جنہوں نے ان راہوں پر ہم کو لگایا جس کو ہمارے دشمنوں نے متعین کیا تھا یا وہ جنہوں نے ان راہوں سے ہم کو دور کیا اور قدم قدم پر ہم کو تنبیہ کرتے رہے ----- ہوشیار وخبردار کرتے رہے --------

رہبر ورہنما (صفحہ 27 تا 30)

ناشر: کنز الایمان سوسائٹی (رجسٹرڈ)

لاہور چھاؤنی

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اسلام کی ''نشاۃِ ثانیہ'' کی آڑ میں

''مدعیانِ اسلام'' کی کلمہ گو مسلمانوں کے خلاف

''جہاد'' کی کہانی تاریخ کی زبانی

بالاکوٹ سے بری کوٹ تک

تحریر: مختار منہاس جاوید

اسلام، دینِ فطرت ہے اور اس بنیادی خصوصیت کے باعث، اس کی تعلیمات انتہائی آسان، بے حد سادہ، قابلِ فہم اور قابلِ عمل ہیں۔ چنانچہ بعض فروعی اختلافات کے باوجود بنیادی عقائد اور اصولوں پر، پورے عالمِ اسلام میں اتفاق اور یکسوئی پائی جاتی ہے۔ ان متفق علیہ اصولوں میں سے ایک تسلیم شدہ اصول اور قانون یہ ہے کہ جہاد بالسیف، دشمنانِ دین اور مسلمانوں کے درپے آزاد قوتوں کے خلاف، مسلمانوں کے مسلمہ اولی الامر کے اعلان پر، اُس کی مقرر کردہ ہیئت حاکمہ کی قیادت میں ہی کیا جاسکتا ہے۔ یعنی اس کا اختیار ہر کس و ناکس کو نہیں، اور یہ ہو بھی کیسے سکتا ہے کہ اس طرح تو اسلامی مملکت کی مرکزیت اور یک جہتی ہی خطرے میں پڑ جائے گی اور طوائف الملوکی کے فروغ سے باہمی انتشار و افتراق، پوری ملت کی تباہی و بربادی کا باعث بنے گا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد بے مثال اور حضرات شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے ادوارِ پُر بہار میں ہونے والے جہادی معرکے، بلاشبہ کسی بھی طرح کے شک و شبہ سے بالاتر اور اللہ تعالیٰ کے عطا کردہ اصولوں کے عین مطابق تھے۔ تا آنکہ سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت کے زمانہ میں فتنۂ خوارج نے سر اُبھارا اور کفار و مشرکین کے خلاف جہاد کی جگہ باہمی خوں ریزی اور قتل و غارت کا ایسا المناک سلسلہ شروع ہوا کہ اس سے ہماری

تاریخ کے مختلف ابواب، مسلمانوں کے ہاتھوں، مسلمانوں ہی کی گردنیں کاٹنے اور خون بہانے کی شرمناک داستانوں سے آلودہ ہیں۔

نفاقِ باہمی کا نتیجہ

باہمی جنگ و جدل کا قدرتی نتیجہ مسلم مملکتوں کی کمزوری اور مسلمان حکمرانوں کی اقتدار سے علیحدگی کی صورت میں برآمد ہوا۔ اُندلس کی عظیم اسلامی سلطنت کا نام ونشان باقی نہ رہا اور اس کے ''سپین'' بن جانے کے بعد وہاں کوئی ایک مسلمان بھی زندہ نہ بچا۔

ہے خاک فلسطین پہ یہودی کا اگر حق
ہسپانیہ پہ حق نہیں کیوں اہل عرب کا

حضرت اقبال علیہ الرحمہ

خود ہمارے ہاں 'مغل سلطنت' تاش کے پتوں کی طرح بکھر کر رہ گئی اور ظہیرالدین بابر کے نازک اندام جانشین، فرنگیوں کے وظیفہ خوار بن کر رہ گئے۔ پھر چشم فلک نے یہ عبرتناک منظر بھی دیکھا کہ آخری مغل تاجدار، پابجولاں فرنگی فوجی دربار میں ایک باغی ملزم کی شکل میں لایا جاتا ہے۔ شہزادوں کے سر کاٹ کر معزول اور مجبور بادشاہ کے سامنے پیش کئے جاتے ہیں اور یہ بدنصیب بادشاہ، وطن سے دور رنگون کے بندی خانہ میں ایک قیدی کی حیثیت سے زندگی کی آخری سانس لیتا ہے۔

قومے فروختند وچہ ارزاں فروختند

سقوط اندلس و بغداد ہو، مغل سلطنت کی شکست وریخت، سلطان فتح علی ٹیپو شہید اور نواب سراج الدولہ کی داستان ہائے دلخراش ہوں یا پھر خود وطن عزیز...... مملکت خداداد، پاکستان کا دولخت ہونا...... ہر جگہ ایک قدر مشترک، بہت نمایاں اور جسدِ ملت میں صورت ناسور دکھائی دیتی ہے۔ وہ ہے اپنوں کی غداری اور چند حقیر سکوں یا غلامی کے پٹہ کے ساتھ، نام نہاد حکمرانی کا لالچ...... قوم فروشی کے مرتکب، تاریخ کے ان بدنام کرداروں کے عبرتناک انجام سے آگاہی کے باوجود وقتی مفادات کی چمک دمک سے اندھے ہو کر ملک وملت کے وجود کے خلاف سازشیں کرنے والے آج بھی سرگرم عمل ہیں۔

بدباطن اور سفاک دہشت گرد، را، خاد، موساد...... اور یقیناً سی آئی اے کی تربیت اور انگیخت پر پاکستان بھر میں تخریب کاری اور دہشت گردی کی وارداتیں کرنے میں مصروف ہیں۔ ان وطن دشمن لوگوں اور ان کے غیر ملکی آقاؤں کا مقصد وحید، دنیائے اسلام کی واحد ایٹمی طاقت کو کمزور کرنا اور اسے زچ کر کے، من مانی شرائط تسلیم کرانا ہے۔ تخریب کاری اور قتل وغارت کی ان شرمناک اور ظالمانہ کارروائیوں کی ذمہ داری اکثر وبیشتر نام نہاد تحریک طالبان پاکستان اور اس کا لیڈر بیت اللہ محسود قبول کر لیتا ہے۔ ان لوگوں کا کہنا ہے کہ وہ امریکہ کے ساتھ پاکستانی حکومت کے دوستانہ تعلقات کو اسلام دشمنی سے تعبیر کرتے ہیں۔ لہٰذا وہ امریکہ کے ساتھ ساتھ پاکستان میں قائم جمہوری حکومت کے خلاف بھی برسرپیکار ہیں۔

مطالبۂ نفاذ شریعت کی آڑ میں تخریب کاری

بیت اللہ محسود کی تحریک طالبان پاکستان کے ساتھ اپنا رشتہ تسلیم کرتے ہوئے اور یہ مانتے ہوئے کہ یہ صاحب ان سب کے قائد اور رہنما ہیں، مالاکنڈ ڈویژن میں ساری تخریبی کارروائیوں، اسکولوں کو نذر آتش کرنے، حجاموں کی دکانوں کو مسمار کرنے، خود ساختہ عدالتیں لگا کر بے گناہ شہریوں کو کوڑے مارنا، جاسوسی کا الزام عاید کر کے برسرعام گلے کاٹنا یا گولیوں کی باڑھ سے بھون کر رکھ دینا، مگر دعویٰ یہ کرنا کہ وہ تو مالاکنڈ ڈویژن میں نظام شریعت کا اطلاق چاہتے ہیں۔ شریعت کے نفاذ کا یہ کونسا طریقہ ہے؟ صوفی محمد صاحب خود کو پُرامن تحریک کا سربراہ کہتے ہیں، مگر ان کا داماد فضل اللہ گولی اور خودکش دھماکوں کی زبان میں اپنا ردّعمل ریکارڈ کراتا اور بزور اسلحہ ہی بات منوانا چاہتا ہے۔

تاریخ اسلام کے دو قتل عام

قتل وغارت گری کی موجودہ وارداتیں، ہمیں ماضی میں اسلام کے نام پر قتل عام کے دل خراش واقعات یاد دلاتی ہیں۔

عہد عثمانی رضی اللہ عنہ میں عبداللہ بن سبا صنعانی نے گروہ منافقین کی عملی مدد سے اُمت مسلمہ کو جس فتنہ سے دوچار کر دیا تھا، اس کے اثرات بہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور جناب حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ادوار تک محیط ہیں۔ امر واقعہ یہ ہے کہ اٹھارویں صدی کے

نصف اول تک عالم اسلام بالعموم صرف دو مذہبی فرقوں...... سنی و شیعہ...... سے ہی آشنا تھا۔ تا آنکہ 1737ء میں محمد بن عبدالوہاب نے نجد میں نئے مذہب کا اعلان کیا۔

مولانا ثناء اللہ امرتسری مدیر ''اہل حدیث'' نے 1937ء میں تحریر کیا تھا۔

''امرتسر میں مسلم آبادی، غیر مسلم آبادی (ہندو، سکھ وغیرہ) کے مساوی ہے۔ اسی (80) سال قبل یعنی 1857ء میں قریباً سب مسلمان اسی خیال کے تھے۔ جن کو آج کل بریلوی حنفی خیال کیا جاتا ہے۔'' (شمع توحید از مولانا ثناء اللہ امرتسری، مطبوعہ سرگودھا ص40)

ایک لطیف نکتہ درج بالا اقتباس سے پیدا ہوتا ہے۔ راقم الحروف چاہتا ہے کہ اپنے معزز قارئین کو اس میں شامل کرے۔ جناب ثناء اللہ امرتسری کی یہ تحریر 1937ء کی ہے اور وہ فرماتے ہیں کہ 80 سال پہلے (یعنی 1857ء میں) سب مسلمان جس عقیدہ و مسلک پر تھے، انہیں آج کل بریلوی حنفی خیال کیا جاتا ہے۔ 1857ء تک اعلیٰ حضرت الشاہ احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ محض ایک برس کے تھے۔ معلوم ہوا، فاضل بریلوی قدس سرہ العزیز کی پیدائش سے پہلے بھی عامۃ المسلمین وہی عقاید رکھتے تھے، جن پر حضرت کاربند رہے اور اسی ایمان پر پختہ رہنے کی تلقین فرماتے رہے۔ سو ''بریلوی مسلک'' کوئی نئی چیز نہیں ہے اور اسے نیا مذہب یا نیا فرقہ کہنے والے، پرلے درجے کی غلط بیانی اور بددیانتی کرتے ہیں۔

یہ تو خیر درمیان میں ایک کہنے کی بات آ گئی، تو عرض کر دی۔ اب آیئے پھر اصل موضوع کی طرف...... نجد میں ابن عبدالوہاب کی طرف سے نئے مذہب کا اعلان دشمنان اسلام کی ایک سوچی سمجھی سازش کا نتیجہ تھا، جو خوب جانتے تھے کہ مسلمانوں کی قوت کو ختم کرنے کے لیے ان کی یک جہتی کا خاتمہ اور انہیں ان کے مرکز عقیدت یعنی ذات سید العالمین صلی اللہ علیہ وسلم سے برگشتہ کرنا ازبس ضروری ہے۔ بقول حکیم الامت علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ:

وہ فاقہ کش کہ موت سے ڈرتا نہیں ذرا
روح محمد ﷺ اس کے بدن سے نکال دو
فکر عرب کو دے کے فرنگی تخیلات!
اسلام کو حجاز و یمن سے نکال دو

چنانچہ سازشوں کے سارے تانے بانے اسی مقصد کو سامنے رکھ کر بنے جاتے رہے۔

اصل میں دونوں ایک ہیں

نجد میں ابن عبدالوہاب کی ''تحریک'' ہو یا برعظیم پاک و ہند میں سید احمد اور اسمٰعیل دہلوی کا ''جہاد''...... ان کا اصل مقصد، اقتدار پر قبضہ اور اپنے آقایانِ ولی نعمت کا حق نمک ادا کرنا تھا، جس کے لیے انہوں نے مذہب کی آڑ لی۔ اس کے باوجود کہ ہندو پاک میں اس فرقے کے لوگ اپنے ''جہاد'' کو ابن عبدالوہاب کی تحریک سے جوڑنے کی مخالفت کرتے رہے ہیں۔ دونوں میں حیرت انگیز مماثلت و یک رنگی، ان کے ''مصنف'' کے ایک ہونے کی چغلی کھاتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اہل علم و نظر نے اسمٰعیل دہلوی کی کتاب ''تقویۃ الایمان'' کو ابن عبدالوہاب کی تصنیف ''کتاب التوحید'' کا ترجمہ کہا ہے۔ دونوں کی نہ صرف یہ کہ ''تعلیمات'' ایک ہیں، بلکہ لب و لہجہ اور طریقہ واردات بھی بالکل ایک سے ہیں۔

دونوں نے عامۃ المسلمین کے مسلمہ عقاید کو باطل ٹھہرا کر، کفر و شرک کے فتوے جاری کیے اور ان کے قتال کو مباح قرار دیا، بلکہ بالفعل مسلمانوں کا قتل عام بھی کیا۔ ان کے اسباب کو لوٹا اور خواتین کی بے حرمتی کی۔ ان کے شاطر اور دروغ گو لکھاریوں نے تاریخ کو بری طرح مسخ کر کے لٹیروں، ڈاکوؤں اور قاتلوں کو مجاہد اور شہید بنا کے پیش کیا ہے، لیکن حقائق یوں چھپانے سے چھپا نہیں کرتے۔ ان کے اپنے بیانات اور تحریریں ان کی اسلام دشمن طاقتوں سے دوستی اور کلمہ گو مسلمانوں کے ساتھ دشمنی ثابت کرتی ہیں۔ آیئے ہم ان دونوں گروہوں کی ''کارگزاریوں'' کی ایک جھلک دیکھتے ہیں۔

وہابی تحریک کے کارنامے

ابن عبدالوہاب نے حجاز مقدس کے مسلمانوں کو اس بنا پر کافر اور مشرک قرار دیا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے روضۂ اطہر پر حاضر ہو کر سلام پیش کرتے اور شفاعت طلب کرتے تھے۔ پھر اسی فتویٰ شرک کی بنا پر مسلمانوں کے قتل کو جائز قرار دیا۔ چنانچہ اس نے امیر درعیہ...... ابن سعود کے ساتھ معاہدہ کے بعد اہل مکہ کے خلاف پہلی جنگ 1791ء (1205ھ) میں لڑی مگر ناکامی کا منہ دیکھنا پڑا۔ پھر انگریز کی مدد اور تعاون سے زور پکڑا اور 1217ھ میں طائف پر قبضہ کر لیا۔ 1218ھ میں مکہ معظمہ کا محاصرہ کیا جو تین ماہ تک جاری

رہا۔ اس دوران اہل مکہ نے کتے، بلیاں اور گھاس و پتے تک کھائے۔ پھر جدہ پر حملہ آور ہوئے جہاں زبردست شکست کا سامنا کرنا پڑا۔

1220ھ میں انہوں نے مدینہ منورہ پر حملہ کیا۔ فتح مندی کا جشن انہوں نے تمام محترم مقابر کو تاخت و تاراج کر کے منایا۔ امیر سعود نے اہل مدینہ سے مخاطب ہو کر کہا۔

''آج تمہارا دین مکمل ہو گیا۔ (گویا یہ قرآن کے اس اعلان کو غلط قرار دینے کی جسارت تھی، جس کے مطابق بارہ (12) صدیاں پہلے اللہ تعالیٰ نے دین کو مکمل کر دیا تھا) تمہارے آباؤ اجداد جو 500ھ کے بعد مرے، حالت کفر میں مرے، (''تمہارے''؟......کیا معنی؟......اس میں تو اپنے پرائے سب لپیٹے گئے) ہم تمہیں بتائیں گے کہ عبادت کیسے کرو اور یہ کہ جو ''وہابیت'' قبول نہ کریں گے، ان کی جائداد ضبط کر لی جائے گی، بچے غلام بنا لئے جائیں گے اور عورتیں میری سپاہ پر حلال ہوں گی''۔ (Endless Bliss از حسن حلمی، مطبوعہ استنبول، ترکی)

مرزا حیرت دہلوی اپنی کتاب حیات طیبہ کے صفحہ 209 پر لکھتے ہیں۔

''1803ء کے اختتام پر مدینہ بھی سعود کے قبضہ میں آ گیا۔ مدینہ لے کر اس کے مذہبی جوش میں یہاں تک اُبال آیا کہ اس نے اور مقبروں سے گزر کر خود نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مزار کو بھی نہ چھوڑا اور اس چادر کو اٹھا دیا جو کہ آپ کی قبر انور پر پڑی تھی''۔

اس طرح اسلام دشمنوں کا اتحاد اسلامی کو توڑنے کا دیرینہ خواب شرمندہ تعبیر ہوا اور پہلی عالمی جنگ کے خاتمہ پر شریف حسین بن علی کو امارت سے علیحدہ کر کے امیر درعیہ کو حاکم بنا دیا گیا۔

نجدی ڈرامہ برعظیم کی سٹیج پر

جو کام حجاز مقدس میں ابن عبدالوہاب نجدی سے لیا گیا، وہی برعظیم پاک و ہند میں سید احمد اور اسمٰعیل دہلوی سے لیا گیا۔ انگریز نے مسلمانوں کی قوت کو منتشر کرنے کے لیے ان دونوں سے مسلمانوں پر کفر کے فتوے لگوائے اور مسلمانوں کے خلاف ان آلہ کاروں سے

''جہاد'' کروایا۔

انگریز کا مقصد کیا تھا، یہ سر جان میلکم کی اس تحریر سے عیاں ہے۔

''ہماری حکومت کی حفاظت اس پر منحصر ہے کہ جو بڑی جماعتیں ہیں۔ ان کو تقسیم کر کے ہر جماعت کو مختلف طبقوں اور فرقوں میں ٹکڑے ٹکڑے کر دیا جائے تا کہ وہ جدا رہیں اور ہماری حکومت کو متزلزل نہ کر سکیں''۔

(ماہنامہ ''البلاغ'' کراچی فروری 1969ء، مضمون ''برصغیر کے اسلامی مدارس'' از شمس الحق افغانی)

انگریز کی یہ میٹھی مراد پوری کرنے کے لیے، اُس کے گماشتے یوں عمل پیرا ہوتے ہیں۔

''منافقین کے ساتھ جہاد کرنا بحکم ''مقدمۃ الواجب'' ایک واجب معاملہ ہے۔ اس لیے خاکسار سچے مسلمانوں کے ساتھ شہر پشاور اور قرب و جوار سے بدکردار منافقوں کی گندگی کو پاک کرنے کا مصمم ارادہ کر کے موضع پنجتار تک پہنچ گیا ہے''۔

(مکتوب سید احمد شہید صفحہ 135، مکتوب بنام سردار میر عالم خاں باجوڑی)

اس مسلم کش ''جہاد'' کے متعلق دو مختصر اقتباسات ''تاریخ تناولیاں'' مصنف سید مراد علی، علی گڑھی سے ملاحظہ فرمائیں۔

1- ''1830ء میں سید احمد بریلوی اور محمد اسمٰعیل دہلوی نے پشاور، مردان اور سوات کی مسلم آبادی کو بزور شمشیر محکوم بنا کر، سردار پائندہ خان کو پیغام بھجوائے اور خود چل کر بھی بیعت کی دعوت دی۔ جب وہ بیعت پر تیار نہ ہوا تو سید صاحب نے اس پر کفر کا فتویٰ لگا کر چڑھائی کر دی''۔ (تعارف ''تاریخ تناولیاں'' از محمد عبدالقیوم جلوال (تناولی) صفحہ 2)

2- ''راویان معتبر بچشم دیدہ نقل کرتے ہیں کہ 1830ء میں خلیفہ سید احمد سرگروہ وہابیاں نے یار محمد خان حاکم پشاور و کوہاٹ، برادر دوست محمد خان والی کابل کو بہ پشت گری لشکر غازیاں شکست دی اور ملک پشاور و کوہاٹ پر قبضہ کر کے اپنے تھانہ جات مقرر کئے اور بہ لقب سید بادشاہ مشہور ہوا''۔

(تاریخ تناولیاں از سید مراد علی، علی گڑھی صفحہ 50-49، مطبوعہ مکتبہ قادریہ لاہور)

فتنۂ قادیان کا سرچشمہ

ابن عبدالوہاب نے اہل حجاز کو ''نئے دین کی بشارت'' دی تھی، تو یہاں سید احمد نے اپنے امام مہدی ہونے کا دعویٰ کیا۔ ''تاریخ مسلمانان پاکستان و بھارت'' جلد دوم صفحہ 291 پر اس کی مہدویت کا یوں ذکر کیا گیا ہے۔

وہ شاہ مملکت کے جس کا مال خروج

اسی کتاب کے صفحہ 293 پر اس سے بھی بڑھ کر جسارت کا اقرار موجود ہے۔ ''اس کی مہر پر اسمہ احمد کندہ کیا گیا ہے''۔

یہ وہی مرزا قادیانی کے سے لچھن ہیں۔ بس سید احمد کو موقع نہ ملا اور مرزا کو کھلا وقت اور انگریز کی زیادہ سرپرستی میسر آئی۔ ورنہ دعوے وہی ''مہدی'' اور ''احمد'' ہونے کے ہیں۔ العیاذ باللہ

دعویٰ ''مہدویت'' کے بعد جبکہ سرحد کے کچھ علاقوں پر جہاد کی آڑ میں پاؤں جمانے کا موقع بھی مل گیا تھا، جس کسی نے بھی اس خود ساختہ اور جعلی امامت کا انکار کیا، اُس کے خلاف ''جہاد'' فرض ہو گیا۔ یوں مسلمانانِ سرحد کا بے دریغ خون بہایا گیا اور انگریز کی عملداری میں وسعت کی راہ ہموار کی گئی۔ معروف وہابی مؤرخ غلام رسول مہر کے الفاظ میں

''امامت کا کام پورا ہو گیا تو شاہ صاحب کے منکرین امامت کو باغی اور واجب القتل قرار دیا''۔ (سید احمد شہید از غلام رسول مہر، جلد 2 صفحہ 92)

ابھی آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ سید احمد نے مرزا قادیانی کی مانند ''مہدی'' ہونے کے دعویٰ کے ساتھ ساتھ جناب رسالتماب صلی اللہ علیہ وسلم کے اسم گرامی احمد صلی اللہ علیہ وسلم کو خود سے منسوب کر کے مہر کا حصہ بنانے کی کھلی گستاخی کی۔

اب ذرا اس کے ''حکیم نوردین'' کی خرافات ملاحظہ فرمائیے۔ مولوی اسمٰعیل دہلوی اپنی کتاب ''صراط مستقیم'' میں اپنے جاہل پیر سید احمد کو فخر دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے مشابہ اور مثیل قرار دیتے ہوئے لکھتا ہے۔

''آپ (سیّد احمد) کی ذات والاصفات ابتداء فطرت سے جناب رسالتماٰب

علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیمات کی کمال مشابہت پر پیدا کی گئی تھی۔ اس سے آپ کو لوح فطرت، علوم رسمیہ کے نقش اور تحریر و تقریر کے دانشمندوں کی راہ و روش سے خالی تھی''۔
(''صراط مستقیم'' از اسماعیل دہلوی صفحہ 3، مطبوعہ مطبع احمد، لاہور)

بات اسی پر ختم نہیں ہو جاتی۔ قادیانی کذاب کی طرح سیّد احمد کے ساتھیوں کو صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ کے ہم پلہ ٹھہرایا جا رہا ہے۔ محمد جعفر تھانیسری اپنی کتاب سوانح احمدی میں کیا گل افشانی کرتا ہے۔

''اول اور افضل سارے خلیفوں کے مولوی عبدالحی صاحب، داماد حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب کے ہیں دوم مولوی محمد اسمٰعیل صاحب شہید، یہ دونوں بزرگ بمنزلہ حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے، آپ کے یار غار اور جاں نثار تھے''۔ (سوانح احمدی از محمد جعفر تھانیسری، صفحہ 140)

لاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

یعنی سارا تانا بانا ہی ''جعلی نبوت'' کے لیے بُنا جا رہا تھا۔ وہ تو قدرت نے انتظام ہی ایسا کر دیا کہ جھوٹی امامت و مہدویت کے دعویدار اپنے نام نہاد خلفاء کے ہمراہ غیرت مند سرحدی مسلمانوں کے ہاتھوں قتل ہو کر اپنے انجام کو پہنچے۔

انگریز کی کٹھ پتلیاں

نجد میں ابن عبدالوہاب کے نئے دین کی آڑ میں انگریز نے اپنے پروردہ خاندان سعود کو حجاز مقدس کی سلطنت دلا دی۔ یہاں بھی انگریز اپنی حکومت کے استحکام اور سلطنت کی وسعت کے لیے پنجاب اور سرحد میں مقامی لوگوں کی حکومتوں کو مفلوج کر کے اپنا مقصد حاصل کرنا چاہتا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ انگریز کے مقبوضہ علاقوں سے عین اس کی ناک کے نیچے سے ''مجاہدین'' بھرتی ہوتے رہے۔ اسلحہ اور روپیہ کی ترسیل بے روک ٹوک جاری رہی۔ اہل نظر نام نہاد مجاہدین اور انگریز کے گٹھ جوڑ کو خوب سمجھ چکے تھے اور اس انوکھے ''جہاد'' کی غرض و غایت بھی اب کوئی راز کی بات نہ رہی تھی۔

انگریز کے چہیتے مجاہدین، جب صوبہ سندھ و سرحد میں داخل ہوئے تو انہیں عامۃ

الناس، انگریز کے نمک خوار اور جاسوس سمجھتے تھے۔ اسماعیل پانی پتی رقمطراز ہیں۔

''جب حضرت شہید بعزم جہاد صوبہ سندھ اور سرحد کے علاقے میں داخل ہوئے (جو اس وقت انگریزی عملداری میں نہ تھے، پنجاب اور سرحد میں سکھوں کی حکومت تھی، انگریز کی شاطرانہ چال سکھوں کے خلاف جہاد کی بجائے مسلمانوں کے خلاف بلوہ کروایا، مسلمانوں پر سکھوں کے مظالم کی انتہا تھی، انگریزوں نے راستہ میں لشکر کی میزبانی کی، وہ براستہ سندھ، بلوچستان بالاکوٹ پہنچے) تو ان کے متعلق عام طور سے یہ شبہ کیا گیا کہ یہ انگریزوں کے جاسوس ہیں اور یہ شبہ اس بنا پر کیا گیا کہ حضرت شہید کے تعلقات انگریزوں سے نہایت درجہ خوش گوار تھے''۔

(حاشیہ مقالات سرسیّد حصہ شانزدہم از محمد اسمٰعیل پانی پتی، صفحہ 251)

لوگ ایسا شبہ کیوں نہ کرتے جب سیّد احمد اور اسمٰعیل دہلوی کے کھلم کھلا فتوے انگریز کے حق میں لوگوں کے سامنے موجود تھے۔ محمد جعفر تھانیسری لکھتے ہیں۔

''یہ بھی صحیح روایت ہے کہ اثنائے قیام کلکتہ میں جب ایک روز مولانا محمد اسمٰعیل شہید وعظ فرما رہے تھے کہ ایک شخص نے مولانا سے یہ فتویٰ پوچھا کہ ''سرکار انگریزی پر جہاد کرنا درست ہے یا نہیں؟ اس کے جواب میں مولانا نے فرمایا کہ ''ایسی بے رُوو ریا اور غیر متعصب سرکار پر کسی طرح بھی جہاد کرنا درست نہیں''۔

(سوانح احمدی از محمد جعفر تھانیسری، صفحہ 73، مطبوعہ دہلی)

وہابی حکومت کی برکتیں

محمد ابن عبدالوہاب کی طرح سیّد احمد اور اسمٰعیل دہلوی کو ایک وہابی سلطنت قائم کرنے کی تو کامیابی حاصل نہیں ہوئی لیکن مذہب کی آڑ میں جو چند روزہ (محدود اور علاقائی ہی سہی) حکمرانی نصیب ہوئی تو اُس میں ان مجاہدین کے خوب جوہر کھلے۔ سرحد کے جس تھوڑے سے علاقہ نے سید احمد کی ''خلافت کا سنہری دور'' دیکھا ہے۔ وہ زبان حال سے اس گروہ کی عیاشیوں اور مظالم کی داستانیں سناتا ہے۔

مرزا حیرت دہلوی اپنی مشہور کتاب حیات طیبہ میں لکھتے ہیں۔

''ایک نوجوان خاتون نہیں چاہتی کہ میرا نکاح ثانی ہو۔ مگر مجاہد صاحب زور دے رہے ہیں، نہیں ہونا چاہئے۔ آخر ماں باپ اپنی نوجوان لڑکی کو حوالۂ مجاہد کرتے تھے۔ اس کے سوا ان کو کچھ چارہ نہ تھا''۔ (حیات طیبہ از مرزا حیرت دہلوی، صفحہ 356)

بات صرف زبردستی کے نکاحوں تک محدود نہ تھی۔ اس کے سوا ''مجاہدین'' ہر طرح کی ناگفتنی حرکات میں مبتلا رہتے تھے۔ مشہور اہل حدیث ادیب و راہنما مولوی محمد علی قصوری کی تصنیف ''مشاہدات کابل و یاغستان'' کے صرف دو اقتباسات ملاحظہ فرمائیں۔ جن سے نام نہاد مجاہدین کے ''اُجلے کردار'' کی صحیح تصویر آنکھوں کے سامنے آ جاتی ہے۔

1- ''(جماعت کے امیر نعمت اللہ) عورتوں کے بے حد شوقین تھے۔ تین تو ان کی نکاحی بیویاں تھیں اور دس بارہ نہایت خوبصورت لڑکیاں بطور خادماؤں کے رکھتے تھے۔ امیر حبیب اللہ خان کی طرح امیر نعمت اللہ کا بھی زیادہ وقت انہی نوجوان لڑکیوں سے لہو ولعب میں گزرتا تھا''۔

2- ''امیر صاحب کی خادماؤں میں سے کوئی لڑکی حاملہ ہو جائے تو اس کے بچے کو پیدائش کے بعد گلا گھونٹ کر چپکے سے دریا بُرد کر دینا امیر صاحب کی عادت تھی کہ ان خادماؤں کو اکثر بدلتے رہتے تھے''۔

(مشاہدات کابل و یاغستان از مولوی محمد علی قصوری، صفحہ 108، مطبوعہ انجمن ترقی اردو پاکستان، کراچی)

سکھوں کے ساتھ جہاد کی حقیقت

اس گروہ کے لکھاری اور تاریخ تراش ''امیر المومنین'' سیّد احمد، اسمٰعیل دہلوی اور دوسرے وہابی ''مجاہدوں'' کو سکھوں (اور منافقین یعنی مسلمانوں) کے ساتھ لگاتار معرکوں کے بعد ...... ان کرداروں کو بالاکوٹ میں جمع کر کے سکھوں سے جنگ کرتے ہوئے دکھاتے ہیں۔ فتح قریب ہوتی ہے کہ بعض ''غداروں'' کی ملی بھگت سے سکھ فتح یاب ہو جاتے ہیں اور مجاہدین اپنے سالاروں سمیت گاجر مولی کی طرح کاٹ کر رکھ دیئے جاتے ہیں۔ راقم الحروف نے کہیں ساٹھ کی دہائی میں اس مبینہ قبرستان کی ''زیارت'' کی تھی۔

جہاں ویرانی اور وحشت کا مکمل راج تھا۔ بالاکوٹ کے مقامی لوگوں نے ایک قبر کے متعلق گمان ظاہر کیا کہ وہ شاید اسمٰعیل دہلوی کی تھی جبکہ ایک مرلہ بھر جگہ کے متعلق بتایا گیا کہ یہ کچھ ''شہداء'' کی اجتماعی قبر ہے۔ سیّد احمد کی قبر کے متعلق کوئی کچھ نہ بتا سکا۔

جنرل ضیاء الحق کہ ''خالصتاً'' دیوبندی اور سیّد احمد و اسمٰعیل دہلوی کا عقیدت مند تھا۔ اُس نے اپنے عہد میں ان مقابر دشمن لوگوں کی قبروں پر مقبرہ تعمیر کرایا۔ مقابر کی بات چل نکلی ہے تو صحابہ کرام، اہل بیت اطہار اور امہات المومنین رضوان اللہ تعالیٰ کے مبارک مقابر کی تاریخ کے وحشیانہ اقدام کے علاوہ نجدی ''شیخ الاسلام'' کے مدینہ طیبہ میں حرم محترم میں داخلہ کا منظر یاد کیجئے، جب مزار پُر نور کی جانب اشارہ کر کے یہ بے ہودہ بکواس کی تھی ''ھٰذا صنمٌ اکبر'' (یہ سب سے بڑا بت ہے) معاذ اللہ۔

یہ تو گروہ کے دل کی خباثت تھی جو اس کی رذیل زبان پر آ گئی۔ مولوی اسمٰعیل دہلوی نے محبوب الٰہی حضرت نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ کی درگاہ میں کھڑے ہو کر گستاخی اور بے ہودگی کا نیا ریکارڈ قائم کیا تھا کہ ''اس وقت تو مجھے سکھوں کے ساتھ معرکہ درپیش ہے، اُن سے نمٹ لوں تو پھر تمہاری بھی خبر لوں گا''۔

خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ کا یہی مزار پر انوار تھا کہ حضرت حکیم الامت علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے بوقت حاضری عرض کیا تھا۔

تری لحد کی زیارت ہے زندگی دل کی
مسیح و خضر سے اونچا مقام ہے تیرا

اس کو کہتے ہیں:

منصور نے کہا انا الحق
ڈارون نے کہا بوزنہ ہوں میں
یہ سن کر ہنس کے بولے میرے ایک دوست
فکر ہر کس بقدر ہمت اوست

نام نہاد جہاد کا انجام اور اثرات

بالآخر یہ لوگ اپنی غلط حرکات، گندے عقائد اور مظالم کے باعث اپنے کفر کردار کو پہنچے اور غیور سرحدی مسلمانوں نے ان کو قتل کر کے اپنی غیرت ایمانی کا ثبوت فراہم کر دیا۔ یوسف جبریل...... اسمٰعیل دہلوی کے مسلمانوں کے ہاتھوں مارے جانے کی تصدیق بدیں الفاظ کرتے ہیں۔

''اسمٰعیل شہید جیسے لوگ سر پر کفن باندھ کر لوگوں کو سکھوں کے عذاب سے نجات دلانے آئے اور مسلمانوں کے ہاتھوں ہی سے شہید ہو کر خالق حقیقی سے جا ملے''۔

(مضمون ''المیہ ہسپانیہ کے عوامل'' از یوسف جبریل روزنامہ نوائے وقت، لاہور 25 اگست 1947ء)

اس گروہ کی حکومت حاصل کرنے کی مراد تو پوری نہ ہو سکی لیکن مستقل مذہبی تفرقہ کی بنیاد پر پڑ جانے سے مسلمانوں کی عظیم قوت منتشر ہو کر رہ گئی جس کا نقصان بعد میں...... بالخصوص تحریک پاکستان میں بہت زیادہ پہنچا۔

افسوس صد افسوس ابن عبدالوہاب، سیّد احمد اور اسمٰعیل دہلوی کے پیروکار قیام پاکستان کی تحریک میں بھی اجتماعی مسلم عوامی فکر کے برعکس اکھنڈ بھارت کی حمایت کرتے ہوئے گاندھی کے چرنوں سے چمٹے رہے۔ یہ الگ بات کہ پاکستان بن جانے کے بعد اب یہ لوگ تحریک آزادی کو ''بزدل کا کارنامہ'' کہتے اور پاکستان پر حکمرانی کا حق چاہتے ہیں۔ وہ تو غنیمت ہے کہ کبھی کبھاران کے کسی بڑے کی زبان سے سچ پھسل پڑتا ہے۔ جس سے نئی نسل کو بھی تاریخ کا حلیہ بگاڑنے کی سازش کے متعلق کچھ نہ کچھ معلومات میسر آ جاتی ہیں۔ کس قدر سچی بات کہہ گئے مفتی محمود مرحوم:

''خدا کا شکر ہے کہ ہم پاکستان بنانے کے گناہ میں شریک نہیں ہوئے تھے''۔

مفتی صاحب کے فرزند ارجمند، مولوی فضل الرحمٰن نے بھی یہی جملہ دھرا کر اپنے بابا کی روح کو ''شانتی'' پہنچائی ہے۔ گاندھی جی کی آتما بھی اپنے ہونہار اور قابل چیلے کی

استقامت پر پرشن ہوئی ہوگی اور چیلے کے ''لیلے'' نے تو وفاداری بشرط استواری کا حق ادا کر دیا۔ سچ ہے:

ماں پر پوت، پتا پر گھوڑا
بہت نہیں تو تھوڑا تھوڑا

مولوی فضل الرحمان نے مولانا حسین مدنی کے صاحبزادے اسعد مدنی کو اپریل 2001ء میں پاکستان بلوایا۔ انہوں نے جامعہ خیر المدارس ملتان میں کشمیر تحریک آزادی کے خلاف باتیں کیں۔ جن پر انہیں پتھر مارے گئے۔ انہوں نے کہا تھا کشمیر کی تحریک آزادی میں قربانی دینے والے شہید نہیں بلکہ وہ ہندوستان کے باغی ہیں۔ اس بیان پر تنقید بڑا جرم ٹھہرا۔ فضل الرحمان ناراض ہوگئے۔

(ماخوذ، تلخ سچائیاں، حامد میر، روزنامہ جنگ لاہور، 13 اپریل 2009ء)

ع بدلتا ہے آسمان رنگ کیسے کیسے؟

فضل الرحمان ایم این اے صدر جمعیت العلمائے پاکستان، صدر آصف زرداری کی حکومت پاکستان مرکزی اسمبلی میں چیئر مین کشمیر کمیٹی منتخب ہوئے۔ اس سے قبل مشرف دور میں حامد ناصر چٹھہ کمیٹی کے چیئر مین تھے۔

پنجابی کہاوت: ''گدڑ کچریاں دارا کھاتے اُٹھ چلیا باغ اُگاونے نُوں''۔

تحریک پاکستان میں اس گروہ کا شرمناک کردار

تاریخ کا ستیاناس ہونے کی وجہ سے عوام، بالخصوص نئی نسل ان ''بزرگوں'' کو پاکستان کے بانیوں میں شمار کر لیتی ہے، جن کا زندگی بھر کا وظیفہ پاکستان اور بانی پاکستان حضرت قائداعظم رحمۃ اللہ علیہ کی کھلی مخالفت رہا۔ مدرسہ دیوبند کے علماء نے من حیث الجماعت اس ''کارِخیر'' میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ جن ایک دو، دیوبندی اکابر نے اپنی جماعت سے کٹ کر، پاکستان کے مطالبے کی حمایت کی، انہیں اپنے ہی ساتھی علماء بلکہ شاگردوں تک سے گالیاں کھانی پڑیں۔ مولانا شبیر احمد عثمانی کا شکوہ ان کی اپنی زبان سے سنئے:

''دارالعلوم دیوبند کے طلبا نے جو گندی گالیاں اور فحش اشتہارات اور کارٹون

ہمارے متعلق چسپاں کیے، جن میں ہم کو ابوجہل تک کہا گیا اور ہمارا جنازہ نکالا گیا۔ آپ حضرات نے اس کا بھی کوئی تدارک کیا تھا؟ آپ کو معلوم ہے کہ اس وقت دارالعلوم کے تمام مدرسین، مہتمم اور مفتی سمیت بالواسطہ یا بلاواسطہ مجھ سے نسبت تلمذ رکھتے ہیں''۔ (مکالمۃ الصدرین، مطبوعہ ہاشمی بکڈپو لاہور، ص 33-32)

آج اگر کوئی اہل قلم بھولے سے اس گروہ کے متعلق کوئی ہلکا سا سچ بول دے تو یوں لگتا ہے کہ بھڑوں کے چھتے میں ہاتھ ڈال دیا۔ بس پھر کیا ہے، پوراغفار خانہ اُبل پڑتا ہے۔ چھوٹے بڑے بھونپو اپنی پوری قوت صرف کر کے ایسے قلم کار کے خلاف طوفان بدتمیزی مچا دیتے ہیں، جس سے کان پڑی آواز سنائی نہیں دیتی۔ چونکہ اس گروہ کے پاس، شوروغوغا کرنے والے ''جموروں'' کی کمی نہیں ہے۔ ان کی ہنگامہ آرائی اور ہاہا کاریں کلمۂ حق کہنے والے ایک آدھ مرد مجاہد کی آواز واقعی دب سی جاتی ہے۔

حال ہی میں ممتاز صحافی، تجزیہ نگار اور کالم نویس جناب حامد میر کو سچ کہنے کی پاداش میں دھمکیوں کے علاوہ مغلظات سمیت بہت زیادہ جلی کٹی سننا پڑیں۔ مقام افسوس ہے کہ اس مردِ حق کے خلاف دروغ گوؤں کی پوری جماعت غوغا آرائی میں مصروف تھی۔ اخبارات کے طویل کالم سیاہ کر کے اپنے بڑوں کے منہ کی کالک چھپانے کی کوشش کی گئی، لیکن کسی ایک بھی علامہ کو (جو تحریک پاکستان کے روحِ رواں علمائے کرام کی جانشینی کے دعویدار ہیں) یہ توفیق نہ ہوئی کہ وہ حامد میر کی حق گوئی میں اپنی آواز ملاتے۔ نہ ہی کسی دوسرے اخبار نویس نے اس بحث میں حق کا ساتھ دینا ضروری سمجھا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون (روزنامہ نوائے وقت لاہور، مورخہ 4 ستمبر 2005ء) ڈاکٹر ایم اے صوفی نے بھی مولانا حسین احمد مدنی اور مفتی کفایت اللہ نے مسلم لیگ سے پچاس ہزار روپے کا مطالبہ کیا تھا بحوالہ مسٹر اصفہانی جو پاکستان کے امریکہ میں سفیر تھے۔

فرقہ واریت اور باہمی قتل و غارت

قارئین محترم! تاریخ کے بعض ایسے گوشوں کا تذکرہ ہم نے کیا ہے جن سے کچھ ''پارساؤں'' کی اصل کارگزاری نمایاں ہو کر سامنے آجاتی ہے۔ جو اغیار کے آلہ کار بن کر

ملت کے اجتماعی مفادات کے خلاف کام کرتے رہے۔ وہ ہمیشہ اسلام کی سربلندی کے دعویدار رہے، لیکن یہ طرفہ تماشا نہیں تو اور کیا ہے کہ عملاً وہ ہر بار اسلام دشمن قوتوں کے طرفدار رہے۔ ملت کے اجتماعی تشخص کو برباد کر کے فرقہ بندی کو فروغ ان کا مطمحِ نظر رہا۔ آج بھی ان کا طرزِ عمل ماضی کی طرح منافقانہ اور عامۃ المسلمین کے بارے میں سخت معاندانہ ہے۔

ہم اوپر عرض کر چکے ہیں اور یہ حقیقت ثابتہ ہے کہ شہادت حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بعد سے مسلمانوں کے دو معروف مکاتب فکر اہل سنت اور اہل تشیع کے نام سے موجود چلے آ رہے ہیں۔ اس میں شک نہیں کہ ماضی میں ان دونوں مکاتب فکر کے درمیان بہت تلخیاں رہی ہیں اور باہمی نزاع نے کئی بار خون ریزی کی شکل بھی اختیار کی لیکن عامۃ المسلمین نے اختلاف رائے کو کبھی اتنی اہمیت نہیں دی کہ رواداری اور بھائی چارے کی فضا مکدّر ہو جائے۔ تاریخ شاہد ہے کہ عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے جلوسوں کا خیر مقدم کوچہ و بازار میں شیعہ حضرات خوش دلی سے کرتے رہے۔ جبکہ عاشورہ محرم کے جلوسوں کے لیے شربت اور دودھ کی سبیلیں اہل سنت بڑے جوش و جذبہ کے ساتھ لگاتے رہے۔

انگریز اور دوسری اسلام دشمن قوتیں مسلمانوں کے درمیان اتحاد و یگانگت کے ان مناظر کو کسی قیمت پر برداشت نہیں کر سکتے تھے۔ اسلام کی نشاۃ ثانیہ کے "دل فریب" نعرے کی آڑ میں بدعقیدگی کی آلودگی میں لتھڑے نئے نئے فرقے بنا کر اپنے زرخرید "علماء" کے ذریعہ فتنہ و فساد کی مستقل بھٹیاں دہکا دیں۔ جن کے شعلے خرمنِ اسلام کو (خدانخواستہ) بھسم کرنے کے درپے ہیں۔ ہر دردِ دل رکھنے والا کلمہ گو اس صورتِ حال پر فکرمند اور اصلاح احوال کا خواہش مند ہے۔ جبکہ اغیار کے ٹکڑوں پر پلنے والے یہ نام نہاد علماء گمراہ کن تقریروں اور زہرناک تحریروں کا ایندھن فراہم کر کے اس الاؤ کو تیز تر کرنے کی بھرپور سعی کر رہے ہیں۔

صوبہ پنجاب کا ضلع جھنگ، سیدھے سادے مسلمانوں کی شاندار رواداری کا مظہر رہا ہے، یہاں سنی اور شیعہ ہمیشہ سے باہم شیر و شکر چلے آ رہے تھے، تا آنکہ حق نواز جھنگوی نامی ایک دیوبندی مولوی نے سنیت کے دعوے کے ساتھ یہاں فتنہ و فساد کی بنیاد رکھی اور ایک مثالی پُرامن شہر کی فضا میں باہمی سر پھٹول کا زہر گھول دیا۔ یہ شخص خود بھی اسی قتل و غارت کی

بھینٹ چڑھ گیا، مگر اپنے پیچھے ایک مستقل خون ریزی کی رسم چھوڑ گیا، جو اب تک سینکڑوں گھروں کو ماتم کدوں میں تبدیل کر چکی ہے۔

جھنگ میں قائم کی گئی "سپاہ صحابہ" کے مقابلے میں شیعہ علماء نے "سپاہ محمد" قائم کی۔ دونوں جانب کے مسلح گروہ ایک دوسرے کے سینکڑوں افراد کو ہلاک کر چکے ہیں۔ (جنرل ضیاء الحق کے متعلق کہا جاتا ہے کہ اُس نے پیپلز پارٹی کی قوت کو ختم کرنے کے لیے کراچی اور حیدر آباد میں ایم کیو ایم اور پنجاب میں انجمن سپاہ صحابہ بنوائی۔ ایم کیو ایم "جاگیردار بھٹو" اور سپاہ صحابہ "شیعہ بھٹو" کے خلاف میدان میں اتریں اور انہیں ضیاء دور میں خفیہ ایجنسیوں کی بھی سرپرستی حاصل رہی)۔ (جہاد کشمیر و افغانستان از محمد عامر رانا، ص 119)

یہ ہم نے محض اشارۃً فرقہ وارانہ کشیدگی کو ہوا دینے والے ایک گروہ کا ذکر کیا ہے۔ ورنہ وطن عزیز میں بسنے والے اکثریتی مسلمانوں یعنی اہل سنت کو ان لوگوں نے بدعتی اور مشرک کہہ کر واجب القتل قرار دیا اور تعداد کے اعتبار سے دوسری بڑی مسلم آبادی یعنی اہل تشیع کو بھی دائرہ اسلام سے خارج قرار دے کر، اُن کے خلاف مسلح محاذ آرائی شروع کر دی۔ اس طرح سنی اور شیعہ دونوں مکاتب فکر جو کہ اس ملک کی کل آبادی کے اسی فیصد سے بھی زیادہ پر مشتمل ہے کو مسلمان ماننے سے ہی انکار کر دیا گیا اور ان کے خلاف ہتھیار اُٹھانا مباح سمجھا گیا۔ قابل ذکر بات یہ ہے کہ اس طرح کی مہم میں دیوبندی انتہا پسند اور اہل حدیث دونوں ہی مصروف عمل نظر آتے ہیں۔

یہ مہم محض تقریری ہی نہیں وسیع تحریری پراپیگنڈہ پر بھی محیط ہے۔ 15 یا 20 برس ہوئے ہیں راقم الحروف نے لالہ موسیٰ ریلوے اسٹیشن پر ایک مسافر کے پاس ایسا پمفلٹ دیکھا جو وہیں کے کسی ڈاکٹر صاحب کی طرف سے تھا اس پمفلٹ میں صاف طور سے کہا گیا تھا کہ سنی مشرک ہیں اور اب ان کے خلاف تلوار اُٹھانا ناگزیر ہو گیا ہے۔

فرقہ واریت کی بیرونی سرپرستی

عراق ایران جنگ 1980ء میں پاکستان کے دیوبندی اور اہل حدیث علماء کی تنظیموں نے کھل کر عراق کی حمایت کی جبکہ شیعہ تنظیموں کی ہمدردیاں ایران کے ساتھ تھیں۔ حج کے

موقع پر ایرانی شیعوں نے جنہیں پاکستانی شیعوں کی عملی معاونت بھی حاصل تھی بیت اللہ میں سعودی حکومت کے خلاف احتجاج کیا، جس سے ایران اور سعودی عرب کے تعلقات شدید متاثر ہوئے۔ سعودی حکومت نے پاکستان میں شیعہ مخالف تنظیموں کی مالی امداد شروع کر دی۔ جواباً یہی عمل ایرانی حکومت نے بھی اختیار کیا۔ اس طرح خلیج کے ممالک کے مفادات کا کھیل پاکستان میں کھیلا جانے لگا، جس نے بدترین فرقہ واریت کا روپ دھار لیا۔

(جہادِ کشمیر و افغانستان از محمد عامر رانا، ص120)

فرقہ واریت کے اس خونی کھیل میں طرفین کے ہزاروں کارکن موت سے ہمکنار ہوئے۔ جھنگوی صاحب کے جانشین مولانا ایثار قاسمی 1991ء میں قتل ہوئے۔ ضیاء الرحمٰن فاروقی کے دور میں سپاہ صحابہ اندرونی انتشار کا شکار ہوئی۔ پنجاب کے صدر نے سپاہ صحابہ سے اختلافات کے باعث استعفیٰ دے دیا اور ایک پریس کانفرس میں سپاہ صحابہ کی قیادت پر الزام عائد کیا کہ سپاہ صحابہ ایجنسیوں کے ہاتھوں میں کھلونا بنی ہوئی ہے اور ایجنسیوں کی ایما پر فرقہ وارانہ کشیدگی کو ہوا دے رہی ہے۔ ریاض بسرا کی قیادت میں ایک گروپ سپاہ صحابہ سے الگ ہو گیا اور اس نے ''لشکر جھنگوی'' کی بنیاد رکھی۔ 18 جنوری 1997ء کو مولانا ضیاء الرحمٰن فاروقی ایک بم دھماکہ میں 24 دوسرے افراد کے ہمراہ ہلاک ہو گئے۔

ریاض بسرا 12 برس تک قانون نافذ کرنے والے اداروں کے لیے چیلنج بنا رہا آخر 14 مئی 2002ء کو میلسی ضلع وہاڑی میں ایک پولیس مقابلہ میں ہلاک کر دیا گیا۔ اس کے سر کی قیمت 50 لاکھ روپے مقرر تھی اور 300 مقدمات میں مطلوب تھا۔ اس کے خلاف لاہور میں ایرانی قونصل، صادق گنجی کے قتل کے علاوہ چیئرمین شیعہ پولیٹیکل پارٹی سکندر شاہ، سابق کمشنر سرگودھا سید تجمل حسین، سید ذوالفقار حسین نقوی، محسن علی نقوی، ایس ایس پی محمد اشرف مارتھ، مومن پورہ لاہور میں 25 افراد کے قتل کی واردات بم دھماکہ بھوتیاں رائے ونڈ سمیت کئی مقدمات درج تھے۔ (جہادِ کشمیر و افغانستان از محمد عامر رانا، ص131)

جہادِ افغانستان اور طالبان کا ظہور

افغانستان میں روسی جامع افواج کے خلاف مزاحمتی تحریک اور جہاد کا ''سہرا'' بہر حال

پاکستان کے فوجی سربراہ مملکت جنرل محمد ضیاء الحق کے سر بندھتا ہے۔ جس نے اپنے ہم مسلک دیوبندی مدارس کے طلبہ کو ''طالبان'' کی عالمی شناخت عطا کی۔ امریکہ نے اپنے مخصوص مفادات اور دوسری عالمی طاقت روس کو سرنگوں کرنے کے لیے ضیاء کی پیٹھ تھپتپائی اور طالبان کو اسلحہ و تربیت کی سہولتیں بہم پہنچائیں۔ روس کی پسپائی اور شکست و ریخت نے جہاں امریکہ کو ''انا ولا غیری'' کا مصداق بنایا وہاں طالبان کی استعداد و صلاحیت کو عملاً تسلیم کرایا۔

حکومت پاکستان افغانستان کی آزادی کے بعد وہاں اپنے ڈھب کی حکومت قائم کرنا اور اپنے پسندیدہ ترین لوگوں کو برسر اقتدار دیکھنا چاہتی تھی، لیکن واحد سپر پاور امریکہ، اسرائیل، بھارت اور اس نگرم کے عالمی حمایتی، افغانستان میں مستحکم حکومت کے قیام کو اپنے مفادات سے متصادم دیکھتے تھے۔ چنانچہ مُلا عمر کی طالبان حکومت کو پاکستان اور سعودی عرب کے سوا کسی تیرے ملک نے تسلیم نہ کیا۔

پھر ڈرامائی طور پر امریکہ میں 11 ستمبر ہو گیا۔ الزام القاعدہ اور اُسامہ بن لادن کے سر جڑ کر، طالبان سے مطالبہ کیا گیا کہ وہ اُسامہ بن لادن کو امریکہ کے حوالے کر دیں۔ طالبان نے اسے افغان روایات، مہمان داری کے خلاف قرار دیتے ہوئے، اس مطالبہ کو ماننے سے انکار کر دیا۔ پھر کیا تھا، افغانستان کے نہتے اور بے بس شہریوں پر امریکی اسلحہ خانہ کے جدید ترین ہتھیاروں اور گولہ بارود کی برسات کر دی گئی۔ تورا بورا کے غاروں کو ریزہ ریزہ کر کے افغان عوام کی پسندیدہ حکومت کو حرف غلط کی طرح مٹا دیا گیا۔ جنیوا کنونشن کو جوتے کی نوک پر رکھتے ہوئے جنگی قیدیوں کو بند کنٹینرز میں ٹھونس کر زندہ درگور کرنے کے اعلیٰ کارناموں کے ساتھ اتحادی فوجوں سمیت اس بدنصیب ملک میں غیر معینہ مدت کے لیے بن بلائے مہمان بن کر آن دھمکے۔

پاکستان کے فوجی حکمران کا یوٹرن

پاکستان جو امریکہ کی ایما اور ہلاشیری پر ''طالبان'' کو منصہ شہود پر لانے کا ذمہ دار تھا اور جو روس کی شکست کو اپنی کامیابی سمجھتا تھا۔ امریکہ کے بدلے ہوئے تیور دیکھ کر اور مبینہ طور پر اس واضح دھمکی کے بعد کہ پاکستان بتائے ''القاعدہ کے خلاف امریکی جنگ میں وہ

اس کا ساتھی ہے یا مخالف؟''......مخالفت کی صورت میں پاکستان کو پتھر کے دور میں دھکیل دینے کا خوف دلایا گیا۔ پاکستان کے کمانڈو جنرل صدر پرویز مشرف نے تابع مہمل کا کردار ادا کرنے کی حامی بھر لی۔ افغانستان کا چپہ چپہ امریکہ اور اس کے اتحادی ملکوں کے ہوا بازوں نے چھان مارا، مگر اُسامہ بن لادن تو کیا ملتا؟ طالبان کی قیادت میں سے کوئی بھی نمایاں شخص ہاتھ نہ آیا۔ 35 لاکھ سے زیادہ افغان مہاجرین کا بوجھ پاکستانی معیشت کی کمر توڑنے کے لیے سرحد پار کر آیا۔ ان میں نصف سے بھی زیادہ اب تک یہیں مقیم ہیں۔ ان کے جعلی شناختی کارڈ، ڈرائیونگ لائسنس اور پاسپورٹ تک بن چکے ہیں۔ صوبہ سرحد کے علاوہ راولپنڈی، اسلام آباد، لاہور اور کراچی میں ٹرانسپورٹ سمیت کئی طرح کے کاروباری شعبوں پر ان کا اجارہ ہے۔ جائدادیں خرید چکے ہیں۔ ہمارے ملک میں ہیروئن اور کلاشنکوف کلچر، انہی مہاجرین کے ساتھ آیا ہے، جس کے نتیجے میں پاکستانی معیشت تباہ اور نئی نسل بے راہ روی اور نشہ بازی کا شکار ہوگئی ہے۔

امریکہ طالبان جنگ، پاکستان کے اندر

افغانستان پر اندھا دھند بمباری سے تباہی و بربادی کا جو سماں پیدا کیا گیا، اُس کے نتیجہ میں عام شہریوں کے علاوہ طالبان مسلح گروپ بھی بڑی تعداد میں پاکستانی علاقہ میں چلے آئے۔ پاک افغان سرحد صدیوں سے دونوں جانب کے قبائلیوں کے لیے کبھی رکاوٹ نہیں رہی۔ آپس کی رشتہ داریوں اور میل ملاپ ان کی زندگی کا حصہ ہے۔ روس کے خلاف جنگ میں افغان مجاہدین کی امداد کے لیے ادھر سے ہزارہا مسلح افراد افغانستان گئے تھے اور اب امریکی و اتحادی افواج کے حملوں اور بمباری کے نتیجہ میں نقل مکانی کرنے والے افغان مجاہدین کا بہاؤ قدرتی طور پر پاکستان کی طرف ہوگیا ہے۔

امریکہ ایک ہی سانس میں پاکستان سے دو متضاد مطالبے کر رہا ہے۔ اوّل یہ کہ پاکستانی علاقہ طالبان اور القاعدہ کی پناہ گاہ بن گیا ہے۔ انہیں ختم کرنے کے لیے پاکستان سخت عملی اقدامات کرے۔ دوسرے یہ کہ پاکستانی علاقے سے افغانستان میں ہونے والے مبینہ در اندازی کو روکے۔ مشرف عہد میں ایک تابع مہمل کی طرح ان احکامات کی تعمیل ہوتی رہی،

لیکن اس ''بندگی'' میں بھی بھلا نہ ہوا۔ اور ہمیشہ ''ھل من مزید'' (Do More) کا تازیانہ حرکت میں آتا رہا۔

امریکی جاسوس طیارے جب چاہتے پاکستانی فضائی حدود کی خلاف ورزی کرتے ہوئے در آتے اور من چاہے اہداف پر بم برسا کر چلے جاتے۔ اُس وقت کی حکومت اکثر ان واقعات کی تردید کرتی اور اگر کبھی تسلیم کرتی تو اسے اپنی کارروائی کہہ کر امریکی جرم کی پردہ پوشی کی جاتی۔

مشرف چلا گیا مگر پاک افغان سرحد پر ہونے والے واقعات اور ہمارے علاقے میں امریکی ڈرون حملوں کا سلسلہ بدستور جاری ہے۔ بلکہ اس میں خاصی تیزی آچکی ہے۔ اب تو اس طرح کی باتیں بھی کہی جا رہی ہیں کہ یہ ڈرون حملے ہماری ہی سرزمین سے ''طلوع'' ہو کر آتش و آہن کی برسات کرتے ہوئے پھر اسی دھرتی پر ''غروب'' ہو جاتے ہیں۔

سازشوں کے تانے بانے اس قدر اُلجھے ہوئے اور پیچیدہ ہیں کہ شروع یا آخر کا کوئی سرا ہاتھ نہیں آتا۔ طالبان، افغانی ہوں یا پاکستانی، امریکہ کے دشمن سمجھے جاتے ہیں۔ لیکن امریکہ کے ساتھ ''تعاون'' کے جرم میں پاکستان میں دہشت گردی اور خودکش حملوں کی ذمہ داری قبول کرنے والی تحریک طالبان پاکستان کو جو جدید ترین اسلحہ میسر ہے، اُس کا منبع اور مرکز بھی امریکہ ہی معلوم ہوتا ہے۔ اب یہ سب کچھ امریکہ بہادر خود کرا رہا ہے یا اُس کے لاڈلے، اسرائیل اور بھارت اس کے ذمہ دار ہیں۔

اِک معمہ ہے سمجھنے کا نہ سمجھانے کا

افغانستان کے اندر پاکستانی سرحد کے ساتھ قطار اندر قطار چوبیس بھارتی قونصل خانے کیا بھاڑ جھونک رہے ہیں؟......اسرائیل اور بھارت کا ''دوگانا'' کہ پاکستانی جوہری اثاثے دہشت گردوں کے ہاتھ لگ سکتے ہیں۔ کیا محض ''ریاض'' ہے۔ عملاً اس وقت افغانستان پر امریکہ کی حکومت ہے وہاں بیٹھ کر بھارت جو کچھ کر رہا، امریکہ کی مرضی اور بلا شیری سے۔ بدقسمتی سے ہمارے موجودہ حکمران کھلے کیا، دبے لفظوں میں بھی اس حقیقت کو اپنے لبوں پر نہیں لاتے۔

افواج پاکستان کی کارروائیاں

موجودہ گھمبیر صورت حال کا ایک اجمالی خاکہ ہم نے اُوپر کی سطور میں پیش کیا ہے۔
اب ذرا ایک بار پھر اپنے گھر کے اندر کی خطرناک صورت حال کی جانب لوٹ آئیے، جہاں افواج پاکستان اپنے ازلی دشمن بھارت کے ساتھ نہیں، ملک وملت کے بدخواہوں اور باغیانہ سرگرمیوں میں ملوث دہشت گردوں کے خلاف انتہائی بے جگری اور جواں مردی کے ساتھ نبرد آزما ہیں۔ یہ جنگ بیک وقت بونیر، سوات، دیر اور مالاکنڈ ڈویژن کے دوسرے علاقوں کے خلاف وزیرستان سمیت فاٹا کی مختلف ایجنسیوں میں جاری ہے۔ افواج پاکستان یہ آپریشن اس احتیاط کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے کر رہی ہیں کہ عام شہریوں کا کم سے کم نقصان ہو۔ یوں بھی تمام متاثرہ علاقوں سے آبادی کا بڑے پیمانے پر انخلا ہوا ہے اور ایک محتاط اندازے کے مطابق 35 سے 40 لاکھ تک اپنے ہی وطن کے شہری بے خانماں ہو کر کیمپوں میں محتاجی کی زندگی گزارنے پر مجبور ہو گئے ہیں۔

موجودہ صورت حال کا بغور جائزہ لیں تو اس کے تو ڈانڈے ایک بار پھر جہاد افغانستان کے ساتھ ملتے ہوئے نظر آتے ہیں جو امریکی امداد وتعاون سے روس کے خلاف رُوبہ عمل آیا تھا۔ اس جہاد سے فارغ ہونے والی جہادی تنظیموں میں شریک پاکستانی مجاہدین نے مقبوضہ کشمیر کا رُخ کیا۔ کشمیر میں جاری کشمیری عوام کی قابض بھارتی فوجوں کے خلاف جنگ آزادی کو ان مجاہدین کی آمد سے مہمیز ملی اور مقبوضہ کشمیر میں تحریک آزادی نے بہت زور پکڑا۔ نتیجتاً بھارتی افواج کے مظالم بھی دوچند ہو گئے۔ تاہم اس کا ایک مثبت پہلو یہ سامنے آیا کہ عالمی رائے عامہ کے سامنے کشمیر کا تنازعہ ایک بار پھر پوری توانائی کے ساتھ اُبھر کر آیا۔ امریکہ جسے روسی افواج کے انخلاء کے بعد افغانستان میں پاکستانی مجاہدین کی احتیاج باقی نہ رہی تھی وہ اپنے چہیتے بھارت کے خلاف سرگرم جدوجہد کو کیسے برداشت کر سکتا تھا۔ چنانچہ بھارت کی آواز کے ساتھ آواز ملاتے ہوئے بلکہ اس سے کہیں زیادہ زوردار آواز میں پاکستان کو ان سرگرمیوں کا ذمہ دار ٹھہرایا گیا اور بھارت کے اس الزام کو کہ پاکستان اپنے علاقے میں تربیت دے کر مجاہدین کو سرکاری حفاظت میں مقبوضہ کشمیر تخریب

کاری کے لیے بھجواتا ہے، درست تسلیم کرتے ہوئے حکومت پاکستان کو بار بار تنبیہ کی گئی۔

جہادی تنظیمیں اور ان کے اہداف

یہ تو ہوئی پاکستان اور پاکستانی مجاہدین کی پوزیشن جسے عالمی رائے عامہ نے امریکہ کی نظر سے اور امریکہ نے بھارت کی نظر سے دیکھا۔ اب تھوڑا سا ذکر پاکستان میں قائم جہادی تنظیموں کا، ان کی سرگرمیوں کے اثرات، پاکستان کی معیشت اور امن وامان پر یہ جہاد کیوں کر فساد کی بنیاد بن گیا۔ جہادی تنظیموں میں سے بعض کے سیاسی اور مذہبی عزائم، تلوار کے زور سے ملکی نظم ونسق پر کنٹرول حاصل کرنے کی آرزو اور اپنی فکر کے مطابق نظام کا قیام، پاکستان میں قائم جہادی تنظیموں اور ان کی کارکردگی کا جائزہ لیں تو درج ذیل انتہائی اہم دوررس اور حد درجہ خطرناک پہلو اجاگر ہوتے ہیں۔

1- ساری کی ساری جہادی تنظیمیں مذہبی مسالک کی بنیاد پر قائم کی گئی ہیں اور وہ اپنے علاوہ دوسرے مسلک کی تنظیموں کے خلاف بہت حد تک جذباتی طرزِ عمل اختیار کیے ہوئے ہیں بلکہ کچھ انتہا پسند تنظیمیں تو دوسرے مسلک والوں کو کافر اور مشرک جانتے ہوئے واجب القتل قرار دیتے ہیں۔

2- مسلک کی بنیاد پر قائم سیاسی جماعتوں کی قیادتیں ان جہادی تنظیموں میں پورا عمل دخل رکھتی ہیں۔ جہادی تنظیمیں سیاسی جماعتوں کے بازوئے شمشیر زن کا کردار ادا کرتی ہیں جبکہ سیاسی جماعتیں اپنی ذیلی جہادی تنظیموں کی دہشت گردی اور تخریب کاری پر ان کے تحفظ کی ذمہ داریاں اٹھاتی ہیں۔

3- بہت سے دینی مدارس کو ملنے والا چندہ جہادی تنظیموں کی سرگرمیوں پر خرچ کیا جاتا ہے اور ان مدارس میں ''جہاد'' کی تربیت کا اہتمام کیا جاتا ہے۔ بجا طور پر ان مدارس کو جہادی تنظیموں کی نرسریاں کہا جا سکتا ہے۔ جہاں سے افرادی قوت بھی فراہم کی جاتی ہے۔

4- بوجوہ پاکستان میں برسر اقتدار آنے والی قوتوں نے اکثر وبیشتر ان جہادی تنظیموں کی اندرون ملک سرگرمیوں سے چشم پوشی کی ہے، جس کے نتیجے میں انہیں کھل کر کھیلنے کے مواقع میسر آئے ہیں۔ دین کی تعلیم حاصل کرنے والے طلبہ کے نام پر حکومتی سطح پر

زکوۃ اور بیت المال سے خطیر رقوم کی فراہمی کے بعد کبھی اس کا حساب طلب کرنے کی ضرورت محسوس نہیں کی گئی۔

5- طلبہ ہی کے نام پر عوام سے زکوۃ، صدقات اور خیرات کے طور پر جمع ہونے والی خیر و گُن امداد کا حقیقی مصرف کیا ہے؟ یہ جاننے کی کسی کے پاس فُرصت نہیں ہے، جبکہ قربانی کی کھالوں کے لیے تو باقاعدہ ''مجاہدین'' اور ''جہاد'' کا نام لے کر عوام کو جہاد میں مالی حصہ لینے کی اپیل کی جاتی ہے۔

6- حکومتی خزانہ اور عوامی عطیات و خیرات کے علاوہ جہادی تنظیمیں خیر سے جبری چندہ یا بھتہ بھی وصول کرتی پائی گئی ہیں، خاص طور سے آزاد کشمیر کے پونچھ سیکٹر میں اسلحہ بردار مجاہدین کی سینہ زوری کی داستانیں زبان زد عام ہیں۔ جن میں کچھ کمی مشرف دور میں حکومت اور مجاہدین کے درمیان فاصلہ قائم رکھنے کے فیصلہ کے بعد نظر آئی۔

7- دینی مدارس چلانے والے علماء کی درویشی اور بے غرضی کی مثالیں دی جایا کرتی، بعض ناگفتنی ذرائع سے روپے کی ریل پیل نے جہادی تنظیموں کے ساتھ ساتھ ان سے منسلک دینی مدارس چلانے والوں کی بھی دنیا بدل دی۔ سائیکلوں اور تنگ و تاریک مکانوں کی دنیا سے نکل کر یہ لوگ پجیرو اور عالی شان محلات کے عالم پُر بہار کے مزے لوٹنے لگے۔ دولت کی فراوانی نے جہادی تنظیموں کی قیادتوں میں اندرونی اختلافات پیدا کیے، جس کے نتیجے میں ان تنظیموں نے کئی انڈے بچے دیئے جو بعض شخصیات کے ناموں سے پہنچانے جاتے ہیں۔

وہابی اور انتہا پسند دیوبندی جہادیوں کے عزائم

یہ مضمون جہاد افغانستان اور مقبوضہ کشمیر کی تحریک آزادی میں اہل حدیث اور انتہا پسند دیوبندی جہادی تنظیموں کی فرقہ وارانہ قتل و غارت کی تفصیل کا متحمل نہیں ہوسکتا۔ اس لیے ہم اس حصہ گفتگو سے فی الوقت ہاتھ اُٹھا لیتے ہیں۔ ویسے بھی زیر نظر موضوع ایک مفصل و مبسوط کتاب کا متقاضی ہے۔ تاہم ان تنظیموں کی فرقہ وارانہ تنگ نظری اور عامۃ المسلمین کے بارے میں جارحانہ عزائم کے بارے میں کچھ اشارے کرنا ضروری سمجھتے ہیں۔

بالاکوٹ کی تحریک مجاہدین 1830ء کا اجمالی تذکرہ آپ پڑھ چکے ہیں۔ ان ''مجاہدین'' کے 1857ء کی جنگ آزادی میں ''کارنامے'' بھی آپ کی نظر سے گزر چکے ہیں، اب دیکھیے کہ موجودہ حالات میں ان کی سوچ اور ارادے کیا ہیں؟ اور یہ کس ''منزل'' کی تلاش میں سرگرداں ہیں۔

1830ء کے معرکۂ بالاکوٹ میں انگریزی سرپرستی میں پروان چڑھنے والی تحریک مجاہدین، مسلمانوں کے خلاف جہاد کرتی، انہی کے ہاتھوں پیوند خاک ہوئی۔ لیکن اس کے پس ماندگان نے ہمت نہیں ہاری اور اپنے مدارس کے طلبہ میں مسلسل یہ زہرناک تبلیغ کرتے رہے کہ جب بھی موقع ملے، ابن عبدالوہاب نجدی کے نظام کو نافذ کرنے اور آل سعود کی طرح حکومت پر قبضہ کرنے کی کوشش ضرور کی جائے گی۔

بلی کے بھاگوں چھینکا ٹوٹا...... روس کی افغانستان میں یلغار کو روکنے کے لیے امریکہ بہادر کو ان ''مجاہدین'' کی ضرورت پڑ گئی۔ یہ ازلی اور نسلی بکاؤ مال...... ڈالروں پر مرمٹا۔ امریکی اسلحہ، مالی امداد، جنرل ضیاء الحق کا عملی تعاون اور جہاد کے نام پر پاکستانی مدارس کے جذباتی نوجوانوں کی کھیپ نے مل جل کر کامیابی کی راہیں کھول دیں اور پاکستان کے دیوبندی مدرسہ کے سند یافتہ مُلا عمر، امیر المومنین کہلانے لگے۔

ارادے یہ تھے کہ افغانستان میں قائم ''خلافت'' کی حدود میں شمالاً جنوباً اور شرقاً غرباً توسیع کی جائے گی۔ مگر امریکہ کا کوئی بھی حکمران مسلمانوں کے عروج اور کمال کو پسند نہیں کرتا، چاہے ایسا چاہنے والے کیسے ہی فرماں بردار اور خدمت گزار کیوں نہ ہوں۔ 9/11 کی آڑ میں افغانستان کی اینٹ سے اینٹ بجادی گئی اور امیر المومنین مُلا عمر کی جگہ حامد کرزئی نامی بچے جمورے کو صدارتی چوغہ پہنا دیا گیا، جو ہمہ وقت اس کے کندھوں سے پھسلتا رہتا ہے۔

افغانستان کے اندر قابض امریکی اور اتحادی فوجوں کے خلاف جہاد تو سمجھ میں آتا ہے کہ ہر ملک میں وہاں کے عوام کو ہی یہ حق حاصل ہے کہ وہ جسے چاہیں مسند اقتدار پر فائز کریں اور جسے چاہیں نکال باہر کریں۔ جبری قبضے اور درآمدی کٹھ پتلی حکمران کو کوئی بھی غیرت مند قوم برداشت نہیں کرسکتی۔ حکومتی سطح پر معاملات جس نوعیت کے بھی رہے ہوں، پاکستانی عوام نے ہمیشہ افغان عوام کو اپنی مرضی سے اپنے حاکم چننے کے حق کی حمایت کی

ہے۔موجودہ نظام اس کا نعم البدل کیوں کر ہوسکتا ہے؟

پاکستانی طالبان کی چیرہ دستیاں

افغانستان اور کشمیر کے محاذوں سے پلٹنے والے مجاہدین کو بھی تو کوئی مصروفیت چاہیے تھی، ان کی قیادت کو پاکستان میں بے روک ٹوک سرگرمیوں کے باعث یہ ہدف زیادہ آسان لگا کہ وہ نفاذ شریعت کے نام پر حکومت وقت کے خلاف سرگرم عمل ہوں، تو عوام شرعی نظام کے نفاذ کو یقینی بنانے کے لیے ان کی مکمل حمایت کریں گے۔

اس مقصد کے حصول کے لیے مختلف سطحوں پر عملی اقدامات کا آغاز کیا گیا۔

1- مولانا صوفی محمد نے مالاکنڈ ڈویژن میں شرعی قوانین کے نفاذ اور شرعی عدالتوں کے قیام کا مطالبہ کیا اور اس کی تکمیل کے لیے پر امن جدوجہد کا راستہ اختیار کیا۔

2- بیت اللہ محسود نے وزیرستان میں اسلحہ کے زور پر اپنا نظم قائم کر لیا اور اپنی ''عدالتوں'' کے ذریعہ ایک متوازی عدالتی نظام قائم کر کے لوگوں کو سزائیں تک دینے کا سلسلہ شروع کر دیا گیا۔ اس خودساختہ نظم اور طریق انصاف کے تحت کئی لوگوں کو سرعام ذبح کر دیا گیا۔ حد یہ ہے کہ ان وحشیانہ اور ظالمانہ اقدامات کی وڈیوز جاری کی گئیں۔

3- صوفی محمد کے داماد، مولوی فضل اللہ نے تحریک طالبان پاکستان کے امیر بیت اللہ محسود کی امارت کے تحت سوات میں اپنا نظام چلانا شروع کیا اور غیر قانونی ایف ایم ریڈیو قائم کر کے لوگوں تک اپنے نشری احکام پہنچانے لگا۔ فضل اللہ کے نام نہاد قاضی غیر طالبان عوام کو جھوٹے الزامات کے تحت کڑی سزائیں سناتے۔ ان خودساختہ اور جعلی عدالتوں کے احکام پر برسرعام گردنیں مار دی گئیں اور خواتین تک کو مجمع عام میں کوڑے مارے گئے۔

ایک ایسی ہی خاتون پر بدچلنی کا الزام لگا کر فضل اللہ کی قائم کردہ عدالت کے حکم پر بھرے بازار میں کوڑے مارے گئے اور اس کی وڈیو بھی جاری کی گئی۔ اخباری اطلاعات کے مطابق اس مظلوم لڑکی کا اصل ''جرم'' یہ تھا کہ اس نے ایک اوباش مجاہد کے ساتھ نکاح سے انکار کر دیا تھا۔

4- حکومت پاکستان نے مالاکنڈ ڈویژن میں شرعی قوانین کے نفاذ کا مطالبہ مان لیا۔ پارلیمان اور صدر نے اس کی منظوری دے دی۔ قاضیوں اور قاضی القضاۃ وغیرہ کے تقرر کے مراحل طے ہو رہے تھے کہ مولوی فضل اللہ کے حکم پر اس کے مسلح دستوں نے بونیر اور شانگلہ کے علاقوں کی طرف پیش قدمی شروع کر دی۔

معاہدے کے مطابق طالبان نے خود کو غیر مسلح کرنے کی بجائے سوات سے نکل کر اطراف میں جارحانہ کارروائیوں کا آغاز کر دیا۔ قتل و غارت کے علاوہ بونیر میں پیر بابا رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر قبضہ کر کے مجاہدوں کے سامان کو آگ لگا دی۔

صوفی محمد نے طے شدہ پلان کے مطابق حکومت سے کئے گئے وعدے پر عمل درآمد سے خود کو الگ کرتے ہوئے سوات سے واپسی کا اعلان کر دیا۔

5- ملکی اختلاف کی بنا پر علاقے کے معروف علماء و مشائخ کی میتیں اُن کی قبروں سے نکال کر گولیوں سے چھلنی کی گئیں۔ پھر انہیں ''عبرت'' کے لیے منگورہ کے معروف گرین چوک میں کئی روز تک لٹکائے رکھا۔

6- خیبر ایجنسی میں سابق ٹرک کنڈیکٹر منگل باغ کے ''لشکر اسلام'' کی غنڈہ گردی اور قتل و غارت کے باعث علاقے کی مشہور روحانی شخصیت، پیر سیف الرحمٰن نقشبندی کو ہجرت کر کے پنجاب آنا پڑا۔

7- مولوی سمیع الحق کی عین ناک کے نیچے معروف صوفی شاعر ''رحمان بابا'' کے مزار کو دھماکے سے اُڑا دیا گیا۔

8- بیت اللہ محسود کے خودکش بمبار، نہتے عوام کو اور وہ ''ڈریکولا'' ہر خون آشام واقعہ کی ذمہ داری قبول کرنے میں فخر محسوس کرتا ہے۔

9- خودکش حملے حرام ہیں۔ یہ وہ متفق علیہ رائے ہے، جس پر تمام مسالک کے علماء یک زبان ہیں۔ لیکن ممتاز سنی عالم دین ڈاکٹر سرفراز نعیمی رحمۃ اللہ علیہ مسلح دہشت گردی اور غارت گری کے بڑے ناقد تھے۔ بیت اللہ محسود کا ایک کم سن خودکش بمبار انہیں بطور خاص نشانہ بناتا ہوا، اُن کے حجرے میں پھٹ پڑا۔ جس کے نتیجہ میں جناب سرفراز نعیمی رحمۃ اللہ علیہ شہادت کے عظیم مرتبہ پر فائز ہوگئے۔

10- ڈاکٹر محمد سرفراز نعیمی کی شہادت پہلا واقعہ نہیں ہے۔ خیبر ایجنسی میں منگل باغ کے ہاتھوں سنی عالم دین کی شہادت بھی ایک تازہ واردات ہے۔ تین برس قبل عروس البلاد کراچی کی معروف نشتر پارک میں عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے عظیم الشان جلسہ کے شرکاء کو اس وقت بدترین دہشت گردی کا نشانہ بنایا گیا جب شمع رسالت کے یہ پروانے نماز مغرب ادا کر رہے تھے۔ 65 شہدائے کرام جن میں جید علماء بھی شامل تھے...... کا خون ناحق ارباب اختیار کا دامن گیر ہے کہ آخر وطن عزیز میں پرامن شہریوں اور خدائے بزرگ و برتر کے حضور سربسجود ہونے والوں کا خون یوں بے دردی سے کب تک بہایا جاتا رہے گا اور حکام محض اظہار افسوس کر کے مطمئن ہو جائیں گے؟

نجدی اور بالاکوٹی ''جہاد'' کا ری پلے

پاکستانی طالبان کی وارداتوں کو ملاحظہ فرمائیں، پھر ان کے عزائم کو نظر میں رکھیں اور تاریخ میں انہی بزرگوں ابن عبدالوہاب نجدی اور مولوی اسمٰعیل دہلوی و سیّد احمد کے کردار اور اقوال کے ساتھ موازنہ کریں، تو صاف نظر آ جائے گا کہ یہ بعینہٖ انہی طور طریقوں کو اختیار کیے ہوئے ہیں ان کے عقائد سو فیصدی نجدی اور دہلوی کے مطابق ہیں اور یہ دہشت گردی اور قتل و غارت کے ذریعہ پاکستان کے ملکی نظام کو درہم برہم کر کے اپنی حکومت قائم کرنا چاہتے ہیں۔ جہاں یا تو ان عقائد کو من وعن اختیار کر لیا جائے ورنہ اپنی زندگیوں سے ہاتھ دھو لئے جائیں۔

یہ نام نہاد مجاہدین اسلام، جس اسلام کی نشاۃ ثانیہ کے دعویدار ہیں، اُس میں ابن عبدالوہاب نجدی اور اسمٰعیل دہلوی کے بیان کردہ عقائد سے ذرہ برابر اختلاف کرنے والا بھی (ان کے) دائرہ اسلام سے خارج اور واجب القتل ہے۔ جس طرح ان دونوں کے ادوار میں مسلمانوں کے خلاف ''جہاد'' ہوا۔ انہیں تہ تیغ کیا گیا، خواتین کی بے حرمتی کی گئی اور انہیں کنیزیں اور لونڈیاں بنایا گیا۔ بالکل اسی طرح آج یہ ''طالبان'' بھی ایسے ہی بُرے ارادے رکھتے ہیں۔

یہ مضمون پہلے ہی خاصا طول پکڑ گیا ہے۔ اس لیے ہم زیادہ تفصیل میں جائے بغیر

صرف ایسی شہادتوں پر اکتفا کر رہے ہیں۔ جن سے صاف پتہ چلتا ہے کہ غیر مقلد اہل حدیث ہوں یا انتہا پسند دیو بندی، دونوں ہی اس ملک کی عظیم اکثریت، سنی مسلمانوں کو واجب القتل سمجھتے ہیں اور ایسے ہی خیالات وہ ملک کی دوسری بڑی دینی شاخ اہل تشیع کے بارے میں رکھتے ہیں۔

جناب محمد عامر رانا اپنی تحقیقی کتاب ''جہاد کشمیر و افغانستان'' کے صفحہ 253 پر لکھتے ہیں:

''جماعت الدعوۃ اور لشکر طیبہ بریلویوں سے متعلق کیا عقاید اور رائے رکھتے ہیں۔ اس کا اندازہ قاری عبدالحفیظ وہابی کی تقریر کے چند اقتباس سے بھی لگایا جا سکتا ہے۔ قاری عبدالحفیظ آج کل مرکزی جمعیت اہل حدیث سے وابستہ ہیں۔ ان کا یہ خطاب فیصل آباد میں ریکارڈ کیا گیا اور جو آڈیو کیسٹ کی صورت میں موجود ہے''۔

''یہ (لشکر طیبہ والے) مال اکٹھا کرنے کے لیے اور بریلویوں کی لڑکیوں کو لونڈیاں بنانے کے لیے جہاد کر رہے ہیں۔ یہ ابوجہل کا گروپ ہے۔ معاذ اللہ! جو یہ کہتا ہے کہ بریلویوں کی لڑکیوں کو اٹھا لو کہ مال غنیمت ہیں۔ ہمارے بریلویوں، شیعوں سے عقاید کے اختلافات ضرور ہیں، لیکن کوئی مولوی منبر پر بیٹھ کر یہ کہنا شروع کر دے کہ یہ تو کافر ہیں، مشرک ہیں۔ اس لیے ان کی لڑکیاں اٹھا لو، معاذ اللہ! ایسے مذہب کا میں قائل نہیں ہوں اور نہ ہی مذہب اس بات کی اجازت دیتا ہے اور نہ میں ایسے جہاد کا قائل ہوں کہ دوسرے مسلک کی لڑکیوں کو اٹھا لو۔ آپ پوچھیں گے، میرے اس دعوے میں صداقت کس طرح ہے۔ فیروز وٹواں کے اڈے پر ان کے (لشکر طیبہ کے) ایک مجاہد کی دکان ہے۔ واربرٹن کا رہنے والا ہے، ان کا مسئول ہے۔ اس نے بریلویوں کی ایک لڑکی اغوا کی۔ جس کا پروفیسر سعید نے نکاح پڑھایا۔ وہ لڑکی لے کر نکل گیا۔ آخر پولیس کے ہتھے چڑھ گیا۔ 40 ہزار روپے دے کر اپنی جان چھڑالی اور لڑکی کی جان بچ گئی۔ اس سے پوچھا کہ تم ایسی کارروائیاں کیوں کرتے ہو تو اس نے کہا کہ ہمارے پروفیسر سعید نے فتویٰ دیا ہے کہ مشرکوں کی لڑکیاں مال غنیمت ہیں اور ہماری لونڈیاں ہیں''۔

اسی طرح کا ایک فتویٰ نما مضمون حال ہی میں انگریزی اخبار دی نیشن میں چھپا ہے۔

جس میں ایسے ہی خیالات اہل تشیع کے متعلق ظاہر کئے گئے ہیں۔ حیرت ہے کہ ملک کی عظیم اکثریت اہل سنت اور دوسری بڑی آبادی اہل تشیع کے بارے میں اس قسم کی بیہودہ تقریریں اور تحریریں اس اقلیتی گروہ کے بدزبانوں کے حلق اور بے لگام قلمکاروں کے قلم سے نکل رہی ہیں اور قانون نام کی کی کوئی چیز حرکت میں آتی دکھائی نہیں دیتی۔

کاش! حکمرانوں نے یاوہ گوؤں کو لگام دی ہوتی اور فتنہ انگیز لٹریچر کو پھیلنے سے روکنے کی کوئی سبیل کی ہوتی، تو آج یہ طوفان بے تمیزی برپا نہ ہوتا، نہ ہی کسی منہ پھٹ اور دریدہ دہن شخص کو اپنی حدود سے تجاوز کی جرأت ہوتی۔

لشکر طیبہ کا ذکر آیا تو برسبیل تذکرہ مریدکے میں ان کے مرکز طیبہ میں ہونے والے سالانہ اجتماعات کے متعلق تین چار سال پہلے کی ایک رپورٹ کو اذہان میں تازہ کرلیں، اخبارات نے اچنبھے کے طور پر نوٹ کیا اور لکھا ہے کہ:

''مرکز طیبہ مریدکے کے سالانہ اجتماع میں نوجوان طالب علم ہاتھوں میں قینچیاں لئے گھومتے رہے۔ وہاں جہاں کسی بھی شخص کو دیکھتے کہ اس کی شلوار کے پائینچے ٹخنوں سے اوپر نہیں ہیں۔ وہ بغیر کوئی وارننگ کے پائینچے کاٹ کر پھینک دیتے''۔

ملاحظہ فرمایا آپ نے دینی تبلیغ کا اچھوتا طریقہ؟ انصاف سے کہئے ایسے انداز اختیار کرنے سے لوگ آپ کے قریب آئیں گے یا دور سے ہزار نفرتیں بھیجیں گے؟

یہ تو تھے خالص نجدی اور دہلوی کے پیروکار، اب ایک واقعہ چشم کشا، گلابی وہابیوں المعروف دیوبندی تبلیغیوں کا:

یہ کوئی تیس برس پرانا واقعہ ہے۔ چاہ جموں والا نیوسمن آباد کا ایک دکاندار محمد اقبال جو محلے کی مسجد کی منتظمہ کمیٹی کا صدر بھی تھا، مسجد کے امام کے اصرار پر اُس کے ساتھ رائیونڈ، تبلیغی جماعت کے اجتماع میں چلا گیا۔ اس کا دوست محمد خان جو پٹین کمپنی میں ملازم تھا، وہ بھی اس کے ہمراہ چلا گیا۔

محمد خان پورے انہماک کے ساتھ پنڈال میں بیٹھ کر علماء کی تقریریں سن رہا تھا۔ کسی واعظ کی تقریر کا کوئی جملہ اسے ایسا بھلا لگا کہ اُس نے فرط جذبات سے نعرۂ رسالت ''یارسول

اللہ'' بلند کر دیا، وہ نعرہ لگا کر بیٹھا ہی تھا کہ پیچھے سے ایک آہنی ہاتھ اس کی گردن کے گرد تنگ ہوا اور اُسے کالر سے گھسیٹ کر کھڑا کر دیا گیا۔ شیر جنگ نامی شخص جو تبلیغی مرکز کے مطبخ کا انچارج تھا، اُس کی سرکردگی میں مشٹنڈوں کا ایک گروہ نہتے محمد خان کو مطبخ میں کام آنے والی آہنی سلاخوں سے یہ بے تحاشا تختہ مشق بناتے رہے۔ پھر اسے الٹا لٹکا کر یہ ظلم و ستم جاری رکھا گیا۔ جس کی تاب نہ لاکر وہ حواس کھو بیٹھا۔ دریں اثنا محمد اقبال اسے تلاش کرتا ہوا ادھر آنکلا تھا۔ یہ گویا اس ''مجرم'' کا ساتھی تھا جو ان ''مبلغین'' کے ہاتھ لگا۔ اُس کے ساتھ بھی محمد خان سا سلوک ہوا اور وہ بے ہوش ہو کر گر پڑا۔

دونوں مضروبوں کی حالت تشویش ناک دیکھ کر ملزمان نے انہیں ٹیکسی میں ڈالا اور گنگا رام ہسپتال میں یہ کہہ کر داخل کرادیا کہ یہ دونوں انہیں اس حالت میں سڑک پر پڑے ملے ہیں۔ ہسپتال کا عملہ زخمیوں کی جانیں بچانے کے لیے اپنی سی کوشش کرنے میں مصروف ہو گئے۔ اور انہیں اس حال تک پہنچانے والے نام نہاد مبلغین آنکھ بچا کر نکل بھاگے اور پھر کبھی ہسپتال کا رخ نہیں کیا۔

محمد خان تو مہینوں زیر علاج رہا لیکن محمد اقبال کے زخموں نے اُسے موت سے ہمکنار کر دیا۔ یکبارگی جو ہوش میں آیا تو اپنے بیان میں مولوی شیر جنگ کا نام لے کر بتایا کہ اُس نے اور کے ساتھی تبلیغیوں نے اُس کا یہ حشر کیا ہے۔ یہ سیدھا سادا قتل عمد کا مقدمہ تھا۔ لیکن تبلیغی جماعت کے اثر و رسوخ نے اسے روز اوّل سے ہی کمزور بنیاد فراہم کی۔ سوادِ اعظم ہمیشہ کی طرح اپنی کثرت کے زعم میں ڈبکیاں کھاتا رہا اور شہید محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے خون ناحق کے مقدمہ کی پیروی کرنے کے لیے تین چار سر پھروں کے سوا کوئی اپنی مصروف ترین زندگی کے چند لمحات بھی نہ دے سکا۔ مجھے ڈر ہے کہ کہیں بخل کا الزام میرے سر نہ آئے۔ سو کم از کم دو حضرات کا نام لینا ضروری خیال کرتا ہوں ایک تو تھے تحریک پاکستان کے خاموش مگر سرگرم کارکن جناب شیخ محمد مرحوم اور دوسرے صاحب جنوں، جفاکش محقق اور تاریخ تحریک آزادی وحصول پاکستان کے چہرے کو بددیانتی کی آلودگیوں سے منزہ کرنے کی مہم میں مصروف جناب ظہورالدین خاں امرتسری، برسوں اس مقدمہ کی تاریخوں پر یہ حضرات حاضر ہوتے رہے، شہید کی بیوہ اور دوسرے پس ماندگان کی خبر گیری کے ساتھ ساتھ مقدمہ

کے سلسلہ میں ہر ممکن اعانت بھی کرتے رہے۔

تبلیغی جماعت کے ہمدرد، مال دار لوگ شہید کے بیوی بچوں کو روپوں کا لالچ دے کر مقدمہ سے دستکش ہونے کی سعی کرتے رہے۔ ہائی کورٹ کے اس وقت کے چیف جسٹس مرحوم مولوی مشتاق حسین کے زیر اثر ہر طرح کے شواہد کے باوجود ملزمان کی ضمانتیں ہوئیں اور وہ آج تک خونِ ناحق کے داغ اپنے سینوں میں چھپائے، معاشرے میں عزت واحترام کی زندگی گزار رہے ہیں۔ اہل سنت الا ماشاء اللہ اپنی کثرتِ تعداد کے زعم میں مگن، ایسے تازیانوں کو بھی معمولی سمجھتے ہیں۔ قیادت نام کی کوئی چیز کہیں نظر آئے تو اس کا دامن پکڑا جائے۔ کیا لمحۂ زوال ہے کہ ایک جانب وبال ہی وبال ہے اور یہاں تا حد نگاہ وحشت ناک، قحط الرجال......اِرحم! اِرحم!! یارب ذوالجلال۔

پس چہ باید کرد؟

اللہ یقیناً رحیم وکریم ہے اور اس کے حبیب کریم صلی اللہ علیہ وسلم بھی بلاشبہ سراپا رحمت اور کرم ہی کرم ہیں۔ قرآن مجید فرقان حمید سختی سے متنبہ کرتا ہے کہ ہرگز، ہرگز اُس کی رحمت سے نا اُمید نہ ہوں۔

لیکن کیا دنیا کے 57 آزاد اور خود مختار ملکوں میں اُرحم کی عقیدے کے اعتبار سے دوسری بڑی اکثریت کی حامل، اُمتِ مسلمہ اجتماعی طور پر......اور اس کا حصہ اور جزو ہونے کے باعث ہم اور آپ سے کیا محض کڑھنے اور جی جلانے سے، مالک روز جزا کے حضور جوابدہی سے مستثنیٰ قرار پائیں گے؟...... میرا دل کہتا ہے اور ایمان بھی کہ......نہیں، ہرگز نہیں......ہم میں سے ہر ایک بالیقین جوابدہ ہے۔

مجھے اس تلخ نوائی کے لیے معاف کر دیا جائے کہ میں اپنی کوتاہ بینی کے باعث، محراب ومنبر کی جلوہ آرائیاں دیکھتا ہوں، خانقاہوں اور درگاہوں کی بزم آرائیاں......تو مجھے غول در غول، صاحبزادگان، صوفی باصفا، دکھائی نہیں دیتا۔ میں کیا اور میری نظر کیا؟......پھر میں تو اِک عہد نامسعود کا بے بضاعت اور بے مصرف فرد ہوں، کہنے والے تو صدیوں پہلے اپنے وقت کی ''حقیقتوں'' پر کہہ اُٹھے تھے۔

زاہدوں کیں جلوہ بر محراب و منبری کنند
چوں بخلوت می روند آں کار دیگر می کنند

سو میرے معزز ومحترم قارئین! آپ میں سے ہر ایک یہ سوچ کر اُٹھے کہ یہ کام تنہا اُسی کے کرنے کا ہے۔ یوں مختلف گھروں، گلیوں، کوچوں، محلوں، بازاروں، قریوں، قصبوں اور شہروں سے اک جذبۂ صادق کے ساتھ اُٹھ کھڑے ہونے والے افراد، جب کڑی در کڑی، باہم پیوست ہو جائیں گے تو ایک قوت قاہرہ جنم لے گی، جو سازشوں اور فتنوں کو خس و خاشاک کی طرح بہالے جائے گی، اقبال کی صدا گوش ہوش سے سنئے۔

افراد کے ہاتھوں میں ہے اقوام کی تقدیر
ہر فرد ہے ملت کے مقدر کا ستارہ

اعلیٰ حضرت قدس سرہ العزیز کی فکر جانفزا کے ایک نقیب علامہ سرفراز نعیمی رحمۃ اللہ علیہ کلمہ حق کہنے کی ''پاداش'' میں شہادت کی خلعت عظمیٰ سے سرفراز ہو چکے ہیں۔ اُن کے خون ناحق کی ذمہ داری قبول کرنے والوں کی پیاس ابھی بجھی نہیں، یہ بدروحیں خون مسلم کی بو سونگھتی، چار سو بھٹکتی پھر رہی ہیں۔ انہیں صرف قوت ایمانی کے شعلوں سے ہی بھسم کیا جا سکتا ہے۔ ان کی خبیث اور غلیظ نظریں ''پیر بابا رحمۃ اللہ علیہ اور رحمان بابا رحمۃ اللہ علیہ'' کے بعد اب داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ اور بابا فرید گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کے مقدس ومحترم آستانوں کی جانب اُٹھ رہی ہیں......انہیں ان کے ناپاک عزائم سمیت پیوند خاک کرنے کے لیے ہم میں سے ہر ایک کو اپنے حصے کی ذمہ داری نبھانا ہوگی۔ یاد رکھئے آج ہماری ذرا سی کوتاہی یا فرائض سے پہلو تہی، ہمارے وطن عزیز اور ہمارے نظریۂ حیات کو ناقابل تلافی نقصان پہنچانے کا باعث بن سکتی ہے۔ اور یہ ایک ایسا بھیانک جرم بن جائے گا جس کے لیے خدائے بزرگ وبرتر، اُس کے حبیب کرم صلی اللہ علیہ وسلم اور ہماری آنے والی نسلیں ہمیں ہرگز معاف نہیں کریں گی۔ اللہ ہمیں استقامت عطا کرے۔ آمین

تیری گٹھڑی کو لاگا چور رے

سوچنے کی بات ہے کہ آخر بدعقیدگی کے زہر میں مجھے اس گروہ کو وطن عزیز میں کھل

کر کھیلنے کے مواقع کیوں کر ملے؟ ایک حقیر اقلیت کو اتنی بڑی تعداد میں ''مجاہد'' اور خودکش بمبار کہاں سے دستیاب ہو گئے؟ آیئے دیکھتے ہیں۔

1- روپے پیسے کی ریل پیل کے متعلق ہم گزشتہ سطور میں اشارے کر چکے ہیں۔ اسرائیل، بھارت اور خود امریکہ ان کا سب سے بڑا فنانسر ہے۔ مسلکی تعلق کے باعث تبلیغ دین کے نام پر سعودی عرب اور خلیج کے کچھ ممالک کی مالی معاونت بھی کم اہمیت نہیں رکھتی۔

2- دینی مدارس کو سرکاری بیت المال سے ملنے والی امداد، مناسب نگرانی نہ ہونے کے باعث نام نہاد جہادی سرگرمیوں پر استعمال ہو رہی ہے۔

3- زکوٰۃ، صدقات اور خیرات کی خطیر رقوم لوگ، ان دینی مدرسوں کو زیر تعلیم طلبہ کے نان ونفقہ اور کتابوں وغیرہ کی خریداری کے لیے دیتے ہیں۔ جن کے خرچ کرنے کا اختیار مکمل طور پر ان مدارس کے چلانے والے علماء کو حاصل ہوتا ہے۔ اگر یہ حضرات اسی ''قبیل'' سے تعلق رکھتے ہیں تو یقیناً یہ رقوم بھی ''جہادی'' جنگجوؤں کی سرگرمیوں کی نذر ہو جاتی ہوں گی۔

4- قربانی کی کھالیں جمع کرنے والوں میں لشکر طیبہ، جماعت الدعوۃ اور دوسرے ''جہادی'' گروہ کھلم کھلا اسی نام نہاد ''جہاد'' کے فروغ کے لیے کھالیں جمع کرتے ہیں۔

5- دکانوں پر ایسے بکس رکھ کر لوگوں سے چندہ بٹورا جاتا ہے، جن پر ''جہادی'' کارروائیوں کے لیے تعاون کی درخواست لکھی ہوتی ہے۔ ان حیلوں، بہانوں اور شاطرانہ چالوں سے جمع کی گئی دولت سے اولاً تو ان مدارس کو چلانے والے اپنی ''اوقات'' بدلتے اور عیش وعشرت کے مزے لوٹتے ہیں۔ پھر جو کارروائیاں ''جہاد'' کے نام پر کی جاتی ہیں، ان کا نشانہ بھی ہم آپ خود، ہمارے اہل وعیال اور ہمارا گھر بار بنتے ہیں۔ گویا ہماری دی ہوئی مالی امداد، ہمارے ہی شہروں اور قصبوں میں قتل و غارت اور دہشتگردی کے لیے استعمال ہوتی ہے۔

6- ہمارے ہی گھروں سے اغوا کیے گئے یا خود بھاگے ہوئے بچے، ان دہشت گردوں کا

آسان شکار ہوتے ہیں جن کی برین واشنگ کر کے ہمارے ہی خلاف تباہ کن ہتھیار کے طور پر کام میں لایا جاتا ہے۔

7- پاکستان میں بڑھتی ہوئی بے روزگاری نے نوجوان نسل کو خوفناک مایوسی اور بددلی میں مبتلا کر دیا ہے۔ روٹی روزی سے محروم یہ نوجوان بآسانی ان ''مبلغین'' کی چکنی چپڑی باتوں میں آ جاتے ہیں۔ ناقابل یقین ''معاوضے'' انہیں گمراہ کرنے کی بنیاد بن جاتے ہیں۔

8- دینی مدارس کے طلبہ تو خیر ہوتے ہی ان کو چلانے والوں کے زیر اثر ہیں۔ ان کے علاوہ بھی کم سن لڑکوں کو دین کے نام پر ورغلا کر، آخرت میں شاندار انعامات کا یقین دلاتے ہوئے، ان میں ''جذبہ شوق شہادت'' کو پروان چڑھاتے ہیں اور پھر خودکش بمبار بنا کر اپنی مرضی کے ہدف کی جانب روانہ کر دیتے ہیں۔ ان خودکش بمباروں کے پاس اب ''مالکوں'' کی مرضی پوری کرنے کے علاوہ کوئی چارہ نہیں ہوتا، کہ اُن کے تعاقب کرنے والوں کو ''نافرمانوں'' کو فوراً گولی مار دینے کا حکم ہوتا ہے۔

عرض کرنے کا مقصد یہ ہے کہ ہمارے ہی جگر کے ٹکڑے، ہمارے خلاف بطور خودکش بمبار استعمال ہو رہے ہیں اور ہماری ہی دی ہوئی مالی امداد، ہمارے خلاف اسلحہ و بارود جمع کرنے پر صرف ہو رہی ہے۔ کیا ہم اپنی اولادوں کی مناسب دیکھ بھال اور نگرانی نہیں کر سکتے؟...... کیا ہم دین کے نام پر امداد دیتے وقت ان اداروں کے متعلق ضروری چھان بین نہیں کر سکتے۔

سب سے بڑھ کر یہ کہ حکومت آج جس ''جن'' کو قابو پانے کے لیے فوجی آپریشنز پر اربوں روپے اور مسلح افواج کی ان گنت شہادتوں کی قربانی دے رہی ہے، وہ اس سے بہت ہی کم رقم صرف کر کے بے روزگار نوجوانوں کو روزگار مہیا کیوں نہیں کرتی؟ ہم دعوے سے کہتے ہیں کہ صرف زکوٰۃ اور عشر کی مد میں وصول ہونے والی رقم کو مناسب منصوبہ بندی سے پیداواری پراجیکٹس میں لگا کر حیران کن نتائج حاصل کیے جا سکتے ہیں۔ حرف شکایت لبوں پر لانے سے پہلے ہمیں اپنے حصے کا کام تو بہرحال کرنا ہی ہوگا۔

آج جولائی 2009ء کی 13 تاریخ اور پیر کا دن ہے، جس وقت میں یہ سطور لکھ رہا

ہوں، ٹیلی وژن کی سکرین پر ایک جانب مردان اور صوابی وغیرہ سے بری کوٹ لوٹ کر جانے والے متاثرین کے قافلے دکھائے جا رہے ہیں تو ان کے پہلو بہ پہلو میاں چنوں کے جوار میں واقع ایک غیر معروف گاؤں کی تباہی و بربادی کے خونچکاں مناظر دکھائے جا رہے ہیں۔ مقامی ناظم بتا رہے ہیں کہ وہ شخص جس کے گھر گولہ بارود کا ذخیرہ کیا گیا تھا۔ وہ معلوم اور معروف ''جہادی'' ہے، جو بارہا افغانستان گیا اور آیا۔ روس کے خلاف ''جہاد'' میں شریک رہا، بظاہر اس کے گھر پر قرآن کی تعلیم دی جاتی تھی، لیکن فی الاصل یہ تخریب کاری اور دہشت گردی کا اڈہ تھا۔

ناظم صاحب کے مطابق اُس کے ہاں مشکوک لوگوں کا آنا جانا لگا رہتا تھا۔ اجنبی چہروں اور رنگا رنگ گاڑیوں کی آمد و رفت بھی نوٹ کی جاتی رہی۔ اس سوال پر کہ ایسی خلاف معمول اور پر اسرار سرگرمیوں کی رپورٹ متعلقہ حکام کو کیوں نہ کی گئی؟ ناظم صاحب کا موقف تھا کہ پولیس کو بارہا یہ معلومات فراہم کی گئیں، لیکن کسی نے نوٹس ہی نہیں لیا۔

کیا واقعی ایسا ہوا؟ اس کا جواب صوبے کے اعلیٰ حکام بالخصوص جناب وزیر اعلیٰ کو متعلقہ ذمہ داران سے ضرور حاصل کرنا چاہئے۔

ہم جو رونا ابھی ابھی رو رہے تھے، یہ تازہ ترین واقعہ گویا ہمارے خدشات پر مہر تصدیق ثبت کر رہا ہے۔ نام نہاد مبلغین اور مجاہدین کے چہروں پر پڑی تقدس کی نقابیں نوچنے میں مزید کسی تساہل کی ہرگز گنجائش باقی نہیں ہے۔ اگر ایک دُور افتادہ گاؤں میں جو محنت کش کسانوں کا مسکن ہے، اگر تعلیم قرآن کی آڑ میں ایسا خطرناک کھیل کھیلا جا رہا تھا تو مخصوص گروہوں سے تعلق رکھنے والے تمام چھوٹے بڑے مدارس کی خواہ وہ کسی کونے کھدرے میں ہی کیوں واقع نہ ہوں، مکمل چھان بین بلا تاخیر کی جانی چاہئے۔ اب یہ حقیقت کھل کر سامنے آ چکی ہے کہ ملک و ملت کی سلامتی کے ساتھ کھلواڑ کرنے والے گروہ کون سے ہیں۔ اب ذرا سی ڈھیل بھی بہت بڑے خطرے سے چشم پوشی سمجھی جائے گی۔ کون جانے پنجاب کے دور دراز دیہات میں کیسے کیسے تباہ کن اور خطرناک ہتھیار جمع کئے گئے ہیں جن کا واحد مقصد اس ملک کو تباہ و برباد کرنا ہے۔

متعلقہ حکام کی فرض شناسی اور چوکسی کا ثبوت تو اس ایک واقعہ نے دے دیا ہے۔ اس

سے پہلے دہشت گردی کے بڑے بڑے واقعات بھی ہماری خفیہ ایجنسیوں کی مہارت کا بھرم بیچ بازار ریزہ ریزہ کر چکے ہیں۔

اے کاش! اب بھی ہوش آ جائے اور حالات کی نزاکت کا احساس ان اداروں کی آئندہ کارکردگی میں نمایاں نظر آئے۔

مزید حقائق جاننے کے لیے ان کتب کا مطالعہ ضروری ہے۔

(1) حقائق تحریک بالاکوٹ
(2) مشعل راہ
(3) جہاد کشمیر و افغانستان

جماعۃ الدعوۃ کا تعارف

تحریر: افضل قادری

اس جماعت کا سابقہ نام لشکر طیبہ ہے اس کے سربراہ کا نام حافظ سعید ہے اور دیگر قائدین کے نام جتنے مجھے یاد ہیں (۱) امیر حمزہ (۲) قاضی کاشف نیاز (۳) حافظ عبدالرحمان مکی (۴) پروفیسر ظفر اقبال (۵) ارشاد احمد ارشد (۶) عبیدالرحمان محمدی (۷) قاری یعقوب شیخ (۸) سیف اللہ خالد (۹) سیف اللہ منصور (۱۰) مولانا مبشر احمد ربانی

اس جماعت کے رسل ورسائل کے نام

(۱) ماہنامہ الدعوۃ (۲) طیبات (۳) ضرب طیبہ (۴) وآئیس آف اسلام (۵) ننھے مجاہد (۶) پندرہ روزہ روضۃ الاطفال (۷) ہفت روزہ غزوہ۔

اس کے علاوہ ایک عربی اور سندھی رسائل شائع ہوتا ہے۔

اس جماعت کے دو مرکز ہیں۔

پہلا: مرکز طیبہ جی ٹی روڈ مریدکے   دوسرا: القادسیہ مسجد لیک روڈ چوبرجی لاہور

یہ جماعت وہابی مسلک کی ہے اور یہ نام نہاد جہاد کی علمبردار ہے اسی وجہ سے طالبان اور القائدہ کی حامی ہے ان کو شیر دل اور مجاہد قرار دیتی ہے۔ جماعت نے دارالاندلس کے نام سے مکتبہ بھی بنایا ہوا ہے جہاں پر اپنے لوگوں کے برین واش کئے جاتے ہیں۔

اس جماعت کا ایک پرانا رسالہ مجھے اخبار کی ردی سے ملا میں نے اس کا مطالعہ کیا اس کے اقتباسات ملاحظہ فرمایئے۔

تبلیغی جماعت کو تصوف نے جہاد اور صراط مستقیم سے ہٹا دیا اور اب وہ اسی پر ڈٹے ہوئے ہیں ماہنامہ الدعوۃ لاہور دسمبر 1993ء صفحہ نمبر 20 ویسے لکھنا ہوں چاہئے تھا کہ ڈٹی

ہوئی ہے۔ جماعت کا لفظ صیغہ واحد ہے اور مونث ہے مگر انہوں نے لکھ دیا کہ ڈٹے ہوئے ہیں یعنی تبلیغی جماعت ڈٹے ہوئے ہیں یہ ڈٹے ہوئے ہیں صیغہ جمع ہے اور مذکر ہے۔

کچھ تعلیم کی کمی ہے کچھ عقل کا فقدان ہے
جماعۃ الدعوۃ کو نقصان ہی نقصان ہے

ایک دو اور حوالہ جات پیش کرتا ہوں پھر جواب دوں گا۔

شیطانی پیر عورتوں کے ساتھ بے غیرتی کا ارتکاب کرتے ہیں پھر ان کی خبریں اخبارات میں شائع ہوتی ہیں ان خبروں پر یہ نام نہاد جہادی تبصرہ کرتے ہیں۔

قارئین کرام! مال، ایمان اور عزت کے لٹیروں کی یہ جو آئے روز خبریں شائع ہوتی ہیں تو ان کو جعلی پیر کہہ کر بات ختم ہو جاتی ہے حالانکہ نقل تب ہو جعل سازی تو اس وقت ہو جب کوئی اصل بھی ہو جب کہ اس خانقاہی نظام کی اور پیری مریدی کی اصل ہی اسلام میں نہیں ہے تو بات یہ ہے کہ دین کے نام پر یہ ایک مکروہ کاروبار ہے اس کو ختم ہونا چاہئے اس لیے کہ اس کا تعلق عیسائیت سے ہو سکتا ہے ہندومت کا چربہ اسے قرار دیا جا سکتا ہے مگر اسلام کے ساتھ اس کا سرے سے کوئی تعلق نہیں ہے کیونکہ اللہ کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام کے دور میں نہ کوئی عرس ہوتا تھا نہ میلہ لگتا تھا نہ یوں سلسلے تھے جنہیں قادری، چشتی، سہروردی اور انوری وغیرہ کہا جاتا ہے آخر میں سلیم الفطرت لوگوں سے ہماری گزارش ہے کہ وہ آگے بڑھیں اور دعوت کا کام کریں اور روحانیت کے نام سے پیری مریدی اور سجادہ نشینی کے مکروہ کاروبار سے اللہ کی مخلوق کو آگاہ کریں۔ (الدعوۃ دسمبر 1993ء صفحہ نمبر 56)

یہ صفحہ نمبر چھپن آخری صفحہ ہے۔ جب یہ رسالہ شائع ہوا تھا (رجب 1414 ہجری) اس وقت اس کا مدیر امیر حمزہ تھا اور قاضی کاشف نیاز نائب مدیر تھا بعد میں امیر حمزہ نے الدعوۃ کی ادارت چھوڑ کر جماعۃ الدعوۃ کے پلیٹ فارم سے ہفت روزہ غزوہ اخبار کا اجراء کیا اور قاضی کاشف نیاز الدعوۃ کا مدیر مقرر ہوا جس مولوی نے تبلیغی جماعت پہ تنقیدی مضمون لکھا اور تصوف پہ لعن طعن کی اس کا نام عبیدالرحمان محمدی ہے ایک اور حوالہ دیکھئے مضمون کا عنوان نسل نو کا قاتل، پنجاب ٹیکسٹ بک بورڈ

پوری کتاب میں کسی مسجد سے متعلق کوئی مضمون نہیں ہے مگر مزاروں کے متعلق دو عدد مضامین موجود ہیں کیا اسلام کا تعلق مسجدوں سے ہے یا مزاروں سے ہے کیا اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں اپنے نیک بندوں کی صفت یہ بتائی ہے کہ مزاروں کا مذہب انبیاء کی میراث ہے یا ہندوؤں کی دنیا کی سب سے بڑی بیماری منشیات کے اڈے مسجدیں ہیں یا مزار؟ بچوں کو مزاروں کا راستہ دکھلا کر ٹیکسٹ بک بورڈ ان کی کیا تربیت کرنا چاہتا ہے۔ (الدعوۃ دسمبر 1993ء صفحہ 40)

علمائے کرام نے ان اعتراضات اور خرافات کا کوئی مناسب جواب نہیں دیا اگر دیا ہو گا تو اتنی وضاحت سے نہیں جتنی وضاحت کی ضرورت ہے۔ میں عالم تو نہیں مگر علمائے کرام کا نوکر ضرور ہوں اس لیے میں ان نام نہاد جہادیوں کو جواب دیتا ہوں۔ وہابی نجدیوں نے پہلی دفعہ تصوف پہ لعن طعن نہیں کی بلکہ کئی کتابیں لکھیں امیر حمزہ نے جو کتابیں تصوف و طریقت کے خلاف لکھیں اور صوفیائے کرام کی توہین کی ان کے نام (۱) مذہبی اور سیاسی باوے (۲) آسمانی جنت اور درباری جہنم (۳) باران توحید ہیں، اس کے علاوہ اپنی تحریروں اور تقریروں میں تصوف کے خلاف زہر اگلتے رہتے ہیں ایک دفعہ سیدنا طاہر علاؤ الدین قادری الگیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار اقدس کی چھت تعمیر کے دوران گر گئی تو اس واقعہ کو امیر حمزہ نے الدعوۃ جنوری 1993ء میں بنیاد بنا کر اپنے اندر کا زہر اُگلا۔

مولانا مبشر احمد ربانی نے بھی ایک کتاب کلمہ گو مشرک لکھی۔

ایک اور کتاب اہل تصوف کی کارستانیاں، مصنف: شیخ عبدالرحمان، عبدالخالق۔

مترجم: مولانا صفی الرحمان مبارکپوری

ناشر: جمعیت احیاالتراث الاسلامی الکویت

یہ کتاب جامعہ اشرفیہ کی لائبریری فیروز پور روڈ، لاہور میں موجود ہے۔ اس کتاب میں لکھا ہے کہ ''تصوف گندگیوں کا سمندر ہے''۔

اور بھی بڑی بکواسات لکھیں ہیں میں نے سوچا کہ ان کو جواب دینا ضروری ہو گیا ہے اب میں جواب دوں گا جواب جس کتاب سے دوں گا اس کتاب کی بھرپور وضاحت کر دوں گا کہ کتاب کس نے لکھی ہے، لکھنے والے کا جماعۃ الدعوۃ سے کیا تعلق ہے اور کتاب کس نے

شائع کی ہے اس کا پبلشر کا مکمل نام و پتہ اور فون نمبر بھی بتاؤں گا اور یہ بھی بتاؤں گا کہ اس کا جماعۃ الدعوۃ سے کیا رشتہ ہے کیا ناطہ ہے، تا کہ یہ نہ کہہ سکیں کہ ہم اس کتاب کو نہیں مانتے ہم بس قرآن وحدیث کو مانتے ہیں یہ بات کر کے میرے جواب کو مسترد کریں گے مگر ایسا نہیں ہو گا اس لیے کہ اگر وہ صرف قرآن وحدیث کو مانتے ہیں تو پھر وہ کتاب لکھی کیوں گئی شائع کیوں ہوئی؟ وہ کون سی کتاب ہے وہی کتاب جس میں سے حوالہ تلاش کر کے میں نے جواب دینا ہے اس کتاب کا نام صراط مستقیم ہے۔

صراط مستقیم

سید احمد شہید رحمۃ اللہ علیہ، شاہ اسماعیل شہید رحمۃ اللہ علیہ

ترجمہ: مولانا محمد اکرم بی اے، اسلامی اکیڈمی

یہ کتاب اسلامی اکیڈمی نے شائع کی اس کا پتہ اور فون نمبر نوٹ کیجئے۔

اسلامی اکیڈمی الفضل مارکیٹ، 17 اردو بازار، لاہور، فون: 7357587

یہ کتاب میں نے مکتبہ سید احمد شہید سے خریدی تھی، مکتبہ سید احمد شہید الکریم مارکیٹ، اردو بازار، لاہور

اب بتاتا ہوں کہ کتاب لکھنے والے نام نہاد شہداسے جماعۃ الدعوۃ کو کتنی عقیدت ہے، کتنی محبت ہے، کتنا گہرا رشتہ ہے، بڑی جلدی کہہ دیتے ہیں کہ ہم کسی ولی کو کسی بزرگ کی کتاب کو نہیں مانتے ہم صرف قرآن وحدیث کو مانتے ہیں اگر کسی بزرگ کو یا اس کی بات کو یا اس کی کتاب کو نہیں مانتے، تو پھر ان کو شہید کیوں لکھتے ہو، ان کے نام کے ساتھ رحمۃ اللہ علیہ کیوں لکھتے ہو؟ اپنے رسائل طیبات میں یا الدعوۃ میں ان کے قصے کہانیاں کیوں بیان کرتے ہو، ان کی بہادری کے، شجاعت کے افسانے کیوں گھڑتے ہو۔

اب وہ طیبات رسالہ میرے پاس نہیں ہے مگر الدعوۃ رسائل ہیں، ثبوت ملاحظہ فرمائیے سید احمد شہید کو جب سکھ شاہی کے مظالم کے بارے میں پتہ چلا کہ ان کی مملکت میں مسلمانوں کو اذان اور نماز پڑھنے کی آزادی نہیں ہے، مسجدوں میں گھوڑے باندھتے ہیں، مسلمانوں کی بیٹیاں جبراً چکلوں میں بٹھائی جاتی ہیں، تو انہوں نے رنجیت سنگھ کے خلاف

اعلان جہاد کیا اور شہادت کے رتبے پر فائز ہوئے۔ (الدعوۃ دسمبر 2007ء، صفحہ 50)

یہ رسالہ دسمبر 2007ء کا ہے مگر اس صفحہ پر اکتوبر 2007ء لکھا ہے شوال 1428ھ اور صفحہ نمبر 49 پر نومبر 2007ء ذیقعد 1428ھ عربی ہندسوں میں صفحہ نمبر 48 پر بھی نومبر 2007ء لکھا ہوا اور صفحہ نمبر 51 پر دسمبر 2007ء لکھا ہوا ہے۔

حد کر دی آپ نے

خیر یہ چھوٹی موٹی غلطیاں ہیں کوئی بڑی بات نہیں، حافظ ابتسام الٰہی ظہیر کا بیان بطور حوالہ کے ملاحظہ فرمایئے، حافظ صاحب کہتے ہیں کہ امت مسلمہ بالخصوص سلفی نوجوان طاغوت اور طاغوت کے آلہ کاروں کے خلاف متحد ہو جائیں اگر اسماعیل شہید کے وارث صحیح معنوں میں منظم ہو جائیں تو دنیا کا کفر مل کر بھی ان کا کچھ نہ بگاڑ سکے گا۔

(الدعوۃ اپریل 2005ء، صفحہ نمبر 27)

حافظ صاحب کہتے ہیں کہ شاہ اسماعیل دہلوی کے وارث منظم ہو جائیں بطور خاص سلفی نوجوان یعنی جو پکے وہابی ہیں، وہ جو انتہا پسند ہیں وہ منظم ہو جائیں، تو ساری دنیا کا کفران کا کچھ نہیں بگاڑ سکے گا، بہت خوب ابھی میں یہ ثابت کر رہا ہوں کہ یہ نام نہاد شہدا ان کے بزرگ ہیں پھر ان کے بزرگوں کی زبانی تصوف وطریقت کی حقانیت ثابت کروں گا انشاء اللہ، ایک اور ثبوت ان کی عقیدت کا اپنے بزرگوں کے ساتھ دیکھیے۔

15 دسمبر کو ہم سیدین شہید کی سرزمین بالاکوٹ پہنچے وہ بالاکوٹ جو زلزلے کے بعد سارا زمین بوس ہو چکا تھا۔ (الدعوۃ جنوری 2006ء، صفحہ نمبر 15)

ان کے بزرگوں کی قبریں بالاکوٹ میں ہیں زلزلے کے باعث ان کا کیا حشر ہوا اس کی تفصیلات میں نے اپنی کتاب افضل تحقیق میں شائع کروں گا۔

پس یہ ثابت ہوا کہ شاہ اسماعیل دہلوی اور سید احمد بریلوی ان کے بزرگ ہیں۔ ایک ثبوت یہ بھی ہے کہ دارالسلام نے شاہ اسماعیل دہلوی کی کتاب تقویت الایمان شائع کی ہے، دارالسلام اور جماعۃ الدعوۃ دونوں ایک ہی ہیں۔

اب آیئے اسلامی اکیڈمی کی طرف کہ اس کا جماعۃ الدعوۃ سے کیا تعلق ہے۔

یہ نام نہاد مولوی اپنے رسالے میں ایک صفحہ تبصرہ کتب کے لیے رکھتے ہیں پھر کتب

خریدنے کے لیے مکتبے کا پتہ بھی دیتے ہیں، وہ پتہ دیکھئے۔

دارالاندلس مرکز القادسیہ، لیک روڈ چوبرجی لاہور

اسلامی اکادمی و دارالسلام، اردو بازار لاہور (الدعوۃ جولائی 2004ء، صفحہ نمبر 63)

دارالاندلس کی کتابیں خریدنے کے لیے ایک اشتہار غزوہ میں دیا ہوا ہے، اس میں دوکانوں کے نام پتے لکھے ہیں، جہاں سے دارالاندلس کی کتابیں دستیاب ہیں، ان دوکانوں میں بھی اسلامی اکادمی اور دارالسلام کا نام پتہ اور فون نمبر تحریر ہے، دیکھیے غزوہ اخبار 17 تا 23 جون 2005ء آخری صفحہ۔

اس میں دارالسلام کراچی کا پتہ لکھا ہوا ہے دارالسلام کی شاخیں پوری دنیا میں پھیلی ہوئی ہیں آخر اسے سعودی حکومت کا تعاون حاصل ہے، اس کا ہیڈ آفس بھی سعودی عرب (ریاض) میں ہے اس کے سربراہ کا نام عبدالمالک مجاہد ہے۔

اسلامی اکیڈمی کو ہی اسلامی اکادمی کہتے ہیں تو یہ بات ثابت ہوئی کہ اسلامی اکیڈمی کے مولوی اور جماعۃ الدعوۃ کے مولوی سب ایک ہیں، ایک اور ثبوت دیکھیے۔

اسلامی اکیڈمی کا ایک مولوی گم ہو گیا تو اس کی گمشدگی کا اشتہار بھی غزوہ میں شائع ہوا، ذرا اس اشتہار پہ ایک نظر ڈالئے۔

خصوصی اعلان

ہمارے دوست اور فاضل عالم دین حافظ محمد مطیع اللہ المعروف ابوالفردوس ایک عرصہ سے گم ہیں، ان کا فون نمبر 0300-4614492 تھا لیکن ایک عرصہ سے ان کا کہیں علم نہیں ہو رہا اور ان کے فون کا رابطہ بھی منقطع ہو چکا ہے۔ ہم ان کے متعلق پریشان ہیں، جس بھائی کو ان کے متعلق علم ہو یا کسی طرح آگاہی ہو وہ ہمیں اطلاع دے کر شکریہ کا موقع دے۔

محمد رمضان، اسلامی اکیڈمی، اردو بازار لاہور، 0321-4170317

(غزوہ 30 ستمبر تا 6 اکتوبر 2005ء، صفحہ نمبر 3)

خدا خیر کرے مولوی بھی گم ہونا شروع ہو گئے ہیں، یہ بھی ہو سکتا ہے کہ وہ جہاد کرنے چلا گیا ہو بہر حال جہاں بھی جانا تھا کم بخت بتا کر تو جاتا کہ میں کہیں خودکش دھماکہ کرنے جا رہا ہوں، میرے متعلق پریشان نہ ہونا، اس کے عقیدے کے مطابق خودکش حملے جائز

ہیں، حملہ آور سیدھا جنت میں جاتا ہے، حوریں استقبال کرتی ہیں، ان باتوں کی تفصیل آخر
میں بیان کروں گا پورے ثبوت اور دلائل کے ساتھ مگر اس وقت جو موضوع زیر بحث ہے، وہ
یہ ہے کہ تصوف پر اعتراضات کا جواب اب میں جواب کی طرف آرہا ہوں بلکہ جواب کے
قریب پہنچ گیا ہوں یہ بات ثابت ہوگئی کہ کتاب صراط مستقیم اعتراضات کرنے والوں کی
اپنی ہے شاہ اسماعیل دہلوی اپنے مرشد سید احمد کے متعلق بیان کرتے ہیں کہ حضرت سید
صاحب کو تینوں طریقوں یعنی قادریہ، نقشبندیہ اور چشتیہ کی نسبت مبادی سے پہلے حاصل ہو
گئی لیکن نسبت قادریہ کا بیان اور نقشبندیہ کا بیان اس طرح ہے کہ حضرت مولانا شاہ
عبدالعزیز قدس سرہ العزیز کی بیعت کی برکت اور آنجناب ہدایت ماب کی توجہات کے
یمن سے حضرت جناب غوث الثقلین اور جناب خواجہ بہاؤالدین نقشبندی کی روح مقدس
آپ کے متوجہ حال ہوئیں اور قریباً عرصہ ایک ماہ تک آپ کے حق میں ہر دو روح مقدس
کے مابین فی الجملہ تنازعہ رہا، کیونکہ ہر ایک ان دو عالی مقام اماموں میں سے اس امر کا تقاضا
کرتا تھا کہ آپ کو بتمامہ اپنی طرف جذب کرکے تا آنکہ تنازعہ کا زمانہ گزرنے اور شرکت پر
صلح کا واقع ہونے کے بعد ایک ہر دو مقدس روحیں آپ پر جلوہ گر ہوئیں اور قریباً ایک پہر
کے عرصے تک وہ دونوں امام آپ کے نفس نفیس پر توجہ قوی اور پرزور اثر ڈالتے رہے، پس
اسی ایک پہر میں دو طریقہ کی نسبت آپ کو نصیب ہوئی۔ (صراط مستقیم، صفحہ نمبر 18-317)

انداز بیاں بڑا عجیب وغریب ہے کہ ہر دو مقدس روحیں اور ہر دو طریقہ کی نسبت آپ
کو نصیب ہوئی، پتہ نہیں یہ انداز بیاں اسماعیل دہلوی کا ہے یا مترجم مولانا اکرم صاحب کا
ہے۔ بڑا اوٹ پٹانگ ترجمہ کیا گیا ہے، ویسے تو وہ BA پاس ہے مگر ترجمہ تو خیر دفع کریں
بھاڑ میں جائے، مترجم اور مصنف جب پیری مریدی کی اصل ہی اسلام میں نہیں تو پھر
اسماعیل دہلوی نے سید احمد کی بیعت کیوں کی اور سید احمد نے مولانا عبدالعزیز کی بیعت
کیوں کی اسلام میں یہ سلسلے قادری، چشتی، سہروردی تھے ہی نہیں، تو پھر سید احمد کو یہ سلاسل
کیونکر حاصل ہوئے اب ذرا مزار کے متعلق بھی سن لیجئے، جسے یہ مولوی منشیات کے اڈے
کہتے ہیں، اسی منشیات کے اڈے پر سید احمد بھی جایا کرتے تھا اس کے مرید اسماعیل دہلوی
کی زبانی سنئے۔

نسبت چشتیہ پس اس کا بیان اس طرح ہے کہ ایک دن آپ (سید احمد) حضرت خواجہ
خواجگان قطب الاقطاب بختیار کاکی قدس سرہ العزیز کی مرقد منور کی طرف تشریف لے گئے
اور ان کی مرقد مبارک پر مراقب ہو کر بیٹھ گئے۔ اس اثناء میں ان کی روح پر فتوح سے آپ کو
ملاقات نصیب ہوئی اور آنجناب یعنی حضرت خواجہ قطب الاقطاب نے آپ پر نہایت قوی
توجہ کی اس توجہ کے سبب سے ابتدائے حصول نسبت چشتیہ کا ثابت ہوگیا۔ (صراط مستقیم،
صفحہ نمبر 318)

نام نہاد مولویوں تم تو حیات النبی کے ہی منکر ہو مگر تمہاری اس کتاب کی بدولت تو
حیات الاولیاء بھی ثابت ہوگئی ہے، تم نے تبلیغی جماعت پر تنقید کرتے ہوئے حیات النبی کا
انکار کیا ہے، اپنی اس تحریر کا مطالعہ کرو،

تبلیغی اجتماع کا آنکھوں دیکھا حال بیان کرتے ہوئے لکھا ہے کہ:

(مولانا صاحب) نے اپنی تقریر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق کہا
کہ آپ اس دنیا سے پردہ فرما گئے ہیں، یہ پردہ فرمانے والی اصطلاح نا معلوم کہاں
سے لی گئی ہے۔ جب کہ قرآن نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر موت کے آنے کا
ذکر فرمایا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی اس
بات کے قائل تھے اور محدثین نے بھی وفات النبی کے ابواب کتب حدیث میں قائم
کیے ہیں، مگر یہ تبلیغی جماعت کے بزرگ اس حقیقت کو ماننے کے لیے تیار نہیں اور ان
کا خیال ہے کہ آپ نے اس دنیا سے پردہ فرمالیا ہے، جو بریلویوں اور شرک و بدعت
کے مرتکب لوگوں کا عقیدہ ہے، جن کے نزدیک آپ فوت نہیں ہوئے بلکہ زندہ ہیں
اور دنیا سے صرف پردہ کیے ہوئے ہیں ان کی طرح تبلیغی جماعت کا بھی یہ عقیدہ ہے
کہ آپ اب بھی خاص خاص لوگوں کے سلام کا جواب روضہ مبارک سے دیتے ہیں۔

(الدعوۃ دسمبر 1993ء، صفحہ نمبر 22)

ہمارے عقیدے کے مطابق تاجدار کائنات زندہ ہیں اور خاص خاص لوگوں کے سلام
کا جواب دیتے ہیں، اس میں تعجب کی کون سی بات ہے، نام نہاد مولویو اگر تمہارا بزرگ سید
احمد قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر جاتا ہے تو خواجہ صاحب کی روح سے

ملاقات کرتا ہے تو صاف ظاہر ہے تمہارے بزرگ نے سلام بھی کیا ہوگا تو صاحب مزار نے جواب بھی دیا ہوگا باتیں بھی کیا کیا ہوئی ہوں گی وہ مرد درویش زندہ ہے تو اس کی روح سے سلام کلام کیا اگر اللہ کا ولی بعد از وفات بھی زندہ رہ سکتا ہے تو نادانو کیا اللہ کا رسول عاشق رسول کو سلام کا جواب نہیں دے سکتا؟ کتنے سیدھے ہو تم جلیبی کی طرح۔

یہ الگ بات ہے کہ صراط مستقیم میں جو واقعات لکھے ہوئے ہیں سید احمد سے متعلق یہ حقائق ہیں یا افسانے ہیں اس کی ذمہ داری اسلامی اکیڈمی پر عائد ہوتی ہے کیونکہ کتاب اس نے شائع کی ہے اور اس کے ساتھ جماعۃ الدعوۃ کا گہرا رشتہ ہے اسلامی اکیڈمی نے اپنی فہرست کتب میں دارالاندلس کی کتابوں کے نام بھی لکھے ہوئے ہیں کہ یہ بھی ان کی دوکان سے دستیاب ہیں۔

صراط مستقیم حقیقت ہے یا افسانہ
افضل کیا جانے وہ بس ہے اک دیوانہ

نام نہاد مولویو تم تو میرے نبی کے علم غیب کے بھی منکر ہو مگر یہاں تو اولیائے کرام کے متعلق بھی علم غیب ثابت ہو گیا، یہ کتنا بڑا ثبوت ہے کہ سیدنا غوث الاعظم اور خواجہ بہاؤ الدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ کی روحوں کو علم ہو گیا کہ سید احمد کو روحانی توجہ کی ضرورت ہے۔ تو کہاں بغداد شریف اور کہاں دہلی کتنا فاصلہ ہے، سینکڑوں یا ہزاروں میل کا فاصلہ ہے، اتنا فاصلہ ہونے کے باوجود انہوں نے سید احمد کو فیض یاب کر دیا مزید یہ کہ سیدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ اور خواجہ صاحب صدیوں پہلے دنیا سے رخصت ہو گئے یعنی پردہ فرما گئے اور سید احمد صدیوں بعد پیدا ہوا پھر بھی ان کے تصرف سے سید احمد فیض یاب ہو گیا اس کو سلسلہ قادریہ اور نقشبندیہ عطا ہو گیا، ماشاء اللہ۔

جو چاہے آپ کا حسن کرشمہ ساز کرے

ایک بات کی وضاحت کر دوں وہ یہ کہ سید احمد خواب و خیال میں قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار اقدس پہ نہیں گیا بلکہ جاگتے ہوئے بیداری کے عالم میں گیا تھا ایک خواب کا واقعہ بھی لکھا ہوا ہے کہ سید احمد بریلوی کو تاجدار کائنات نے تین چھوہارے کھلائے اپنے ہاتھ سے پھر سید صاحب بیدار ہو گئے، اب اصل عبارت ملاحظہ فرمائیے۔

بعد ازاں آپ بیدار ہوئے آپ کے رویائے حقہ کا اثر ظاہر باہر اپنے انفس میں پاتے تھے اور اسی خواب کی بدولت ابتدائے سلوک نبوت حاصل ہو گیا۔ (صراط مستقیم، صفحہ نمبر 315)

اسی خواب کی بدولت موصوف سلوک نبوت حاصل ہو گیا آج تک کسی ولی کو سلوک نبوت حاصل نہیں ہوا مگر وہابیوں کے بزرگ کو حاصل ہو گیا مزید یہ کہ سید احمد کو اسماعیل دہلوی نے آنحضرت لکھا ہے آنحضرت کا لفظ تو میرے نبی کے لیے مختص ہے مگر نام نہاد جہادی مولویوں تمہارا بزرگ بھی آنحضرت ہے؟ معاذ اللہ عبارت دیکھئے۔

آنحضرت نے ان مضامین کو کہاں سے حاصل کیا اور کس شخص سے اس کا استفادہ کیا، اطمینان حاصل ہو جائے، بس جاننا چاہئے کہ آنحضرت کی حیات ابتدائے فطرت سے کمال طریق نبوی پر مجبول تھی۔ (صفحہ نمبر 314)

یہ بھی لکھا ہوا ہے کہ آپ کے ہاتھ میں کنجی آئی جس سے طریقت نبوت اور طریقت ولایت کے بند دروازے کھل جائیں۔ (صفحہ نمبر 314)

یعنی ولایت اور نبوت کے دروازے بند تھے تو سید احمد نے چابی سے دروازے کھول دیئے، کیا یہ عقیدہ ختم نبوت کا انکار نہیں؟

تصوف پہ اعتراضات کرنے والے فسادیو تم بڑے بڑے انکشافات کرتے ہو، اپنے رسائل میں آئے روز کوئی نہ کوئی انکشاف کرتے رہتے ہو، ایک رسالے پہ لکھا ہوا ہے۔

سپین میں لاکھوں مسلمانوں کو جبراً عیسائی بنانے والا ادارہ (Institution) جو آج بھی قائم ہے، موجودہ پوپ اس کا سربراہ تھا، دل دہلا دینے والی انکشاف انگیز رپورٹ۔ (الدعوۃ اکتوبر 2006ء)

اتنے انکشافات کرتے اتنے کرتے ہو کہ ایک دفعہ تو الدعوۃ پڑھنے والے نے خط لکھا کہ مارچ 2005ء کا شمارہ اپنے اندر بے پناہ انکشافات سموئے ہوئے تھا ایسا لگا جیسے انکشافات در انکشافات کی پٹاری کھل گئی ہو۔ (الدعوۃ اپریل 2005ء، صفحہ نمبر 57)

اتنے انکشافات کرتے ہو، مگر آج تک تمہارے متعلق کبھی کسی نے کوئی انکشاف نہیں کیا، آخر کیوں میں اکثر سوچتا ہوں کہ انکشاف کرنے والوں کے متعلق کیوں کسی نے کوئی

انکشاف نہیں کیا، پھر سوچتا ہوں کہ میں ہی کیوں نہ انکشاف کر دوں تو پھر لیجئے انکشاف کئے دیتا ہوں ایک تو انکشاف ہو گیا یعنی منافقت کا انکشاف تضاد بیانی کا انکشاف، ایک اور انکشاف کرتا ہوں میں ایک دفعہ جماعت الدعوۃ کے مرکز القادسیہ میں گیا، 23 ستمبر 2008ء (22 رمضان المبارک 1429ھ) وہاں لائبریری بھی ہے میں کتابیں پڑھنے گیا تھا میں لائبریریوں میں جاتا رہتا ہوں مجھے کتابوں کا بڑا چسکا لگا ہوا ہے، بہت غریب ہوں مجبور ہوں اس لیے کتابیں نہیں خرید سکتا، لائبریریوں میں چلا جاتا ہوں کبھی کبھی کوئی کتاب خرید بھی لیتا ہوں جو ضروری ہوتی ہے۔

ہاں تو میں یہ عرض کر رہا تھا کہ میں نام نہاد مولویوں کے مرکز گیا تھا کتابیں پڑھنے کے لیے وہاں ایک کتاب دیکھی جس کا نام تھا۔ تذکرہ امام محمد اسماعیل شہید رحمۃ اللہ علیہ، مصنف: محمد خالد سیف، شائع کردہ: طارق اکیڈمی SA سینٹر چنیوٹ بازار، فیصل آباد، فون نمبر: 64295-343058۔

میری عادت ہے کہ میں کتاب کی چھان بین کرتا ہوں کہ یہ کس نے لکھی، مصنف کون ہے، مترجم کون، پبلشر کا نام و پتہ کیا ہے، غور و فکر کے بعد اس کا مطالعہ کرتا ہوں پھر حوالہ جات نوٹ کر لیتا ہوں۔

یہ کتاب تذکرہ شاہ اسماعیل دہلوی کی سوانح حیات ہے اس کتاب میں اسماعیل دہلوی اور سید احمد کے تعلق اور قربت و بیعت کی تفصیلات بھی ہیں اور اسماعیل دہلوی کی کتابوں کا تعارف کا بھی ہے ان میں تقویت الایمان اور صراط مستقیم کا بھی ذکر ہے اور اس کی دیگر کتابوں کا ذکر بھی ہے۔ ان میں ایک کتاب حقیقت تصوف بھی ہے لکھا ہوا ہے کہ ایک کتاب آپ نے لکھی ہے، جس کا نام حقیقت تصوف تھا، اب یہ کتاب نایاب ہو گئی ہے اس میں آپ نے سچے صوفیوں کی تعریف لکھی ہے اور اب من گھڑت باتیں داخل تصوف ہو گئی ہیں، ان کی برائی بیان کی ہے اس کتاب سے ان طبقہ والوں کی بھی بہت کچھ اصلاح ہوئی ہے، تذکرہ صفحہ نمبر 272، اشاعت ستمبر 1999ء۔

آپ نے غور کیا کہ حقیقت تصوف نایاب ہو گئی اس میں آپ نے سچے صوفیوں کی تعریف لکھی ہے، حضرت صاحب کو پتہ ہی نہیں تھا کہ تصوف کی اصل ہی اسلام میں نہیں ہے

اگر پتہ ہوتا تو نہ لکھتے کیوں کہ اس کا تعلق عیسائیت سے ہو سکتا ہے، ہندومت کا اسے چربہ قرار دیا جا سکتا ہے، مگر اسلام کے ساتھ کوئی سرے سے تعلق ہی نہیں۔ حضرت صاحب نے ایک اور کتاب تصوف پر لکھ ڈالی ہے، جس کا نام عبقات ہے، عبقات امام صاحب کی تصوف کے موضوع پر نہایت بلند پایہ اور گراں قدر تصنیف ہے۔ (تذکرہ، صفحہ نمبر 261)

یہ کتاب نایاب نہیں بلکہ دستیاب ہے اسی لائبریری میں موجود ہے اسی کتب خانے میں موجود ہے۔

عبقات: اردو

از: شاہ اسماعیل شہید رحمہ اللہ علیہ

مترجم: علامہ مناظر احسن گیلانی رحمہ اللہ علیہ

شائع کردہ: اللجنۃ العلمیہ چنچل گوڑھ، حیدرآباد نمبر 24، انڈیا

نام نہاد مولویوں یہ کتاب تو گندگی کا سمندر ہے اور تم نے اسے سجا کر لائبریری میں رکھا ہوا ہے تم لوگوں نے خود ہی تصوف کو گندگی کا سمندر قرار دیا ہے تمہاری چھوٹی سی کتاب جس کا نام ہے ''اہل تصوف کی کارستانیاں'' اس میں لکھا ہوا ہے کہ تصوف گندگیوں کا سمندر ہے تم نے اس گندگی کو لائبریری میں رکھا ہوا ہے تمہاری نماز کیسے ہو سکتی ہے کیونکہ لائبریری مسجد کے اوپر ہے، نیچے نماز پڑھی جاتی ہے، وہاں مولوی اعتکاف بھی بیٹھے ہوئے تھے، تمہاری ساری عبادت بیکار ہو جائے گی کیونکہ گندگی کا ڈھیر تمہارے اوپر ہے بلکہ لائبریری میں بھی کبھی نماز پڑھی جاتی ہے، تمہارا تو پھر خدا حافظ، نام نہاد مولویوں تم تبلیغی جماعت کے امیر سے کہتے ہو کہ وہ اپنے دعوے میں سچائی کا ثبوت دیں تم اپنی تحریر پڑھو بڑی پرانی ہے۔

آج تبلیغی جماعت کے امیر مولانا انعام الحسن صاحب ہیں ان کا نام ہی شرکیہ ہے اور اس دعویٰ کی نفی کر رہا ہے جو یہ لوگوں کو بتاتے ہیں کہ اللہ سے سب کچھ ہونے کا یقین اور غیروں سے کچھ نہ ہونے کا یقین، اگر اللہ سے سب کچھ ہونے کا یقین ہے اور بیٹے جیسے نعمت صرف اللہ دینے والا ہے تو پھر امیر جماعت پر حسن کا انعام کیسا؟

ہمارا مشورہ ہے کہ حضرت جی اپنا نام انعام اللہ رکھ لیں اور اپنے دعوے میں سچائی کا کچھ تو ثبوت مہیا کریں۔ (الدعوۃ دسمبر 1993ء، صفحہ نمبر 23)

نام نہاد مولوی بطور خاص عبید الرحمان محمدی صاحب آپ ہی اپنے دعوے میں سچائی کا کچھ تو ثبوت دیں، یعنی آپ اعتراف کریں کہ ہمارے اعتراضات جہالت پر مبنی ہیں ہم تصوف وطریقت کو سمجھے بغیر محض تعصب کی بناء پر اعتراضات کرتے ہیں لعن طعن کرتے ہیں ہمارے نظریات باطل ہیں۔

اگر آپ یہ اعتراف نہیں تو پھر کم از کم اتنا تو اعتراف کریں کہ شاہ اسماعیل دہلوی اور سید احمد پیر مرید دونوں جھوٹے تھے، ان کی کتابیں باطل ہیں کیونکہ ان کی کتابیں تصوف سے بھری پڑی ہیں سوائے تقویت الایمان کے ان سے حقانیت ثابت ہوتی ہے، اس لیے باطل ہیں۔

اعلان کردیں کہ وہ کتابیں بکواسات، خرافات کا مجموعہ ہیں۔ ہمارا ان سے کوئی واسطہ نہیں، اعلان کریں اگر آپ مومن ہیں، اگر آپ سچے ہیں، اپنے دعوے میں سچائی کا کچھ تو ثبوت ہیں۔

عبید الرحمان محمدی صاحب میں آپ کے نام کو شرکیہ نہیں کہتا اور نہ آپ کو نام بدلنے کا مشورہ دیتا ہوں، آپ کا نام بہت پیارا ہے، ویسے اگر آپ عبید الرحمان نجدی رکھ لیں تو یہ بھی بہت پیارا ہے کیونکہ آپ کی نسبت نجد سے ہے (ریاض-سعودی عرب) آپ کا رشتہ، آپ کا تعلق نجد سے ہے اس لیے آپ نجدی ہیں۔ آپ کو محمد بن عبدالوہاب نجدی سے محبت ہے، عقیدت ہے آپ کا اسلام ہی نجدی ہے، آپ کا مذہب نجدی ہے، اس لیے میں نے کہا کہ آپ اپنے نام کے ساتھ محمدی کی بجائے نجدی لکھا کریں تو زیادہ بہتر ہے ورنہ جیسے آپ کی مرضی۔

نجدی کتاب التوحید اور اسماعیل دہلوی کی تقویت الایمان دونوں کتابیں دار السلام نے اکٹھی ایک جلد میں شائع کردی ہیں دونوں کتابوں کا مضمون ایک ہی ہے موضوع ہی ایک ہے یعنی توحید اور شرک ان کتابوں کا اثر ہے کہ جماعۃ الدعوۃ کو ہر طرف شرک ہی شرک نظر آتا ہے اپنے سوا سارے مشرک نظر آتے ہیں جیسے تبلیغی جماعت کے امیر کا نام شرکیہ نظر آیا تو اس پہ تبصرہ کیا اور نام بدلنے کا مشورہ دے دیا اور تقاضا کیا کہ وہ اپنے دعوے میں سچائی کا ثبوت دیں۔

میں پھر ان نام نہاد مولویوں سے کہتا ہوں کہ پہلے وہ خود اپنے دعوے میں سچائی کا ثبوت دیں وہ اعتراف کریں، تصوف پہ اعتراضات ہم نے اپنی جہالت کی وجہ سے کئے ہیں یا پھر یہ اعتراف کریں اسماعیل دہلوی اور سید احمد دونوں جھوٹے ہیں ان کی کتابیں غیر اسلامی ہیں دین اسلام سے متصادم ہیں، اعلان کریں اگر وہ سچے ہیں اگر وہ مومن ہیں اگر مومن نہیں تو پھر خاموش رہیں خاموشی بہتر ہے۔

آئینہ صداقت

یعنی بریلوی اور دیوبندی مسلک کی حقیقت تاریخ کے آئینے میں

از: رشحات قلم

حضرت الحاج مولانا فیروز الدین صاحب

روحی پروفیسر اسلامک لٹریچر

اسلامی اکادمی، اردو بازار، لاہور

اس کتاب میں بھی بریلویوں کے خلاف بڑا زہر اگلا گیا ہے اعلیٰ حضرت کو انگریزوں کا ایجنٹ قرار دیا گیا بغیر کسی ثبوت کے بغیر کسی دلیل کے ہیں، نے وہابیوں کے بزرگوں مولانا محمد حسین بٹالوی اور مولانا ثناء اللہ امرتسری کو انگریزوں کا وفادار قرار دیا ہے، تاج برطانیہ کے وفادار چاپلوسی کرنے والے مولوی قرار دیا ہے۔ اہل حدیث نام برطانیہ گورنمنٹ نے دیا تھا، یہ لوگ دین اسلام کے غدار تھے پکے ثبوت ناقابل تردید جنہیں کوئی وہابی جھٹلا نہ سکے گا، انشاء اللہ۔

اس کتاب آئینہ صداقت میں بھی تصوف وطریقت کی صداقت موجود ہے اس میں بھی شاہ اسماعیل دہلوی اور سید احمد بریلوی کی بہادری کے قصے کہانیاں موجود ہیں ملاحظہ فرمائیں۔

سید صاحب بہت ذہین تھے اور ان کی علمی ترقی کی رفتار بہت تیز تھی مگر ان میں روحانیت بڑھی ہوئی تھی اس لیے درس چھوڑ کر انہیں طریقت کی تعلیم دی گئی طریقت کی تکمیل کے بعد جب آپ وہاں سے نکلے تو بڑے علماء وفضلا آپ سے بیعت کرتے تھے مولوی اسماعیل شہید رحمہ اللہ علیہ برادرزادہ شاہ عبدالعزیز دہلوی اور مولوی عبدالحئ، داماد شاہ

عبدالعزیز آپ کے مرید ہوئے۔ (آئینہ صداقت، صفحہ نمبر 84)

علمی ترقی کی رفتار بہت تیز تھی مگر روحانی ترقی کی رفتار اس سے بھی زیادہ تیز تھی اسی لیے شاہ عبدالعزیز نے درس چھوڑ کر ان کو طریقت کی تعلیم دی اور بڑے بڑے علماء نے ان کے ہاتھ بیعت کی، نام نہاد مولویو تم تو فقہ حنفی کے بھی خلاف ہو مگر یہاں تو آپ کے بزرگوں کو حنفی لکھا ہوا ہے، صفحہ نمبر 84 اور 85 اس کتاب میں محمد عبدالوہاب نجدی جو وہابی مذہب کا بانی تھا اس کا بھی مثبت پیرائے میں ذکر کیا گیا ہے۔ اسے بھی اسلامی ہیرو کے طور پر پیش کیا گیا ہے۔

وہابیو تمہارے امام الہند مولانا ابوالکلام آزاد نے بھی تصوف وطریقت کے حق میں باتیں کی ہیں دیکھیے۔

اس کی کتاب: تذکرہ

باطل کے خلاف ایک زبردست جہاد

ابوالکلام آزاد: صفحہ نمبر 27

یہ کتاب شکستہ حالت میں میرے پاس موجود ہے، وہابیو کوئی انکشاف ہوا ہے کہ نہیں۔

عبیدالرحمان محمدی صاحب میرا مشورہ ہے کہ آپ حقیقت تصوف کا مطالعہ کریں مگر اسماعیل دہلوی کی نہیں وہ تو دستیاب ہی نہیں آپ شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری صاحب کی حقیقت تصوف کا مطالعہ کریں اس کتاب میں تصوف کا معنی ومفہوم اور اس کی وجہ تسمیہ اور اس کی تاریخ کے متعلق تمام تفصیلات موجود ہیں۔

قادری صاحب کی تصوف کے موضوع پر ایک اور کتاب ہے جس کا نام سلوک و تصوف کا عملی دستور ہے، شائع کردہ منہاج القرآن پبلی کیشنز، لاہور۔

مگر آپ تو قادری صاحب سے نفرت کرتے ہیں آپ ان کی کتاب کا مطالعہ کیسے کر سکتے ہیں۔ آپ ان کو قادری کی بجائے پادری کہتے ہیں۔ میرا کلاس فیلو کاشف وہابی ہے اور آپ کی جماعت سے منسلک ہے، آپ کے رسائل پڑھتا ہے اور مجھے بھی پڑھنے کو دیتا ہے وہ بھی قادری صاحب کو پادری کہتا ہے اس کا جواب میں نے اپنی کتاب افضل تحقیق میں دوں گا کہ پادری کون ہے اور قادری کون ہے۔

عبیدالرحمان محمدی صاحب آپ اپنے دعوے میں سچائی کا کچھ تو ثبوت دیں یا تو اعتراف کریں کہ ہمارے نظریات باطل ہیں جہالت پر مبنی ہیں یا پھر اعتراف کریں کہ شاہ اسماعیل دہلوی اور سید احمد دونوں جھوٹے ہیں ان کی کتابیں باطل ہیں ان کے نام کے ساتھ شہید یا رحمۃ اللہ علیہ کے الفاظ لکھنا چھوڑ دیں۔

دورنگی چھوڑ دے یک رنگ ہو جا

سراسر موم یا پھر سنگ ہو جا

یا ادھر کا ادھر ہو جا یا اُدھر کا ہو جا منافقت چھوڑ دے

بم دھماکے

آئے روز بم دھماکے ہو رہے ہیں پوری قوم عذاب میں مبتلا ہے یہ دھماکے کون کرتا ہے یا کرواتا ہے اس کا مجھے علم نہیں بس تھوڑی سی معلومات ہیں وہ میں آپ کے گوش گزار کر دیتا ہوں۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ بھارتی ایجنسیاں ملوث ہیں مگر اس گھناؤنے جرم میں نام نہاد مولوی بھی پیش پیش ہیں، یہ تمام قبیلہ اس شرمناک کھیل کا حصہ بنے ہوئے ہیں جنت اور حوروں کی خاطر قتل عام کر رہے ہیں، رمضان المبارک کے مہینے میں ایک دہشت گرد پکڑا گیا تھا نوشہرہ سے وہ طالبان مجاہد تھا۔

اخبار میں اس کی خبر لکھی ہوئی تھی سرخی خودکش دھماکہ کرو، سیدھا جنت میں جاؤ، حوریں استقبال کریں گی۔

محسود کا خط

(ڈیلی انقلاب لاہور، 16 ستمبر 2008ء، صفحہ اوّل)

اس کی تفصیلات صفحہ نمبر 4 بقیہ نمبر 51 میں دیکھیے، میر جانا ولد یاسین نے عدالت کو بتایا کہ اس نے چھٹی جماعت میں تعلیم چھوڑ دی تھی، کچھ عرصہ قبل تحریک طالبان کے مرکزی امیر بیت اللہ محسود کے طالبان ساتھی جہاد کا درس دینے اس کے گاؤں آئے اور وہ ان کے ساتھ جہاد کی نیت سے روانہ ہوا، ملزم کے مطابق لدھا کے طالبان مرکز میں چار ماہ تک

تربیت دی گئی اس موقع پر اس کی جیب میں خط ڈالا گیا، جس میں درج تھا کہ جب آپ خودکش دھماکہ کروگے تو سیدھے جنت میں جاؤ گے اور حوریں استقبال کریں گی۔

انقلاب 16 ستمبر 2008ء

دفتر روزنامہ جنگ، ڈیوس روڈ، لاہور

رمضان المبارک کا بھی حیانہیں، بس حوروں کا جنون سر پہ سوار ہے، بے گناہوں کا قتل عام کررہے ہیں۔

آج سے تقریباً 800 سوسال پہلے کی بات ہے جب حسن بن صبا (شداد ثانی) نے بھی ایسے ہی نوجوان نسل کو بے وقوف بنایا تھا، وہ بادشاہ تھا اس نے ایک مصنوعی جنت بنائی (کوہ قاف) آبادی سے بہت دور جنگل میں نوجوانوں کو بے ہوش کر کے جنت میں لے جاتا وہ آنکھیں کھولتے دیکھتے ہر طرف باغ و بہار ہے، حسین وجمیل لڑکیاں (حوریں) ہوتی، وہ ان کا دل بہلاتی، کچھ دن بعد ان کو پھر بے ہوش کر کے واپس گھروں کو لایا جاتا، وہ نوجوان جب پھر اسی ماحول میں واپس آتے تو پھر بے چین رہتے، بادشاہ اُن سے کہتا کہ اگر چاہتے ہو کہ دوبارہ پھر جنت میں جائیں اور واپس نہ آئیں تو پھر جیسے میں چاہوں گا ویسے ہی کرنا ہوگا میرے حکم کی فوراً تعمیل کرنا ہوگی تو تم ہمیشہ کے لیے جنت میں رہو گے اس طرح بادشاہ ان کو ذاتی مفادات کے لیے استعمال کرتا وہ قربانی کا بکرا بننے کے لیے ہر وقت تیار رہتے۔

یہ بات ذہن نشین رہے کہ کوہ قاف کے نام پر جنوں اور پریوں کی داستانیں لکھی جاتیں ہیں یہ سب افسانے ہیں بچوں کو خوش کرنے کے لیے ان کا حقیقت سے کوئی واسطہ نہیں۔

کوہ قاف ہلاکو خاں نے دریافت کیا تھا یا اس پر حملہ کیا تھا کہ کوہ قاف (جنت) عوام کی نظروں سے اوجھل تھا، ہلاکو خاں کے حملے کے بعد منظر عام پہ آیا تھا اب وہ سیر گاہ ہے، یہ چیچنیا (روس) میں واقع ہے۔

یہ واقعہ بیان کرنے کا مقصد فقط یہ ہے کہ اسی طرح آج بھی نوجوانوں کو بے وقوف بنایا جا رہا ہے مختلف CD دکھا کر ان کو مشتعل کیا جا رہا ہے اور بم دھماکے کروائے جا رہے

ہیں۔

اب میں جماعۃ الدعوۃ والوں کا قصہ جنت اور حوروں کا بیان کرتا ہوں پہلے تو میں طالبان القاعدہ اور الدعوۃ کا گٹھ جوڑ بیان کرتا ہوں، ثابت کرتا ہوں کہ یہ سب ایک ہی ہیں، سب کے نظریات ایک ہی جیسے ہیں۔ اس کی مثال ان کی تحریریں ہیں یا ثبوت کہہ لیجئے اس کا ثبوت ان کی تحریریں ہیں ملاحظہ فرمائیے۔

صلیبی ڈاکو جنگ افغانستان ہار چکے ہیں، طالبان کابل کا اسی طرح گھیراؤ کر رہے ہیں جس طرح مجاہدین سوویت روس کے قبضے کے دوران کیا کرتے تھے اور کٹھ پتلی افغان حکومت بالکل بے بس دکھائی دیتی ہے۔ (الدعوۃ ستمبر 2008ء، صفحہ نمبر 37)

اگلا صفحہ دیکھئے۔

اس وقت نیٹو کی 47 ہزار فوج چند ہزار طالبان کے مقابلے میں صف آراء ہے اور یہ بے سروسامان مگر ایمانی دولت سے مالا مال مجاہدین افغانستان کی جدوجہد آزادی کا ثمر ہیں صفحہ نمبر 38۔

یہ ایمانی دولت سے مالا مال مجاہدین امریکی پیداوار ہیں اور امریکہ سے لڑ رہے ہیں یہ ایک فلم ہے اس فلم کا ہدایتکار امریکی صدر ہے، باقی فنکار ہیں اداکار ہیں، یہ ملا عمر ایمن الظواہری اور اسامہ یہ سب ہدایتکار کی ہدایت پر عمل پیرا ہیں، اس کی ہدایت پر اپنی فنی صلاحیتوں کے جوہر دکھا رہے ہیں، یہ تینوں مرکزی کردار ہیں، ان کو فلم میں ہیرو بنایا گیا ہے اور پوپ بینڈکٹ (بڑا پادری) کو ولن بنایا گیا ہے۔ یہ فلم 11 ستمبر 2001ء کو شروع ہوئی تھی، جب امریکہ میں جہاز ٹکرائے تھے ہزاروں آدمی ہلاک ہوگئے تھے۔ دہشت گردی کے واقعات فلم کا حصہ ہیں ان کے بغیر فلم کامیاب نہیں ہوتی، مزید یہ کہ برطانیہ کا وزیراعظم، بھارتی وزیراعظم، اسرائیلی وزیراعظم اور صدر پاکستان فلم کے معاون ہیں۔ صدر پاکستان کی مجبوری تھی اسے بھی معاونت کرنا پڑی کیونکہ ہدایت کار امریکی صدر بڑا اثر ورسوخ والا آدمی ہے۔ اس کے آگے بڑوں بڑوں کی گردنیں جھکی ہوئی ہیں پاکستانی دیوبندیوں کی بھی مجبوری تھی جلسے جلوس کرنا، انہوں نے جلسے جلوس نکالے، نوجوانوں کو جہاد کے نام پر جذباتی کیا، لڑنے مرنے کے لیے افغانستان روانہ کیا نہ خود گئے نہ اپنی اولاد کو بھیجا بس غریبوں کے بچوں

کومروایا انہیں خود نہ تو جنت کی آرزو ہے نہ حوروں کی لال مسجد کے سابقہ مولویوں نے بھی
نوجواں نسل کو اور بچوں کو مروایا مگر جب خود کو موت نظر آئی تو برقعہ پہن کر بھاگ نکلے مگر
لیڈی پولیس نے پکڑ لیا، مولانا فضل الرحمٰن کو بھی کہنا پڑا کہ مولانا عبدالعزیز کا برقعہ پہن کر
بھاگنے سے علماء کی بدنامی ہوئی ہے۔

''لال مسجد سے ایک دہشت گرد گرفتار کیا گیا مولانا غازی کی گاڑی اس کے استعمال
میں تھی چنانچہ ISI والے اس گاڑی کو لے گئے، مولانا غازی روپوش ہو گئے مجھ سے فرمائش
کی گئی کہ گاڑی واپس دلانے کی کوشش کروں۔'' (روزنامہ جنگ لاہور، مورخہ 26 اکتوبر
2009ء، کالم نگار ہارون الرشید)

کوئی بات نہیں تھوڑی سی بدنامی ہوئی ہے قابل برداشت ہے کچھ نہیں ہوتا۔

ابھی عشق کے امتحاں اور بھی ہیں
ستاروں کے آگے جہاں اور بھی ہیں

بات ہو رہی تھی طالبان اور القاعدہ اور اسامہ کی۔

پروفیسر ڈاکٹر محمد طاہر القادری صاحب نے ان دنوں جب امریکہ میں جہاز ٹکرائے
تھے۔ 9/11 اور افغانستان پر امریکی حملے کی باتیں ہو رہی تھیں بیان دیا تھا، جو میں نے سنا
تھا ان کے الفاظ تھے کہ:

دنیا جانتی ہے کہ اسامہ امریکن پراڈکٹ (American Product) ہے
یعنی امریکی پیداوار ہے۔ میڈیا نے بھی قادری صاحب کے بیان کی تائید کر دی۔
(ہفت روزہ اخبار جہاں، کراچی)

امریکہ نے خود اسامہ بن لادن کو تورابورا سے فرار کرایا تھا۔ (15 تا 21 اگست
2005ء، صفحہ اوّل)

تفصیلات صفحہ نمبر 9 پر ہیں۔

امریکہ اس کو پکڑنا ہی نہیں چاہتا البتہ اس کو پکڑنے کے بہانے کبھی کہاں چڑھائی کر
دیتا ہے کبھی کہاں چڑھائی کر دیتا ہے، اس کو پکڑنے کی آڑ میں پاکستانی سرحدوں پر بھی
بمباری کر رہا ہے۔ دہشت کے نام پر جنگ مسلط کر رہا ہے سارے دہشت امریکہ کی نظر

میں ہیں۔ اب اس کی مرضی اس کو پکڑے یا نہ پکڑے، امریکی صدر ساری دنیا کا تھانیدار
ہے، بڑے بڑے قاتل، بدمعاش اور ڈاکو تھانیدار کی نظر میں ہوتے ہیں، اس عالمی تھانیدار
نے ایمل کانسی کو پکڑنا چاہا تو نواز شریف کو حکم دیا کہ اس کو میرے حوالے کر دو، نواز شریف
نے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے ایمل کانسی کو فوراً پکڑ کر امریکہ کے حوالے کر دیا، امریکہ نے
نواز شریف کو ڈالر بھی دیئے، شاباش بھی دی۔

اس پر ایک امریکی صحافی نے کہا تھا کہ پاکستانی ڈالر کی خاطر ایمل کانسی تو کیا اپنی بہن
بھی پیش کر سکتا ہے، ادھر بھارت میں بال ٹھاکرے بول اٹھا وہ پہلے ہی منہ پھٹ تھا کہتا ہے
کہ پاکستانی ڈالر کی خاطر اپنی بہن تو کیا اپنی ماں کو بھی پیش کر سکتا ہے۔ (روزنامہ، جرأت)

نواز شریف کو صرف ایٹمی دھماکوں کا ہی کریڈٹ نہیں لینا چاہئے بلکہ ایمل کانسی
کریڈٹ بھی لینا چاہئے، دونوں ایوارڈ مبارک ہوں۔

عالمی تھانیدار نے صدام حسین کو پکڑنا چاہا پکڑ لیا، سولی پر لٹکا دیا۔ ایمل کانسی کو زہر کا
ٹیکہ لگا دیا دونوں کی سرگرمیاں امریکی مفادات کے خلاف تھیں اس لیے دونوں کو سزائے
موت دے دی گئی، جب کہ اسامہ امریکی مفادات کے لیے کام کرتا ہے اس لیے اسے
پکڑنے اور جان سے مارنے کی ضرورت نہیں ہے، مزید یہ کہ اسامہ بن لادن کے ٹی وی
چینل پہ بھی کوئی پابندی نہیں لگائی گئی، روزنامہ اساس کا اداریہ دیکھئے الجزیرہ ٹی وی اور
اسامہ بن لادن کی ویڈیو فلموں کا ڈرامہ۔

الجزیرہ ٹی وی نے گزشتہ ایک بار پھر اسامہ بن لادن کی ایک ایسی ویڈیو فلم دکھائی ہے
جس نے مغربی حلقوں میں کھلبلی مچا دی ہے ویڈیو میں اسامہ بن لادن کو اور ایمن الظواہری
کو 11 ستمبر کے حملوں کی منصوبہ بندی کرتے دکھایا گیا ہے۔

یہ امر قابل ذکر ہے کہ القاعدہ اور اسامہ بن لادن کے بارے میں جب بھی کوئی نئی
اطلاع منظر عام پر آئی الجزیرہ ٹی وی کو ہی اس کا ذریعہ بنا گیا کسی بھی گمنام یا پراسرار ذریعے
سے الجزیرہ ٹی وی کو القاعدہ کی طرف سے ویڈیو یا آڈیو کیسٹ بھجوائی گئی اور پھر دنیا بھر کے
ٹی وی چینل نے اسے نشر کیا یہ امر معنی خیز ہے کہ اسامہ بن لادن کی تلاش کرنے والوں نے
کبھی اپنی ایجنسیوں کا رخ اس جانب نہیں کیا اور اس امر تک پہنچنے کی کوشش نہیں کی آخر ان

ویڈیو، فلموں کی الجزیرہ ٹی وی کے حکام تک رسائی کیسے ہوئی ہے ان پر فنگر پرنٹس کس کے ہیں۔ (اداریہ: روزنامہ اساس لاہور، 9 ستمبر 2006ء)

اسی اخبار کے دوسرے صفحے پر بھی یہی موضوع ہے، القاعدہ ویڈیو ٹیپس کہاں سے آتی ہیں۔

اہم پیغامات الجزیرہ ٹی وی چینل سے کیوں نشر ہوتے ہیں، اہم تحقیقاتی رپورٹ

جب بش نے عالمی میڈیا کے ساتھ گفتگو کرتے ہوئے مسلمان بنیاد پرستوں کو امن کے لیے بڑا خطرہ قرار دیا تھا ٹھیک اگلے روز ایمن الظواہری کی طرف سے بش سمیت تمام عیسائیوں کو اسلام قبول کرنے کی دعوت دی گئی، بڑے سے بڑا احمق بھی یہ جانتا ہے اس طرح سے اسلام کی طرف رغبت ممکن ہی نہیں، جلتی پر تیل کا کام مسلمان نہ ہونے کی صورت میں قتل کی دھمکی نے کیا اسی طرح مختلف اوقات میں القاعدہ کی جانب سے آنے والی ویڈیو ٹیپس کا فائدہ امریکی انتظامیہ اٹھاتی رہی۔ (سپیشل ایڈیشن، روزنامہ احساس لاہور، 9 ستمبر 2006ء)

میں نے خود ایمن الظواہری کا بیان پڑھا تھا کہ صدر بش سمیت پوری دنیا کے عیسائی اسلام قبول کرلیں ورنہ قتل کردیے جائیں۔

اسلام کے ٹھیکیدارو کچھ تو شرم کرو، امریکی صدر کی وفاداری میں اس قدر آگے نکل گئے ہو کہ اس کی ہر بات کو درست قرار دیتے ہو، اس نے کہا تھا کہ مسلمان بنیاد پرست امن کے لیے خطرہ ہیں اگلے دن تم نے عیسائیوں کو پیغام دے دیا کہ جان پیاری ہے تو اسلام قبول کرلو ورنہ اڑا دیں گے۔

پوپ بینڈکٹ نے یہی کہا تھا کہ معاذ اللہ اسلام تلوار کے ذریعے پھیلا اور یہ تشدد کی تعلیم دیتا ہے اس کی بات سو فیصد درست ہے بلکہ القاعدہ والوں نے درست قرار دیا ہے کہ اسلام قبول کرلو ورنہ مار ڈالیں گے، مگر پوپ کو یہ علم نہیں کہ انتہا پسندوں کا اسلام ہے اور میرے نبی کا اسلام اور ہے۔

میرے نبی کا اسلام یہ ہے کہ نجران سے پادری آتے ہیں میرے نبی سے مناظرہ کرنے کے لیے ان کو بطور مہمان مسجد نبوی میں ٹھہرایا جاتا ہے اور مسجد نبوی میں ان کو اپنی مرضی کے مطابق عبادت کرنے کی اجازت دے دی جاتی ہے اگر میرے نبی کی جگہ یہ نام

نہاد مولوی ہوتے تو پادریوں کی ایسی تیسی زندہ بچ کر نہ جاتے، میری بات درست ہے کہ ان مولویوں کا اسلام اور ہے میرے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کا اسلام اور ہے، انتہا پسند مولویوں کے اسلام میں افغانستان میں عیسائیوں کو کرسمس 25 دسمبر منانے کی اجازت نہیں تھی (طالبان دور حکومت) مگر اب ان کی حکومت نہیں رہی اب عیسائی کرسمس مناتے ہیں اس بات کا انکشاف بھی ہفت روزہ غزوہ نے کیا ہے۔ (غزوہ 29 دسمبر تا 11 جنوری 7-2006ء، آخری صفحہ)

اب تو عیسائی خوش ہوگئے ہوں گے خوشیوں کے شادیانے بجاتے ہوں گے کہ اچھا ہوا مولویوں سے جان چھوٹ گئی مولویو شرم سے ڈوب مرو۔

نام نہاد مولویوں بھارت میں مسلمانوں پہ کتنا ظلم ہورہا ہے، زندہ آگ میں جلا دیا جاتا ہے، گائے کی قربانی کرنے کی صورت میں اپنی جان کی قربانی دینا پڑتی ہے، یہ واقعات سن کر کتنا دکھ ہوتا ہے کہ وہ مظلوم ہمارے بھائی ہیں۔

نام نہاد مولویوں اسی طرح تم بھی ظلم کرتے تھے عیسائیوں کو کرسمس منانے کی اجازت نہیں دیتے تھے، پابندی لگا رکھی تھی یہ پابندی بھی ظلم ہے، کسی غیر مسلم کو اپنی مرضی کے مطابق اپنے مذہبی تہوار منانے کی اجازت نہ دینا یہ بھی ظلم ہے، خدا ظالموں کو پسند نہیں کرتا۔

تو پھر خدا ظالموں کو جنت میں کیسے داخل کرسکتا ہے حوریں کیسے ان کا استقبال کرسکتی ہیں میں عیسائیوں کی وکالت نہیں کررہا ہوں، میں تو اصول کی بات کررہا ہوں میں تو اسلامی ریاست میں اقلیتوں کے حقوق کی بات کررہا ہوں کہ ان کے حقوق کا خیال رکھے بغیر اسلامی ریاست میں وجود میں نہیں آسکتی۔

پوپ کے خلاف جلسے جلوس کرنے والے نام نہاد مولویو یہ تو بتاؤ تم نے ایمن الظواہری کے خلاف جلسے جلوس کیوں نہیں کیے تمہارے طرز عمل سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ تم ایمن الظواہری کے نقطہ نظر سے متفق ہو کہ ایسے ہی اسلام کی دعوت دی جاتی ہے کہ اسلام قبول کرلو ورنہ اڑا دیے جاؤ گے۔

دین اسلام کو بدنام کرنے والو تمہارا حشر تو کافروں سے بھی بدتر ہوگا، تم حوروں اور جنت کی بات کرتے ہو اپنی شکل دیکھو، یہ منہ اور مسور کی دال۔

تمہارا حشر کتنا بھیانک ہوگا تم تصور بھی نہیں کر سکتے کیونکہ نہ تو تم مسلمان ہوا اور نہ ہی کافر ہو، تم دونوں کے درمیان منافق ہو، تم پوپ کے متعلق تحقیق کرتے پھرتے ہو کہ یہ عیسائی نہیں بلکہ یہودی ہے، پہلے تم اپنی تحقیق کرو کہ تم کیا ہو؟

پوپ کے خلاف نام نہاد مولویوں نے سیمینار منعقد کیا اس کی جھلکیاں ملاحظہ فرمایئے۔

علامہ ضیاء اللہ شاہ بخاری نے اپنی شعلہ بیاں تقریر کے دوران کہا ''پوپ کی بدزبانی سے پتہ چلتا ہے کہ یہودی کا نطفہ ہے بے شک اس کا DNA ٹیسٹ کروالیا جائے کیونکہ قرآن بتاتا ہے کہ عیسائیوں میں نرمی ہوتی ہے اور تمہارے شدید دشمن یہودی اور مشرک لوگ ہیں''۔(الدعوۃ اکتوبر 2006ء، صفحہ نمبر 14)

اگلے صفحے پر پھر اسی وہابی مولوی کا بیان رب نے قرآن میں 1400 سال پہلے بتادیا تھا کہ تمہارے شدید دشمن یہودی اور مشرک ہیں، عیسائیوں کے بارے میں بتایا گیا کہ ان کے دل عموماً نرم ہوتے ہیں ان میں درویش ہوتے ہیں، موجودہ پوپ نے اپنے اعمال سے ثابت کیا کہ وہ یہودی ہے اور اس نے عیسائیت کا لبادہ اوڑھ رکھا ہے۔(صفحہ نمبر 15)

یہ نام نہاد مولوی بار بار یہ کہتا ہے کہ پوپ یہودی ہے یہودی ہے بے شک اس کا ڈی این اے ٹیسٹ کروالیا جائے، عیسائیوں میں درویش ہوتے ہیں، بہت خوب۔

رب نے 1400 سال پہلے قرآن میں بتادیا تھا مگر نام نہاد مولوی صاحب آپ نے یہ تو بتایا نہیں کہ رب نے قرآن کی کس سورۃ میں اور کونسی آیت میں بتایا تھا تاکہ ہم خود بھی تصدیق کرلیں۔

ہم تو آج تک یہی سنتے آئے ہیں کہ یہود و نصاریٰ ہمارے دوست نہیں ہو سکتے مگر آپ نے تو ایک نئی بات کا انکشاف کردیا کہ پوپ یہودی ہے بیشک اس کا DNA ٹیسٹ کروالیا جائے، ڈی این اے ٹیسٹ سے کسی کے مذہب کا پتہ چل سکتا ہے مجھے نہیں پتہ تھا چلو اسی بہانے پتہ چل گیا انکشاف ہوگیا۔

پوپ کو دفع کرو، ہاں اگر تم چاہو تو القاعدہ کے قائدین کا ڈی این اے ٹیسٹ کروا سکتے ہو اگر کروالو تو بہتر ہوگا پتہ چل جائے گا کہ یہ کسی مجاہد کا نطفہ ہے یا کسی منافق کا؟

الدعوۃ والو میرا مشورہ ہے کہ تم اپنا ٹیسٹ کروالو اگر ہو سکے تو ڈاکٹر ذاکر نائیک کا بھی ٹیسٹ کروالو، تاکہ عوام کو پتہ تو چلے اس کی حقیقت کا مجھے تو پتہ ہے کہ وہ ڈاکٹر ہے یا مریض ہے، تم بڑی اس کی تعریفیں کرتے ہو اس کے مناظروں کی تفصیلات بیان کرتے ہو مناظروں کی تفصیلات۔(الدعوۃ جون اور جولائی 2008ء)

دارالسلام نے بھی اس کی بڑی کتابیں شائع کی ہیں، دارالسلام والے تصویروں سے بڑا پرہیز کرتے ہیں مگر ذاکر نائیک کی تصویروں والی کتابیں ان کے شوروم میں دستیاب ہیں، بڑے تعجب کی بات ہے، دارالسلام کی چھپی ہوئی تقویت الایمان میں لکھا ہے کہ:

تصویر بنانے والا بھی ان بڑے بڑے گناہوں میں داخل ہے جو گناہ کسی پیغمبر کے قاتل کو ہوگا، وہی تصویریں بنانے والوں کا ہوگا۔(صفحہ نمبر 118)

کیا ذاکر نائیک نے تقویت الایمان مطالعہ نہیں کیا؟

نام نہاد مولویوں کیا تم اپنے علم پر عمل نہیں کر سکتے؟

خیر چھوڑیئے ان باتوں کو ذاکر نائیک کی بات چھڑ گئی اس کی وجہ شہرت صرف اور صرف اس کا اپنا ٹی وی چینل ہے Peace، 24 گھنٹے اس کی تقریریں لگی رہتی ہیں اس کی تشہیر ہوتی رہتی ہے اس طرح وہ عالمی شہرت یافتہ مولوی بن گیا۔

اگر اس کا اپنا ٹی وی چینل نہ ہوتا تو وہ اتنا مقبول نہ ہوتا اگر اس کو ٹی وی چینل کے بغیر شہرت ملی ہوتی تو جماعۃ الدعوۃ کے سارے مولوی شہرت یافتہ ہوتے، کیوں کہ سارے ایک سے بڑھ کر ایک ہیں شعلہ بیان تقریریں کرتے ہیں، شعلے نکلتے ہیں ان کی تحریروں سے بھی شعلے نکلتے ہیں بطور خاص امیر حمزہ کی تحریروں سے تو کچھ زیادہ ہی شعلے نکلتے ہیں۔ اسے تو ہوش ہی نہیں رہتی کہ میں کیا لکھ رہا ہوں کیا کہہ رہا ہوں، اس کا حقیقت سے کوئی واسطہ ہے یا نہیں۔

حوروں کی بات درمیان میں ہی رہ گئی تھی۔

حوروں اور جنت کا خوبصورت تذکرہ درمیان میں رہ گیا۔

ابو سعد شہید کے بڑے بھائی اور والد محترم نے ان سے شادی کے بارے میں بات کی تو وہ کہنے لگے میں حوروں کی خاطر جہاد کشمیر میں حصہ لوں گا۔(الدعوۃ مئی 2001ء، صفحہ نمبر 42)

اپنے شوق کی تعمیل کر رہا ہوں
ورنہ مجھے تم سے پیار نہیں ہے

ابوہریرہ کی بہن کہتی ہے کہ:

میں نے ابوہریرہ کی شہادت سے پہلے انہیں جنت میں دودھ اور شہد کی نہروں سے سیراب ہوتے دیکھا، میں نے یہ خواب کسی کو نہ بتایا، جب وہ شہید ہو گئے تو اس خواب کی تعبیر مل گئی اب میں 72 حوروں کی نند بنوں گی۔

اخت ابوہریرہ مظہر

ماں کے تاثرات

میں جب بھی اس کی شادی کی بات کرتی تو کہتا کہ امی جان کیا آپ کو خوشی نہ ہوگی کہ آپ 72 حوروں کی ساس بنیں گی۔ (الدعوۃ اپریل 2004ء، صفحہ نمبر 28-29)

بہن 72 حوروں کی نند بنے گی بلکہ بن چکی ہوگی تو اس کا شوہر 72 حوروں کا نندوئی بنے گا، ماں ساس بنے گی تو باپ سسر بنے گا ماشاءاللہ۔

یہ رسالہ مجھے میرے کلاس فیلو کاشف نے دیا تھا وہ وہابی ہے اس نے مجھے جماعۃ الدعوۃ کی طرف مائل کرنے کے لیے رسالہ دیا تھا اس کی بڑی تعریفیں کی تھیں میں اس کا شکر گزار ہوں کہ اس رسالے کے ذریعے مجھے کافی معلومات حاصل ہوئیں۔

اس میں خودکش حملوں اور فدائی حملوں کا بھی ذکر ہے یہ حملے ان کے نزدیک جائز ہیں اس کی تفصیلات دیکھیے۔

عنوان: خودکش حملے اور فدائی حملے شریعت کی نظر میں (الدعوۃ اپریل 2004ء، صفحہ نمبر 24)

خودکش حملے اور فدائی حملے نام نہاد مولویوں کے نزدیک جائز ہیں یہاں حالت جنگ کا ذکر کرتے ہوئے حملوں کو جائز قرار دیا ہے میرے وطن پاکستان میں انہوں نے جنگ کی فضاء پیدا کر دی ہے، اس طرح بم دھماکے جائز قرار پا گئے۔

طالبان لیڈر کا بیان پڑھئے۔

خودکش نہیں فدائی حملے کر رہے ہیں خودکش حملوں کو ہم بھی حرام سمجھتے ہیں۔ (طالبان

سوات، روزنامہ خبریں لاہور 16 اکتوبر 2008ء، صفحہ نمبر 3)

دوسرے دن کی خبر پڑھئے۔

مینگورہ پولیس اسٹیشن پر خودکش حملوں کی ذمہ داری طالبان نے قبول کر لی۔ (خبریں 17 اکتوبر 2008ء، آخری صفحہ)

پوری قوم کو بے وقوف بنا رکھا ہے نام نہاد مولویوں نے حد کر دی ہے قتل و غارت گری کا بازار گرم کر رکھا ہے۔

جامعہ نعیمیہ گڑھی شاہو لاہور میں متحدہ علماء کونسل اجلاس ہوا تھا اس میں نام نہاد مولوی امیر حمزہ اور حافظ سعید بھی شریک ہوئے تھے اور تقریریں بھی کیں، خود کو امن پسند ظاہر کیا۔

متحدہ علماء کونسل کا متفقہ فتویٰ (روزنامہ آواز لاہور 15 اکتوبر 2008ء، صفحہ اوّل)

پاکستان میں خودکش حملے حرام اور ناجائز ہیں، اس کا مطلب ہے کہ پاکستان سے باہر جائز ہیں، حلال ہیں، خدا کی مخلوق صرف پاکستان میں ہی نہیں بلکہ پاکستان سے باہر بھی آباد ہے، اس لیے یہ کہنا یہ چاہیے تھا کہ خودکش حملے حرام ہیں ناجائز ہیں، وہ دنیا کے کسی بھی خطے میں ہوں حرام ہیں، ناحق بلاوجہ عوام کا خون بہانا حرام ہے، اگر یہ کہا جائے کہ صرف پاکستان میں حرام ہیں تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ دوسرے ملکوں میں ہونیوالی دہشت گردی حلال اور جائز ہے مثلاً سپین میں ریل گاڑی کو دھماکے سے اڑا دیا گیا سمجھوتہ ایکسپریس کو بھارت میں آگ لگا دی گئی اور بے شمار دہشت گردی کے واقعات امریکہ میں ورلڈ ٹریڈ سنٹر سے جہاز ٹکرانے کے واقعات سب معاذ اللہ جائز ہیں، جہاز ٹکرانے میں خودکش حملہ آور بھی مارے گئے تھے۔ کیا یہ حملے جائز ہیں اگر امریکہ کے دشمن ہوتے تو وہ تجارتی مراکز اڑانے کی بجائے وائٹ ہاؤس اڑا دیتے، امریکی صدر مر جاتا اس کا باپ سابق صدر مر جاتا ہلاکو خاں اور چنگیز خاں مر جاتے مگر ایسا نہ کیا عوام کو مارا عوام کی لاشوں پر سیاست کرتے ہوئے امریکی صدر نے افغانستان پر حملہ کر دیا افغانستان پر قبضہ کرنے کے بعد عراق پر حملہ کر دیا۔

نام نہاد مولویوں تم ذمہ دار ہو تم، تم امریکی صدر ہلاکو خاں کو حملہ کرنے کا جواز فراہم کرتے ہو۔

اب تو مشیر داخلہ رحمان ملک نے بھی طالبان کو دہشت گرد قرار دے دیا ہے اور سی

اور اولپنڈی راؤ اقبال نے بھی شاید ٹیکسلا ئیں یا شائد واہ کینٹ میں بم دھماکہ ہوا تھا اس میں طالبان لیڈر محسود کے ملوث ہونے کا بیان دیا تھا اور بے شمار کالم نویس مضامین لکھنے والے طالبان کو دہشت گرد قرار دے رہے ہیں مگر نوائے وقت اخبار اب بھی مرنے والے طالبان کو شہید کہتا ہے شائد اس لیے کہ نوائے وقت میں جماعۃ الدعوۃ کے لوگ شامل ہیں ان میں ایک تو طارق سہیل ہے جو نوائے وقت کا چیف نیوز ایڈیٹر ہے، اس کا بہنوئی حافظ عبدالسلام بن محمد جماعۃ الدعوۃ کا مولوی ہے۔

نوائے وقت میں دارالسلام کے اشتہارات شائع ہوتے رہتے ہیں۔

خیر چھوڑیئے ان باتوں کو دراصل بات یہ ہے کہ حکمران دہشت گردی کا خاتمہ کرنے کے لیے مخلص نہیں ہیں وہ صرف اپنی کرسی سے مخلص ہیں، انہیں کرسی پیاری ہے بڑی مشکل سے حاصل ہوتی ہے بڑے پاپڑ بیلنے پڑتے ہیں اگر حکمران دہشت گردی کا خاتمہ کرنے کے لیے مخلص ہوتے تو دہشت گردی ختم ہو چکی ہوتی، بڑا آسان طریقہ ہے جتنے بھی جیلوں میں دہشت گرد اور قاتل ہیں ان کو سولی پر لٹکا دیا جائے جو لوگ دہشت گردی میں ملوث ہیں، یعنی دہشت گردوں کو مجاہد قرار دیتے ہیں یا ان کو شہید کہتے ہیں بالواسطہ یا بلا واسطہ دہشت گردوں کی حمایت کرتے ہیں ان کو بھی الٹا لٹکا دیا جائے تو کوئی وجہ نہیں کہ دہشت گردی کا خاتمہ نہ ہو مگر ایسا کرنے سے حکمرانوں کو اپنی کرسی خطرے میں نظر آتی ہے، وہ کوئی بھی اقدام کرنے سے پہلے اپنی کرسی کو دیکھتے ہیں کہ ہماری کرسی تو نہ ہلے گی جب وہ دیکھتے ہیں کہ ایسا کرنے سے عالمی طاقتیں خفا ہو جائیں گی اگر وہ خفا ہو گئیں تو ہمارا اقتدار ختم ہو جائے گا کرسی جاتی رہے گی اس لیے وہ دہشت گردی ختم نہیں کرتے، بلکہ اب تو بھارتی دہشت گرد سربجیت سنگھ کو بھی رہا کرنے کی باتیں ہو رہی ہیں وہ اس وقت سینٹرل جیل کوٹ لکھپت لاہور میں نظر بند ہے شائد اسے رہا کر دیا گیا ہو کچھ پتہ نہیں اگر اسے رہا کر دیا تو دہشت گردوں کی حوصلہ افزائی ہوگی۔

حکمران ذاتی مفادات کی خاطر قومی مفاد کو داؤ پر لگا دیتے ہیں دھماکوں میں ہلاک ہونے والوں کے لواحقین کو سرکاری خزانے سے امداد دیتے ہیں اور دھماکے کرنے والوں کی مذمت کرتے ہیں، کہتے ہیں کہ دہشت گردوں کا کوئی مذہب نہیں ہوتا اسلام امن اور بھائی

چارے کا درس دیتا ہے وغیرہ وغیرہ۔

میرے خیال میں تو حکمرانوں کا کوئی بھی دین مذہب نہیں ہوتا، ان کا مذہب صرف اور صرف کرسی ہے، اقتدار ہے ان کا جینا مرنا یہی ہے۔

کشکول توڑنے کی باتیں کرنے والی جھولی پھیلا کر امریکی صدر کے آگے کھڑے ہو جاتے ہیں، امریکی صدر خیرات دے دیتا ہے مگر پہلے اپنے مطالبات پورے کرواتا ہے مثلاً یہ کہ کارگل سے فوجیں واپس بلاؤ اور آئندہ دراندازی نہیں کرو گے۔

ہمارا وزیر اعظم کہتا ہے کہ جو حکم میرے آقا۔

آقا کے بچے پہلے تم نے ہمارے منع کرنے کے باوجود ایٹمی دھماکے کئے کیوں؟

آقا ہماری مجبوری تھی ہم کیا کرتے کرسی کا مسئلہ تھا اگر ہم دھماکے نہ کرتے تو قوم ہمارے خلاف ہو جاتی اور ہماری کرسی چھن جاتی کرسی کی خاطر نہ جانے کتنے پاپڑ بیلتے ہیں، کتنی لاشوں سے گزر کر کرسی تک پہنچے ہیں آپ کو پتہ نہیں۔

اے بھولے بادشاہ کیا ہمیں نہیں پتہ کہ کتنی لاشوں سے گزرنا پڑتا ہے، کتنے پاپڑ بیلنے پڑتے ہیں، تم پاکستانی وزیر اعظم ہو اور میں امریکی صدر ہوں خود ہی سوچو کہ میں کتنی لاشوں سے گزر کر صدارت تک پہنچا ہوں، معاف کیجئے گا بھول ہو گئی، گستاخی معاف میرے آقا۔

آئندہ بھارت کو ناراض نہ کرنا ورنہ ہم تم سے ناراض ہو جائیں گے۔

ایسا کبھی نہیں ہوگا آقا۔

ہم نے تو بھارتی وزیر اعظم کو لاہور بلایا تھا اور اس کا شاندار استقبال کیا تھا اس سے دوستی کی۔ اسے تاریخی مقامات کی سیر کروائی اس کو خوش کر کے واپس بھیجا تھا۔

شاباش بیٹا۔

سابق وزیر شیر افگن نیازی نے نواز شریف پہ الزام عائد کیا کہ نواز شریف کے اب بھی اسامہ بن لادن سے تعلقات ہیں۔ (روزنامہ وقت، لاہور 25 اکتوبر 2008ء)

سابق وزیر نے مطالبہ بھی کیا ہے کہ نواز شریف کے اسامہ سے تعلقات کی تحقیقات کروائی جائیں مزید یہ کہ نواز شریف اسامہ سے امداد بھی لیتا رہا ہے۔ (روزنامہ وقت)

بات ہو رہی تھی دہشت گردی کے خاتمے کی مگر یہ ختم نہیں ہو سکتی جب تک حکمران نہ

چاہیں۔ جب تک حکمران اپنی ترجیحات نہیں بدلتے اس وقت تک دہشت گردی، بدامنی لاقانونیت اور فرقہ واریت ختم نہیں ہو سکتی۔ حکمران اس سلسلے میں مخلص نہیں وہ صرف اپنی کرسی سے مخلص ہیں کہ وہ نہ چھن جائے باقی خیر ہے اگر وہ دہشت گردوں کو پھانسی دیتے ہیں تو امریکہ ناراض ہو جائے گا اور انسانی حقوق کی تنظیمیں شور مچائیں گی تو پھر کیا ہو گا کرسی خطرے میں پڑ جائے گی، بالآخر اقتدار ختم ہو جائے گا حکمران عوام کو صبر کی تلقین کرتے رہتے ہیں کہ صبر کرو بم دھماکے برداشت کرو۔

ہلاک ہونے والے سرکاری خزانے سے امداد حاصل کریں زخمیوں کے لیے 50 ہزار اور ہلاک ہونے والوں کے ورثاء کے لیے ایک ایک لاکھ روپیہ ہم بس یہی کچھ کر سکتے ہیں اور کیا کریں یا پھر دہشت گردوں کی مذمت کر دیتے ہیں کہ دہشت گردوں کا کوئی مذہب نہیں، دہشت گردی کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں، اسلام امن اور بھائی چارے کا درس دیتا ہے عوام اپنی صفوں میں اتحاد پیدا کریں ہم عوام کی حمایت سے دہشت گردی کا خاتمہ کریں گے۔

ابھی وہ ایسا بیان دے رہے ہوتے ہیں کہ پتہ چلتا ہے کہ میریٹ ہوٹل اسلام آباد میں بم دھماکہ ہو گیا۔

بھکر میں بم دھماکہ ہو گیا، چارسدہ میں بم دھماکہ ہو گیا، پشاور سٹیڈیم میں ہو گیا، کوئٹہ میں ہو گیا کراچی میں ہو گیا، لاہور میں ہو گیا، کبھی کہاں کبھی کہاں۔ خدا کی پناہ خدا کی پناہ۔

جنت اور حوریں انسانیت کا قتل عام اور حوروں کی آرزو؟ کتنے سیدھے ہو تم ویسے میرا بھی جی چاہتا ہے مجھے بھی کوئی حور مل جائے ہائے ری حسرت۔

ان حسرتوں سے کہہ دو کہیں اور جا بسیں
اتنی جگہ کہاں ہے دل داغ دار میں

مجھے حور کیسے مل سکتی ہے میں بھی کتنا پاگل ہوں، حوروں کی سپلائی کا ٹھیکہ تو نام نہاد جہادی مولویوں کے پاس ہے اور میں ان نام نہاد جہادی مولویوں کا دشمن ہوں پھر بھی حوروں کی آرزو زیادہ نہ سہی بس ایک ہی حور مل جائے، نام نہاد جہادی مولویوں سے دشمنی بھی اور حور کی خواہش بھی۔

ہزاروں خواہشیں ایسی کہ ہر خواہش پہ دم نکلے
بہت نکلے میرے ارماں پھر بھی کم نکلے

(مرزا غالب)

حکومت پاکستان نے فرقہ واریت اور دہشت گردی کے خاتمہ کے لیے جن کتب پر پابندی لگائی ہے، ان میں ''تقویۃ الایمان'' اور ''صراط مستقیم'' شامل ہیں۔ (روزنامہ ایکسپریس اسلام آباد، 8 ستمبر 2006ء)

اہل حدیث کے ایک گروپ نے اپنے ماہنامہ صراط مستقیم میں مسلسل 3 ماہ تک لشکر طیبہ والوں سے 50 سوال شائع کرتا اور پوچھتا رہا جو تم یہ جہاد کر رہے ہو اُس کا شرعی جواز کیا ہے۔ لشکر طیبہ والوں نے آج تک اُن 50 سوالوں کا جواب نہ دیا۔

مخالفین پاکستان
حسب فرمائش
پیر طریقت رہبر شریعت حضرت صاحبزادہ
پیر محمد شفیع قادری علیہ الرحمۃ
مؤلفہ
محمد ضیاء اللہ قادری
ناشر
قادری کتب خانہ سیالکوٹ

50 سوالات پر مبنی جہادی سوالنامہ

1- جہاد کے اصطلاحی اور لغوی معنوں کی وضاحت کریں؟

2- قتال فی سبیل اللہ کے معنی کیا ہیں اصطلاحی اور لغوی وضاحت فرمائیں؟

3- قتال جہاد کا حصہ ہے یا کہ جہاد قتال کا حصہ؟

4- مکہ میں جہاد فرض ہوا تھا یا کہ نہیں؟

5- اگر مکے میں جہاد فرض تھا تو آیا جہاد کیا گیا یا کہ نہیں؟

6- اگر جہاد سے مراد صرف قتال ہی ہے تو کیا مکہ میں قتال ہوا؟

7- اگر جہاد سے مراد قتال ہے تو سورہ الفرقان آیت نمبر 52 میں جہاد کبیر کا کیا مطلب ہے؟ جبکہ یہ مکی سورہ ہے۔

8- اگر مذکورہ آیت سے مراد قتال ہے تو اس پر رسول اللہ ﷺ اور آپ ﷺ کے جانباز صحابہ رضی اللہ عنہم نے مکی دور میں عمل کیا یا نہیں؟

9- روزہ، قتال اور قصاص کے حکم کے لیے قرآن مجید میں ایک تین حرف پر مشتمل لفظ کتب استعمال ہوا ہے جیسے کتب علیکم الصیام (تم پر روزے فرض کر دیئے گئے ہیں) کتب علیکم القتال (تم پر قتال فرض کر دیا گیا ہے) کتب علیکم القصاص (تم پر قصاص فرض کر دیا گیا ہے) ان احکامات میں سے کچھ پر اپنی مرضی سے عمل اور کچھ کو چھوڑ دینا کیسا ہے؟

10- اگر آپ کہیں کہ قصاص لینا تو اسلامی حکومت پر فرض ہے تو جناب قتال بھی تو کسی فرد پر نہیں بلکہ اسلامی حکومت پر فرض ہے اس کے بارے میں آپ کیا کہیں گے؟

11- اگر آپ کے نزدیک اسلامی کے قیام سے بغیر قتال ہو سکتا ہے تو پھر قصاص کیوں نہیں لیا جا سکتا؟

12- قتال کرنے والے قصاص والی آیت پر عمل کیوں نہیں کرتے؟

13- قرآن میں قتال، فتنے کا خاتمہ اور دین کا اللہ کے لیے خالص ہو جانا ایک ہی آیت میں مذکور ہے ترجمہ: اور ان سے قتال کرو یہاں تک کہ فتنہ باقی نہ رہے اور دین اللہ کے لیے خالص ہو جائے (القرآن) قتال کا دعویٰ کرنے والے اس آیت کے ایک حصے پر عمل کرتے ہیں یعنی قتال کرتے ہیں لیکن دو حصوں کو اپنی مرضی سے چھوڑ دیتے ہیں نہ فتنے کا خاتمہ کرتے ہیں اور نہ دین اللہ کے لیے خالص کرتے ہیں افغانستان کی مثال سامنے ہے۔ ایسا قرآن وحدیث کے کن دلائل کی روشنی میں کرتے ہیں؟

14- اپنی مرضی سے 1/3 حصے پر عمل کرنے والوں پر کیا قرآن کی یہ آیت صادق نہیں آتی کہ ''کیا تم بعض پر ایمان لاتے ہو اور بعض کو چھوڑ دیتے ہو۔'' اگر ایسا ہے تو پھر آپ کا عمل کیا معنی رکھتا ہے؟

15- قتال کا مقصد فتنے کا خاتمہ ہے کیا افغانستان میں فتنے کا خاتمہ ہو گیا؟ اگر نہیں تو پھر افغانستان کے جہاد کو ادھورا چھوڑ کر کشمیر کی جانب رخ کیوں کیا؟ اور اگر ہو گیا تو اس کی دلیل کیا ہے؟

16- قتال کا مقصد دین اللہ کے لیے خالص کرنا یعنی دین کا غلبہ ہے کیا افغانستان میں دین کا غلبہ ہو گیا؟ اگر نہیں تو پھر کشمیر کی طرف رخ کیوں؟

17- افغانستان میں خانہ جنگی جاری ہے۔ مجاہدین کے گروپس آپس میں لڑ رہے ہیں۔ اگر مسلمانوں کی دو جماعتوں میں لڑائی ہو جائے تو اسلام ان کے بارے میں کیا حکم دیتا ہے؟

18- اگر آپ کہیں کہ صلح کا حکم دیتا ہے جیسا کہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ: اور اگر مومنوں میں سے کوئی دو فریق آپس میں لڑ پڑیں تو ان میں صلح کرا دو (سورہ الحجرت) کیا قتال کے دعویداروں نے ان لڑائی کرنے والے مجاہدین کے گروپوں کے درمیان صلح کرا دی ہے؟

19- اگر کرادی ہے تو دلیل دیں اگر نہیں تو کیوں نہیں کرائی کیا قرآن کے اس حکم پر عمل کرنا جہادی لوگوں کا کام نہیں ہے؟

20- اگر آپ کہیں کہ صلح کراتے ہیں لیکن وہ باز نہیں آتے تو جناب پھر قرآن ایسی صورت حال میں کیا حکم دیتا ہے کہ جب کوئی فریق زیادتی پر کمر بستہ ہو؟

21- زیادتی کرنے والے فریق کے خلاف قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا حکم دیتا ہے جیسا کہ مذکورہ آیت کے اگلے حصے میں ارشاد ہوتا ہے۔ ”اور اگر ایک فریق دوسرے پر زیادتی کرے تو زیادتی کرنے والے سے لڑو یہاں تک کہ وہ اللہ کے حکم کی طرف رجوع کرے۔“

قرآن کا یہ حکم ہے تو زیادتی کرنے والوں کے خلاف قتال کیوں نہیں کیا؟ وضاحت فرمائیں؟

22- اگر جمہوریت کفر ہے اور انتخابات کفریہ عمل ہے تو آپ شیخ جمیل الرحمٰن کے اس عمل پر کون سا فتویٰ عائد کریں گے کہ شیخ شہید نے صوبہ کنڑ کے انتخابات میں حصہ لیا اور اکثریت کے ووٹ حاصل کر کے ایک جمہوری نظام کے ذریعے ایک اسلامی حکومت کا قیام عمل میں لائے۔ ان کا یہ عمل شرعی تھا یا غیر شرعی؟

23- اگر شرعی نہیں تھا تو اس جمہوری اور غیر شرعی عمل سے اسلام کا نفاذ کیسے شرعی ہو گیا؟ اور اگر شریعت میں جمہوری انتخاب میں شرکت کی ممانعت نہیں تھی تو پھر آپ کے دعوے کے مطابق جمہوریت کفر کیسے ہے؟

24- آپ کے نزدیک بھی یہ بات مسلمہ ہے کہ شیخ جمیل الرحمٰن شہید رحمہ اللہ تعالیٰ کی صوبہ کنڑ میں امارت اسلامی خالصتاً اسلامی حکومت تھی۔ جب اسلامی حکومت قائم ہو جائے تو اس کی حفاظت کرنا کن پر فرض ہے؟

25- اگر آپ کہیں کہ اہلحدیث مجاہدین پر، تو جب امارت اسلامی صوبہ کنڑ کو پامال کیا جارہا تھا تو اس وقت شیخ شہید رحمہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ تعاون کیوں نہ کیا اور اسلامی حکومت کی بقا کی اس جنگ کو فتنہ وفساد قرار دے کر پہلو کیوں بچایا؟

26- کیا اس وقت صوبہ کنڑ کے اہلحدیث نہ تھے جب ان کی جان و مال عزت و آبرو کو

پامال کیا جارہا تھا کیا اس وقت قتال کا حکم اور مظلوموں کی امداد کا حکم معطل ہو گیا تھا؟

27- جس جگہ اسلامی حکومت قائم ہوا اور اسے ختم کر دیا جائے تو وہاں دوبارہ اسلامی حکومت قائم کرنے کی جدوجہد کرنا قتال کرنے والوں کی ذمہ داری نہیں تھی۔ اس ذمہ داری کو نظر انداز کر کے کشمیر کی طرف رخ کس کے کہنے پر کیا؟

28- اگر آپ کہیں کہ کشمیر میں ظلم وستم ہو رہا ہے اس لیے ادھر کا رخ کیا ہے تو کیا اسلامی حکومت ختم کرنا آپ کے نزدیک کوئی ظلم وستم نہیں ہے؟ کیا خانہ جنگی میں سینکڑوں مسلمانوں کا مارا جانا کوئی ظلم نہیں ہے؟

29- کشمیر کی جنگ آزادی کی جنگ ہے یا نفاذ اسلام کے لیے لڑی جانے والی جنگ ہے؟

30- اگر آزادی کی جنگ ہے تو کیا شریعت محض آزادی کے لیے قتال کی اجازت دیتی ہے؟ اور اگر یہ جنگ نفاذ اسلام کے لیے لڑی جارہی ہے تو نفاذ اسلام کے لیے تو سب سے پہلے اپنے ملک یعنی پاکستان کو ضرورت ہے یہاں نفاذ اسلام کے لیے جہاد کیوں نہیں؟

31- اگر کشمیر میں آپ نظام اسلام کے قیام کے لیے لڑ رہے ہیں تو اس سوال کا آپ کے پاس کیا جواب ہے کہ جس نظام کے مطابق آپ خود اپنے ملک میں زندگی گزارتے کشمیر میں اس نظام کے نفاذ کی جدوجہد کیوں کر رہے ہیں کہیں مفادات کا مسئلہ تو نہیں؟

32- اگر آپ یہ کہیں کہ کشمیر میں قتال اس لیے شروع کر دیا کہ وہاں مسلح کارروائیاں ہو رہی تھیں اور اس لیے بھی کہ نہتے کشمیریوں کے خلاف عسکری قوت استعمال کی جارہی تھی تو جناب پاکستان میں دیر اور مالاکنڈ کے علاقے میں بھی تو نفاذ اسلام کے لیے مسلح کارروائیاں ہوئیں ایئرپورٹ پر قبضہ بھی ہوا اور حکومت نے نفاذ اسلام کی تحریک کو عسکری قوت استعمال کر کے کچل ڈالا اور ٹینک، بکتر بند گاڑیاں استعمال کی گئیں فضائی بمباری کر کے کئی گاؤں تہس نہس کر دیئے گئے۔ کیا قرآن مجید نے ان کی امداد کرنے سے منع کیا تھا؟ کیا وہ مظلوم نہ تھے؟ اگر قرآن نے حکم دیا تھا تو ان کی مدد کیوں نہ کی گئی یا آپ کسی اور کے حکم کے غلام تھے؟

33- اگر آپ یہ کہیں کہ خالص اہلحدیثوں کی تحریک نہ تھی اس لیے ساتھ نہیں دیا تو پھر بتایئے کیا کشمیر میں خالص اہلحدیثوں کی تحریک ہے یا افغانستان میں خالص اہلحدیثوں کی تحریک تھی؟

34- اگر کشمیر میں جہاد کا جواز یہ آیت ہے کہ ''اور تم کو کیا ہوا ہے کہ اللہ کی راہ میں ان بے بس مردوں اور بچوں کی خاطر نہیں لڑتے جو دعائیں کرتے ہیں کہ اے پروردگار ہم کو اس شہر سے جس کے رہنے والے ظالم ہیں نکال کر کہیں اور لے جا۔'' (سورۃ النساء) کیا افغانستان اور مالاکنڈ میں جہاد کے لیے اللہ کا یہ حکم منسوخ ہو گیا تھا۔ کیا پاکستان کی غریب اور مظلوم عوام بھی اس ظالم نظام اور اس کے مرہون منت ظالم حکمرانوں سے تنگ آ کر اللہ کے حضور یہی فریاد نہیں کر رہے ان کے لیے جہاد کیوں نہیں کیا جاتا؟

35- اگر آپ یہ جواب دیں کہ مالاکنڈ کے مظلوموں کے لیے اس وجہ سے نہیں لڑے کہ ہمارے پاس طاقت نہیں تھی تو بتایئے کہ اپنے علاقے کے بھائیوں کی امداد کرنا جس کے بس میں نہ ہو تو دوسروں کے علاقے میں جا کر امداد کرنے کی طاقت اس میں کہاں سے آ گئی؟

36- حدیبیہ کے مقام پر ابوجندل رضی اللہ عنہ جب دوران صلح آن پہنچے تو اس وقت انہیں واپس مشرکین کے حوالے کیوں کر دیا گیا؟ کیا ان پر ظلم نہیں ہو رہا تھا؟ کیا اس وقت فرضیت قتال والی آیت نازل نہیں ہوئی تھی؟

37- جابر سلطان کے سامنے خواہ وہ مسلمان ہی کیوں نہ ہو کلمہ حق کہنا افضل جہاد ہے یا نہیں؟

38- اگر جابر حاکم کے سامنے کلمہ حق کہنا افضل جہاد ہے تو ان کے خلاف لڑنا افضل جہاد ہو گا کہ نہیں؟

39- کیا موجودہ حکومت ظالم، جابر، اسلام دشمن، غیروں کی آلہ کار اور آپ کے نزدیک نظام کفر کی علمبردار نہیں ہے؟ کیا ایسی حکومت کے خلاف جہاد افضل جہاد نہیں ہو گا؟

40- اگر نہیں تو کیوں؟ اور اگر ہے تو ان کے خلاف جہاد کے چیمپئن علم جہاد بلند کیوں نہیں

کرتے؟

41- حدیث کے مطابق ظالم اور مظلوم دونوں کی مدد کی جانی چاہئے۔ ہمارے حکمران اور حکومت ظالم ہے یہ شرک جو قرآن کی نظر میں بھاری ظلم ہے کی سرپرستی کرتے ہیں غریب عوام کا خون نچوڑتے ہیں ان ظالموں کی مدد کا اسلام میں کیا طریقہ بتایا گیا ہے؟

42- اگر ظالم کی مدد اس کو ظلم سے روکنا ہے تو جہاد کے چیمپئن اپنے ملک کے ظالموں کو ظلم سے روک کر اس حدیث پر عمل کیوں نہیں کرتے؟

43- پاکستان اسلام کے لیے بنا تھا پاکستان پر اسلام کا حق ہے۔ پاکستان میں اسلام کو نافذ کرنے کے لیے لائحہ عمل آپ کے پاس موجود ہے اور اس سلسلے میں کس قدر پیش رفت ہو چکی ہے؟

44- اگر آپ کہتے ہیں کہ کشمیر پر بھی تو پاکستان کا حق ہے تو پھر بتایئے کہ پاکستان میں جو اسلام کا حق ہے اسلام کو حق دلانا افضل ہو گا یا علاقے پر علاقے کا حق دلوانا افضل ہو گا؟

45- اگر آپ کہیں کہ اسلام کا حق دلانا افضل ہے تو آپ افضل کو چھوڑ کر دوسری طرف کس کے کہنے پر منہ موڑے ہوئے ہیں؟

46- قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ ''اللہ تعالیٰ کو وہ لوگ بہت محبوب ہیں جو اس کے راستے میں اتنے منظم انداز سے صف بستہ ہو کر لڑتے ہیں گویا سیسہ پلائی ہوئی دیوار ہوں۔'' (سورۃ الصف)

اللہ تعالیٰ کی اس ترغیب کے ہوتے ہوئے منتشر انداز میں جہاد کرنا اللہ کو ناراض کرنے کے مترادف نہیں ہے۔ کشمیر میں نہ صرف مختلف مکاتب فکر کی علیحدہ جہادی گروہ ہیں بلکہ مسلک اہلحدیث کی بھی ایک سے زائد جہادی جماعتیں وہاں برسر پیکار ہیں۔

47- سورہ توبہ میں اللہ تعالیٰ نے کفر و اسلام کے معرکے میں کامیابی کے لیے طاقت کا تناسب بیان فرمایا ہے کہ ''پس اگر تم میں ایک سو ثابت قدم رہنے والے ہوں تو وہ دو

سوں پر غالب رہیں گے اور اگر ایک ہزار ہوں گے تو اللہ کے حکم سے دو ہزار پر غالب رہیں گے۔" کیا کشمیر میں قتال کرنے والے گروہ انڈیا کی طاقت کے مقابلے میں آدھی طاقت حاصل کر چکے ہیں؟ کشمیر میں اس وقت چھ لاکھ سے زائد جدید ترین اسلحہ سے لیس منظم انڈین آرمی موجود ہے جبکہ مجاہدین کے پاس نہ تو جدید ترین اسلحہ ہے نہ وہ سب منظم ہیں اور نہ ہی ان کی افرادی قوت قابل ذکر ہے ایسی صورت میں قتال شروع کر دینا خلاف سنت نہیں جبکہ رسول اللہ ﷺ نے مکی دور میں جبکہ دشمن کے مقابلے میں قابل ذکر قوت حاصل نہیں ہوئی تھی یکطرفہ طور پر تمام تر زیادتیوں کے باوجود صبر و برداشت کا مظاہرہ کیا اور اسی طرح غزوہ خندق کے موقع پر جبکہ کفار کی جمعیت دوگنی سے زائد تھی آپ ﷺ نے خندقیں کھودنے کی حکمت عملی اپنائی اور قتال سے بچنے میں کامیاب ہو گئے۔

48- رسول اللہ ﷺ نے تیئیس سال میں دین کو غالب کیا اور اس جہاد کے دوران صرف 259 صحابہ رضی اللہ عنہم شہید ہوئے اور 759 کفار ہلاک ہوئے جبکہ کشمیر و افغانستان میں ہزاروں مسلمان مارے گئے ہیں لیکن اس کے باوجود دین کے غلبے کے کوئی امکانات بھی نظر نہیں آ رہے کیا یہ حقیقت اس بات کا مظہر نہیں کہ یہ دونوں جہاد سنت نبوی ﷺ کے مطابق نہیں تھے؟

49- کیا ایسی اسلامی ریاست سے بغیر جہاں اسلام نافذ و قائم ہو شریعت قتال کی اجازت دیتی ہے؟ اگر دیتی ہے تو رسول اللہ ﷺ کی زندگی سے کوئی مثال دیں اور اگر نہیں دیتی تو آپ نے قتال کیوں شروع کیا ہے؟

50- کشمیر میں جہاد کے لیے جو طریقے کار اپنایا گیا ہے اسے گوریلا کارروائیوں کا نام دیا جاتا ہے مجاہدین رات کی تاریکی میں کسی فوجی چھاؤنی پر یا آرمی کے کسی قافلے پر فوجی ٹھکانے پر حملہ کرتے ہیں اسے نقصان پہنچاتے ہیں اور پھر محفوظ مقام پر چھپ جاتے ہیں۔ ردعمل کے طور پر انڈین آرمی ان علاقوں کا محاصرہ کرتی ہے جس کے نتیجے میں نہتے نوجوانوں کی گرفتاریاں ہوتی ہیں اجتماعی آبروریزی کے اور مکانات کی توڑ پھوڑ اور جلانے وغیرہ کے واقعات پیش آتے ہیں۔ جس وقت انڈین آرمی بے گناہ

کشمیریوں کو ظلم کا نشانہ بنا رہی ہوتی ہے اس وقت یہ بہادر اور جیالے مجاہدین چھپے ہوتے ہیں۔ کیا نبی اکرم ﷺ کی زندگی سے کوئی ایسی گوریلا کارروائی ثابت ہے جب کارروائی کرنے کے بعد مظلوم مسلمانوں کو ظالم کافروں کے نرغے میں چھوڑ دیا گیا ہو کہ جس طرح چاہیں ان پر ظلم کریں؟

قارئین کرام یہ پچاس سوال خون ان سرگرمیوں کی حقیقت کو واضح کر رہے ہیں جو جہاد کے نام سے جاری ہیں۔ یہ سرگرمیاں کتاب و سنت سے متصادم ہیں اور کلی طور پر اسوہ حسنہ کے خلاف ہیں آپ از خود ان سوالات کے جوابات قرآن و حدیث کے مطالعے سے حاصل کریں یا کسی مستند عالم دین کی خدمات حاصل کریں اور پھر قرآن و حدیث کی رہنمائی میں جہاد کے نام سے جاری ان سرگرمیوں سے متعلق فیصلہ کیجئے کہ کیا واقعی یہ جہاد نبوی منہج کے مطابق ہے اور کیا واقعی یہ وہی جہاد ہے جس کی ترغیب قرآن و حدیث میں دلائی گئی یا یہ جہاد کے نام پر بدترین دھوکہ ہے ایک خونی کھیل ہے جو قابل مذمت ہے اور جس میں شمولیت ظلم اور غیر شرعی کام میں شمولیت کے مترادف ہے۔

قرآن و سنت کی روشنی میں ان سوالات کے جوابات اگر جہادی گروہوں کی پالیسیاں درست ثابت کر رہے ہیں تو ٹھیک و گرنہ سوچیں کہ قرآن و حدیث کے منافی چلنے والوں کی تائید کرنے کا انجام کیا ہو گا؟

ماہنامہ صراط مستقیم کے جہاد فی سبیل نمبر کا دوسرا حصہ جو اکتوبر 1996ء کو منظر عام پر آیا تھا میں جہادی سوالنامہ شائع کیا گیا تھا۔ جس میں جہادی گروہوں سے قرآن و حدیث کی روشنی میں پچاس سوالات کے جوابات مانگے گئے تھے۔ پانچ ماہ سے زائد عرصہ گزرنے کے باوجود تا حال ہمیں کسی بھی جہادی گروہ کی جانب سے ان سوالات کے جوابات موصول نہیں ہوئے ہیں۔ صراط مستقیم کی اطلاعات کے مطابق جب عوام اہلحدیث وہ سوالات جہادی گروہوں کے سامنے رکھتے ہیں تو یا تو وہ انہیں گول کر جاتے ہیں یا ایک دو سوالات کے جوابات دینے کی کوشش کرتے ہیں وہ بھی اطمینان بخش نہیں ہوتے اور اگر کوئی زیادہ سوالات کی تکرار کرتا ہے تو ان کے پاس آخری جواب یہ ہوتا ہے کہ اگر ہمارا جہاد غیر شرعی ہے قرآن و سنت کے خلاف ہے تو اس جہاد میں ہمارے لیے اللہ کی مدد کیوں اتر رہی ہے اور

جب ان سے کہا جائے کہ یہ مدد یہ قصے کہانیاں تو بریلوی اور دیوبندی کے جہادی گروہ بھی سناتے ہیں تو کیا شرک کرنے والوں کے لیے بھی اللہ کی مدد اترتی ہے تو کہتے ہیں کہ وہ تو جھوٹ بولتے ہیں ان کے ساتھ کوئی اللہ کی مدد نہیں اترتی اللہ کی مدد تو صرف مواحدین کے لیے ہوتی ہے پھر کہنے والا کہتا ہے کہ وہ جھوٹ بول رہے ہیں تو آپ کی بات کیسے سچ مانی جائے جبکہ آپ کے جھوٹ تو ریکارڈ پر موجود ہیں قاری عبدالحفیظ فیصل آبادی صاحب کے صاحبزادے کے بارے میں آپ نے لکھا کہ وہ کمیونسٹ کی گولی لگ کر شہید ہوا جو کہ سراسر جھوٹ تھا۔ جن کی ایک وجہ شہرت ہی جھوٹ بولنا ہو ان کی جانب سے مدد کے دعوؤں پر کیسے یقین کیا جائے۔

ایک تاریخی جائزہ اور عبرت انگیز مرقع

پاکستان

اور

کانگریسی علما کا کردار

مولانا ضیاء الحامدی نقشبندی مجددی

مکتبہ الرضا اندرون بھاٹی گیٹ لاہور

جماعت الدعوۃ لشکر طیبہ کی دہشت گردی

وہابی مولوی عبدالحفیظ کے لڑکے کا قتل

قارئین کرام! جیسا کہ ہم نے عرض کیا کہ لشکر طیبہ کا منصوبہ صرف وہابیت کا فروغ اور ملک میں دہشت گردی ہے اور وہ پورا پورا اس پر کاربند ہیں۔ جس کے بعض شواہد اور دلائل ہم درج کر چکے ہیں۔

حال ہی میں ایک وہابی مولوی عبدالحفیظ فیصل آبادی کے لڑکے کا قتل ہوا ہے۔ حقیقت حال یہ ہے کہ مولوی عبدالحفیظ فیصل آبادی کے لڑکے کو ان الدعوۃ لشکر طیبہ والوں نے خود ہی قتل کیا۔ پھر اس کی کشمیر میں شہادت کی جھوٹی کہانی کو رسالہ الدعوۃ میں شائع کر دیا مولوی عبدالحفیظ کو باوثوق ذرائع سے حقیقت حال کا علم ہوا تو وہ اس پر سراپا احتجاج بن گیا۔ فقیر راقم الحروف کے پاس اس کے خطاب کی دو کیسیٹیں موجود ہیں جن میں ایک کیسٹ کا عنوان ہی الجہاد والفساد ہے۔ جس میں الدعوۃ والوں کے فراڈ اور دھوکہ دہی کی خوب نشاندہی کی گئی ہے۔ دوسری کیسٹ فتح مکہ کے عنوان پر ہے اس میں جزوی طور پر ان کا رد کیا ہے۔ واضح طور پر دنیا کا سب سے بڑا کافر خبیث الدعوۃ والوں بالخصوص ان کے بانی پروفیسر حافظ سعید کو قرار دیا ہے اور ان کے ذلیل ہونے کی دعا کی ہے۔ سامعین نے اس دعا پر آمین کہا۔ تیسری کیسٹ دعا کی اہمیت کے عنوان سے ہے، اس میں بوقت دعا الدعوۃ کے بانی پروفیسر حافظ سعید کو کافر خبیث، کنجر، ڈوم، مراثی وغیرہ کہا۔ یہ تینوں کیسٹیں فقیر کے پاس موجود و محفوظ ہیں۔ اگر کسی سُنی کو ان کی ضرورت پڑے تو وہ دارالعلوم غوثیہ رضویہ مظہر اسلام سمندری سے

حاصل کر سکتا ہے۔اس کے علاوہ قاری عبدالحفیظ وہابی کے دو خطوط اس کے متعلق بھی فقیر کے پاس موجود ہیں اور وہابیہ کے رسالہ صراط مستقیم کراچی میں اس کا انٹرویو بھی شائع ہوا۔ وہ سب کی نقل ہم درج کررہے ہیں تاکہ عوام الناس حقیقت حال کو جان سکیں۔

نام نہاد ''الدعوۃ والارشاد'' کے

''مرکز طیبہ'' کی دہشت گردی کے خلاف اہلحدیث عالم کا احتجاج

(ماہنامہ ''صراط مستقیم'' سے قاری عبدالحفیظ کے انٹرویو کا اقتباس)

سوال: (قاری عبدالحفیظ صاحب): آپ عوامی اجتماعات میں سخت اور نامناسب الفاظ میں ضیاء الحفیظ شہید کے قتل کا ذمہ دار مرکز الدعوۃ اور اس کی قیادت کو ٹھہراتے رہے ہیں۔آپ کے پاس کیا ثبوت ہے؟

جواب: میں پوری ذمہ داری اور اعتماد کے ساتھ اس سوال کا جواب دے رہا ہوں۔آپ اگر شائع کردیں گے تو میں سمجھوں گا آپ میرے دکھ میں شریک ہیں اور میں آپ کے اس دعوے پر یقین بھی کروں گا کہ آپ اہلحدیث جماعت کے خلاف ہونے والی ہر سازش کو بے نقاب کریں گے۔

سوال: قاری صاحب آپ جواب دیں ہماری کوشش ہوگی کہ ہم من وعن شائع کریں۔

جواب: اصل واقعہ یہ ہے کہ 25 اگست کو ان لوگوں نے میرے بیٹے ضیاء الحفیظ کو قتل کیا۔جس کو ان لوگوں نے اپنا معسکر بنایا ہے اور جہاں یہ لوگ رہ رہے ہیں۔وہاں کسی مخالف سے دوبدو جھڑپ کا کوئی خدشہ نہیں۔دھوکہ ہے دھوکہ عوام کی آنکھوں میں دھول جھونکی جارہی ہے۔کاروباری مقاصد کے لیے کی جانے والی جدوجہد کو جہاد کا نام دیا جارہا ہے۔ناول نگاری اور افسانہ نگاری کی طرز پر جھوٹی ٹیبل اسٹوریاں اپنے رسالے میں شائع کرتے ہیں۔قطعاً کوئی دشمن کی گولی لگ کر شہید نہیں ہوتا یہ دھوکہ دیتے ہیں۔عطاء اللہ نامی لڑکے کو دریا میں اٹھا کر لے گئے اور اسے بیچ منجدھار میں لے جاکر چھوڑ دیا اور لکھ دیا کہ تقریباً شہید ہوا۔مولانا عبدالرشید راشد کے بچے عبدالرؤف جانباز کو اس طرح مارا کہ وہ

کتاب پڑھتے ہوئے جارہا تھا۔ان کی اپنی ایک چھوٹی سی توپ ہے۔اس میں سے چھوٹا سا گولا نکلتا ہے۔اس کے لگتے ہی وہ دریا میں گر جاتا ہے۔اس طرح مولانا عبدالرفیق سلفی کے بچے اور دیگر بچوں کو یہ مارتے رہے ہیں۔

سوال: اگر آپ کی بات صحیح بھی مان لیں تو ان بچوں کے قتل سے ان کو کیا فائدہ پہنچ رہا ہے؟

جواب: یہ وسائل، گاڑیاں، ایئرکنڈیشن دفاتر، دولت یہ سب انہی شہداء کے قتل کی قیمت ہی تو ہے، جو انہوں نے عربوں اور پاکستان کے سادہ لوح ''اہلحدیثوں'' سے وصول کی ہے۔یہی فائدہ ہے بچوں کے قتل کا۔مسقط، بحرین، کویت اور دیگر بیرون ممالک ان کے بنک بیلنس موجود ہیں۔حقیقت یہ تھی کہ احمد مسعود نامی انہی کے ایک لڑکے کی فائرنگ سے میرا بچہ شہید ہوا۔اس نے دو فائر کئے آپ بھی سمجھتے ہیں کہ اگر ایک فائر ہو تو اسے قتل خطا کہا جاتا ہے۔لیکن دو فائر سے قتل خطا والی بات نہیں رہتی۔

سوال: آپ کو کس ذریعے سے پتہ لگا کہ آپ کا بیٹا احمد مسعود نامی لڑکے کی فائرنگ سے ہلاک ہوا ہے؟

جواب: ''الدعوۃ'' کے ہی کچھ افرادان کے بڑے لیڈروں کے کرتوت دیکھ کر ان سے علیحدہ ہوگئے تھے۔ان میں معسکر طیبہ کے امیر یاسین اثری اور معسکر اقصیٰ کے امیر محمد اشتیاق اور ایک دو اور افراد شامل تھے۔انہوں نے مجھے حقیقت حال سے آگاہ کیا۔یہ لوگ وہیں ہوتے تھے جہاں میرا بیٹا شہید ہوا ہے۔یہ ساری صورتحال سے واقف تھے، لیکن جب مجھے حقیقت حال کا علم ہوا تو میرے دل کو شدید دھچکا لگا۔میں نے پروفیسر سعید صاحب سے پوچھا کہ یہ کیا ہے؟ کہنے لگے: قاری صاحب وہ بچہ بڑا نیک ہے۔جس کے ہاتھ سے سہواً فائر ہوگیا۔جو ضیاء الحفیظ کو لگ گیا۔وہ کہتا ہے مجھے نہیں پتہ کس طرح مجھ سے فائر ہوگیا۔

سوال: حافظ سعید صاحب نے آپ کے سامنے اس بات کا اعتراف کیا کہ ضیاء الحفیظ کمیونسٹ کی گولی سے نہیں مرکز الدعوۃ ہی کے کسی لڑکے کے فائر سے شہید ہوا جو غلطی سے چل گیا؟

جواب: ہاں بالکل پروفیسر سعید (صاحب) نے اس بات کا اقرار کیا اور جس

لڑکے سے گولی لگی اس کا نام بتایا۔ براہ مہربانی آپ اس طرح لکھیں جس طرح میں کہہ رہا ہوں، میں پوری ذمہ داری سے بات کہہ رہا ہوں، اگر قوم کا ایک بچہ بھی ظلم و بربریت سے بچ جاتا ہے۔ تو آپ کا بہت بڑا احسان ہوگا۔

سوال: کیا ابتداء میں مرکز الدعوۃ والوں کو بھی واقعہ کا صحیح علم نہ تھا، جس کی وجہ سے انہوں نے مجلّہ الدعوۃ میں حقیقت کے برعکس رپورٹ شائع کی؟

جواب: پتہ کیوں نہیں تھا، جناب سب پتہ تھا۔ مجلّہ الدعوۃ میں جان بوجھ کر جھوٹی رپورٹ مہارت سے بنا کر چھاپی گئی۔ یہ مجلّہ الدعوۃ والوں کی عادت ہے، وہ عوام کو کیش کرانے کے لیے جھوٹے اور من گھڑت شہادتوں کے واقعات بالکل افسانوی انداز میں لکھ کر چھاپتا ہے۔ یہاں آپ مجلّہ الدعوۃ میں چھپنے والی رپورٹوں کی صحت کا اندازہ کر سکتے ہیں۔ جب وہ ایک عالم دین کے بیٹے سے متعلق جھوٹی اور من گھڑت رپورٹ شائع کر سکتے ہیں تو عام اہلحدیث خاندان کیا حیثیت رکھتے ہوں۔

سوال: اس بات میں کہاں تک صداقت ہے کہ مرکز الدعوۃ نے آپ کو بطور دیت کچھ رقم ادا کردی ہے؟

جواب: یہ جھوٹ ہے، انتہا کردی ہے چالبازی کی۔ انہوں نے چالیس ہزار کا ڈرافٹ چھپوا کر ہزاروں کی تعداد میں پنجاب اور کراچی میں بھی تقسیم کیے ہیں۔ مجھے بتائیں ایسا دنیا میں کونسا بنک ہے جو پیسے مجھے دے دے اور چیک ان کے حوالے کردے۔ کتنا بڑا مذاق ہے اس شخص کے ساتھ جس کا کلیجہ چھیدا گیا ہے۔ ضیاء الحفیظ کی والدہ اس غم میں پاگل ہوگئی ہے۔

سوال: الدعوۃ والوں کی شرعی عدالت میں بھی مسئلے کو اٹھایا گیا؟

جواب: ایسی شرعی عدالت جس کے جج مفتی عبدالرحمٰن صاحب تھے۔ جو ان کے اپنے آدمی تھے۔ جن کو میں قتل میں ملوث کہتا ہوں۔ ان کا کھا کر ان کا پی کر ان سے تنخواہ لے کر ان کے اسی کمروں میں بیٹھ کر فیصلہ کریں۔ ہم مقتولوں کا کہاں کا انصاف ہے؟ مفتی عبدالرحمٰن (صاحب) نے راولپنڈی میں یہ جھوٹ بولا کہ میں نے قاری عبدالحفیظ کو (پانچ لاکھ یا غالباً دس لاکھ کہا تھا) دس لاکھ روپے دیئے ہیں۔ اسی طرح مرکز الدعوۃ کے ہی آدمی عبدالغفار اعوان (صاحب) نے میرے داماد کو کہا کہ اگر ہم نے اسے مارا ہے تو اس کی

قیمت بھی ادا کر دی ہے۔

سوال: شرعی اصطلاح میں لفظ جہاد کن معنوں میں استعمال ہوتا ہے؟

جواب: جدوجہد کے معنوں میں کوشش کے معنی میں ہاتھ سے تلوار سے زبان سے قلم سے کی جانے والی ہر وہ کوشش جس کا مقصد اللہ کے دین کی سربلندی ہو جہاد ہے۔ جہاد کے مفہوم کو ایک خالص مقصد کے تحت محدود کیا جا رہا ہے۔ وہ خالص مقصد دولت اکٹھی کرنا ہے۔ مرکز الدعوۃ اور اس کے لیڈر خود اچھی طرح سمجھتے ہیں کہ وہ کچھ یہ کر رہے ہیں جہاد وہاد نہیں ہے بلکہ یہ ان کا کاروبار ہے۔ اگر یہ جہاد کشمیر کو واقعی جہاد سمجھتے ہیں تو ان میں سے کسی کا بچہ وہاں شہید ہوا ہوتا، کوئی زخمی ہوا ہوتا لیکن اپنے بچوں کو بچا کر رکھتے ہی۔ دوسروں کے بچوں کو مرواتے ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ خود اس کام میں مخلص نہیں ہیں عوام اہلحدیث بڑی سادہ لوح ہے۔ انہوں نے گہرائی میں جا کر نہیں دیکھا کہ کیا ہو رہا ہے۔ کوئی لمبی داڑھی رکھ لے اور شلوار ٹخنوں سے اوپر کر لے بس اس پر اعتماد کر لیں گے۔ باقی خواہ وہ لڑکیاں بیچتا رہے یا پوری جماعت کو بیچ کر کھا جائے اس کو کچھ نہیں کہیں گے۔

سوال: قرآن ہمیں کسی کی مخالفت میں حد سے آگے نکلنے سے منع کرتا ہے۔ آپ عوامی اجتماعات میں ان کے خلاف بڑی سخت زبان استعمال کرتے ہیں، ایسا کیوں کرتے ہیں؟

جواب: میرے ساتھ ظلم ہوا ہے۔ میرا حق ہے کہ جن لوگوں نے مجھ پر ظلم کیا ہے۔ ان کے خلاف آواز بلند کروں یہ میرا وہ حق ہے جو مجھے قرآن نے دیا ہے۔ (ترجمہ) اللہ اس بات کو پسند نہیں کرتا کہ کوئی کسی کو اعلانیہ برا کہے، مگر وہ مظلوم ہوا۔ اگر میں عوامی اجتماعات میں اعلانیہ مخالفت کرتا ہوں۔ تو میرا یہ عمل قرآن کے عین مطابق ہے...... ان لوگوں نے اپنی شلواریں پنڈلیوں تک لوگوں کو دکھانے کے لیے کی ہیں ان کے نزدیک بس سارا تقویٰ اس میں ہے۔ (ماہنامہ صراط مستقیم کراچی، ماہ اکتوبر 1994ء)

وہاں مولوی عبدالحفیظ کے دو عدد خطوط الدعوۃ کی نقاب کشائی

1- وہابی عالم قاری عبدالحفیظ ملک مجتبیٰ حسن کے نام اپنے ایک خط میں الدعوۃ والوں کی نقاب کشائی کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:

''میرا بیٹا عبدالحفیظ ظلماً شہید کر دیا گیا ہے۔ اسلام کے نام پر میرا بچہ نکلا مگر سفاک درندہ پروفیسر سعید مرکز الدعوۃ کے امیر نے ذبح کر دیا اور قتل کر دیا گیا۔ مجھے انصاف دلاؤ میں مظلوم ہوں۔''

2- اپنے دوسرے خط میں یہی وہابی مولوی لشکر الدعوۃ والوں کے مکر وفریب سے آگاہ کرتے ہوئے کسی اپنے شاہ صاحب کے نام خط میں لکھتے ہیں کہ:

''مکر وفریب دجل کی پٹی سعید (پروفیسر) کے چہرہ سے اُتر چکی ہے۔ سیاہ چہرہ مکروہ خدوخال راہ عام سے عوام کے سامنے آ رہی ہے کذاب تربیتی ابوجہل سے بدتر پروفیسر سعید ہر جگہ جھوٹ بولتا ہے۔'' (ملخصاً)

ان خطوط کی فوٹو کاپی فقیر کے پاس موجود ہے۔

اس کے علاوہ ایک پمفلٹ شائع ہوا، قاری عبدالحفیظ کی فریاد اس میں وہابی قاری عبدالحفیظ کے خطبہ جمعہ 8 اپریل 1994ء بمقام جامع مسجد ابوبکر اہل حدیث شیخوپورہ روڈ گوجرانوالہ کے حوالہ سے لکھا ہے کہ موصوف نے اپنے مذکورہ خطبہ میں کہا کہ:

''جب تک میری جماعت کے ہاتھوں قاتل نہیں آ جاتا میری جماعت اس دجال پروفیسر سعید کی کوئی بات سننے کے لیے تیار نہیں...... سب مل کر قرارداد پیش کرو۔ جب تک ہمارے قاتل پیش نہیں کئے جاتے اس وقت تک اس کافر بے ایمان پروفیسر سعید اور اس کے ساتھیوں پر لعنت پڑتی رہے گی...... میں ثابت کرتا ہوں کہ اس ظالم (پروفیسر سعید) نے جماعت کے بزرگ مولانا رفیق سلفی گوجرانوالہ کے بیٹے مولانا عبدالرشید گوجرانوالہ کے بیٹے سمیت اور دیگر علماء کے بیٹے ذبح کئے ہیں...... جتنی گولیاں برسائی ہیں ان ظالموں جعل سازوں نے خود (ان پر) برسائی ہیں...... پروفیسر سعید سُن لو ظفر اقبال امیر حمزہ بے ایمان کافر دجال تم سارے سُن لو۔ جب تک ہمارا انتقام پورا نہیں ہو جاتا تم سب تڑپتے رہو گے کتے کی موت مرو گے۔''

مزید کہا: کہ الدعوۃ والے اپنے رسالے میں خود ساختہ کہانیاں چھاپتے ہیں، اس پمفلٹ کے نیچے لکھا ہے۔ (منجانب: ضیاء الحفیظ ایکشن کمیٹی پنجاب)

کھڑے راہزن بشکل راہبر

سلفیہ اہل حدیث رائزنگ پاکستان

اس عنوان سے سلفیہ اہل حدیث رائزنگ پاکستان کی جانب سے اشفاق گوندل کی تحریر بشکل پمفلٹ شائع ہوئی ہے۔ اس میں سے بعض اقتباسات ہم نقل کر رہے ہیں غور فرمائیے۔ اس کو وہابی رسالہ صراط مستقیم نے بھی شائع کیا ہے مرکز الدعوۃ والارشاد کے نام سے اہلحدیثوں میں ایک تحریک اُٹھی ہے۔ جو کہ بظاہر بہت نیک صالح مجاہد اور توحید پرست لوگوں پر مشتمل ہے۔ میں خود بھی اس تحریک سے بڑا متاثر ہوا ہوں لیکن ہماری بدقسمتی کہ ہاتھی کے دانت کھانے کے اور دکھانے کے اور نکلے۔ اس تحریک کے پیچھے میں نے اسلام دشمن بڑے بڑے ہاتھوں کو دیکھا۔ کسی بھی اسلامی تحریک کے راستے میں روڑے اٹکانے یا ناجائز تنقید کرنے کو میں جرم عظیم سمجھتا ہوں لیکن میں جب اس تحریک میں صالح مخلص راسخ العقیدہ لیکن تمام حالات سے بے خبر نوجوانوں کو اپنی زندگیاں ضائع کرتے دیکھتا ہوں۔ تو میرا دل بھر آتا ہے اور میرا فرض ہو جاتا ہے کہ میں شوق شہادت کے ان متوالوں کو اپنے مفادات کی بھینٹ چڑھانے سے بشکل راہبر راہزنوں کی تصویر کا دوسرا رخ اور دشمن کے خطرناک عزائم سے آگاہ کروں، شہادت بلاشبہ ایک اعزاز ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو نصیب فرمائے، لیکن مومن کی قیمتی جان کو بلاوجہ ضائع ہوتے دیکھ کر انہیں ان لوگوں سے بچانا ہماری ذمہ داری ہے۔ جمہوریت کے یہ دشمن جانتے ہیں کہ کشمیر کا فیصلہ واشنگٹن میں بیٹھ کر بے نظیر کلنٹن بطروس غالی نے کرنا ہے، انہیں یہ معلوم ہے کہ آپس میں نااتفاقی اور آپس کی گہری دشمنی کی وجہ سے یہاں اسلام کا نفاذ ناممکن ہے۔ جمہوریت کی بحالی کشمیر کا مقدمہ ہے تو پھر قوم کے معصوم مخلص اور نیک لوگوں کو بھڑکا کر قتل کروانے کے پیچھے کون سے عوامل ہیں......

کروڑوں روپے کی جائیدادیں کہاں سے بنیں۔ شیخ عبدالعزیز کن ہاتھوں میں کھیل کر الدعوۃ والوں کو استعمال کر رہا ہے ان لمبی لمبی داڑھیوں بڑے اور بکھرے ہوئے گرد آلود بالوں اور ننگی پنڈلیوں کے تقویٰ کے پیچھے چھپا کیا ہے۔ قارئین! خدا کے لیے اس مضمون کو تعصب سے بالاتر ہو کر پڑھیں اور سوچیں یہ کہ لوگ ہمیں کہاں دھکیلنا چاہتے ہیں...... جب ان (الدعوۃ والوں) کا پول کھلا کہ جہاد تو مقبوضہ وادی میں گوریلہ کارروائیوں کے ذریعے ہو رہا ہے۔ یہاں نہ تو محاذ جنگ ہیں اور نہ فتوحات کا سلسلہ تو بریلویوں کی ایک تنظیم البرق کے ذریعے پہنچائے گئے اور البرق والوں کو کہا گیا کہ ہمیں ان کی شہادت کی خبر جلد از جلد ملنی چاہئے تاکہ ہم مجلّہ الدعوۃ میں چھاپ کر لوگوں کو بتائیں کہ ہم کشمیر کے اندر بھی جہاد کر رہے ہیں...... پاکستان میں آ کر مجلّہ الدعوۃ دیکھا۔ تو اس میں ان کی کارروائیوں کی وہ سٹوریاں رقم تھیں جن کا حقیقت کے ساتھ دور کا بھی تعلق نہ تھا۔ دوسرا جھوٹ: ایک طرف جہاں انہوں (الدعوۃ والوں) نے اپنے آپ کو جہاد کا سب سے بڑا ٹھیکیدار کہہ کر جھوٹا پراپیگنڈا کیا۔ وہاں دوسری طرف اپنے آپ کو مجاہدین کا پشتیبان کہہ کر ان کے نام پر چندہ جمع کرنے کی مہم کو بھی ہاتھ سے نہ جانے دیا۔ مثلاً مجلّہ الدعوۃ فروری 1990ء کو ٹائیٹل پر اشتہار دیا کہ مقبوضہ وادی سے 50 ہزار مہاجرین ہجرت کر کے مظفر آباد پہنچ گئے اور ان کے لیے مرکز الدعوۃ والارشاد نے ایک مرکز قائم کیا ہے۔ جہاں ان کی دیکھ بھال جاری ہے اس لیے اپنے لوگوں کے لیے دل کھول کر ہمیں عطیات دیجئے، حالانکہ فروری 1990ء میں چار پانچ سو مہاجرین بھی نہ پہنچے تھے اور نہ ہی آج تک دعوہ والوں نے ان کے لیے کوئی مرکز قائم کیا ہے۔ صرف چندہ جمع کرنے کے لیے جھوٹ پر جھوٹ بول رہے تھے۔ ستمبر 1990ء کے شمارہ میں امیر حمزہ صاحب لکھتے ہیں: ''ایک ہزار مہاجرین کا قافلہ مزید آزاد کشمیر پہنچ گیا ہے۔ اور یوں مکمل تعداد 1500 ہو گئی ہے۔'' اب سے سات ماہ قبل پچاس ہزار تھی اور اب ایک ہزار کے آنے کے بعد بھی صرف 1500 ہے۔ (الامان الحذر)

جھوٹ ہی جھوٹ

مجلّہ الدعوۃ میں غازیوں اور شہیدوں کی جھوٹی کہانیاں اس قدر مبالغہ آرائی کے ساتھ

لکھی جاتی ہیں کہ کشمیری مجاہدین یا کشمیر کے حالات جاننے والے لوگ یہ پڑھ کر ہنسی سے لوٹ پوٹ ہو جاتے ہیں کہ ان مجاہدین کی رہنمائی کبھی بلی کر رہی ہے کبھی ریچھ تو کبھی سانپ پہرہ دے رہا ہوتا ہے، کبھی ریچھ کے پاخانے پر نمازیں ادا کی جا رہی ہیں اور کبھی تمام کپڑے گولیوں سے چھلنی ہو جاتے ہیں، کپڑوں میں سوراخ ہو جاتے ہیں اور جسم پر خراش تک نہیں آتی۔ کبھی ایک مکے سے بیسیوں بھارتی فوجیوں کو ٹھنڈا کر دیا جاتا ہے اور کبھی ان کے خنجر، ٹینکوں اور بکتر بند گاڑیوں کے رخ بدل دیتے ہیں، کبھی ان کا نام سنتے ہی دشمن کانپ کر بھاگ اٹھتے ہیں، کبھی ریچھ ان کی میزبانی کر رہا ہے اور کبھی بندر، کبھی ہزاروں فٹ بلند پہاڑوں سے گرتے ہیں کپڑے تار تار ہو جاتے ہیں خود بھی خوف سے بے ہوش ہو جاتے ہیں لیکن جسم پر خراش تک نہیں آتی اور کئی ایک شہیدوں کے تو معرکے پڑھ کر ہم تھک جاتے ہیں اور چند دن کے بعد ان سے ملاقات ہو جاتی ہے۔ جب وہ زندہ واپس لوٹ آتے ہیں، حقیقت یہ ہے کہ جھوٹ کے پاؤں نہیں ہوتے۔ آخر اہل حدیث عوام کو کب تک دھوکے میں رکھیں گے۔ (ماہنامہ صراط مستقیم کراچی، مئی 1996ء، 22 تا 25)

دعوت غور و فکر

قارئین کرام! ہم نے تفصیلاً خود وہابی علماء سے ان کی جماعت الدعوۃ کی دہشت گردی، دھوکہ دہی فراڈ کا ذکر کیا ہے، انصاف سے غور فرمائیے۔

انہیں کے مطلب کی کہہ رہا ہوں
زبان میری ہے بات ان کی

اور ہم یوں بھی کہیں تو بھی مبالغہ نہ ہوگا۔

نہ تم خباثت یوں کرتے نہ ہم فریاد یوں کرتے
نہ کھلتے راز تمہارے نہ یوں رسوائیاں ہوتیں

پروفیسر طالب الرحمٰن پنڈوی

گزشتہ صفحات میں آپ نے خود وہابی علماء کی زبانی وہابی ترجمان جماعت الدعوۃ

والا رشاد طیبہ کی دھوکہ دہی فراڈ کی داستان ملاحظہ فرمالی ہے۔ اس دھوکہ دہی کو مشہور وہابی مناظر پروفیسر طالب الرحمٰن آف راولپنڈی نے بھی بیان کیا ہے۔

وہابی مناظر پروفیسر طالب الرحمٰن نے جماعت الدعوۃ، لشکر طیبہ کے باطل نظریات اور دھوکہ دہی کی نقاب کشائی میں ایک کتاب "بارود" لکھی ہے جسے مرکزی جمعیت اہل حدیث سرکلر روڈ راولپنڈی نے شائع کیا ہے۔ یہ کتاب بھی فقیر کے پاس موجود ہے۔ اختصار مانع ہے وگرنہ اس میں سے بھی اقتباسات نقل کر دیتے۔

الدعوۃ والوں کے شہیدوں کے غائبانہ جنازوں پر وہابی مفتی کا تبصرہ

وہابیہ کے مفتی ثناء اللہ مدنی لکھتے ہیں کہ:

شہید معرکہ کے بارے نماز جنازہ اگرچہ اختلافی مسئلہ ہے لیکن اس بارے میں راجح رائے یہی ہے کہ رسول کریم ﷺ نے شہید معرکہ کی نماز جنازہ نہیں پڑھی، خلافت راشدہ اور بعد کے ادوار میں شہدائے معرکہ کی نماز جنازہ کا رواج نہیں ہوا، کجا یہ ہے کہ غائبانہ جنازہ ہو...... غائبانہ جنازہ آج کل بعض جماعتیں اپنے مخصوص گروہی مقاصد کے لیے کشمیر وغیرہ میں شہید ہونے والوں کی غائبانہ نماز جنازہ کے لیے وہ تمام اشتہاری وسائل اختیار کرتی ہیں جو سیاست دان انتخابی سیاست میں استعمال کرتے ہیں حالانکہ کسی کی موت پر یہ انداز اعلان اس جاہلیت کی مذموم رسوم (موت کا اشتہار دینا) میں شامل ہے۔ جس کی ممانعت احادیث میں صراحتاً آئی ہے، حضرت حذیفہ اس احتیاط کے پیش نظر موت کی اطلاع اقرباء تک کو بھی نہ دیتے تھے کہ کہیں نعی نہ بن جائے۔ کسی کی موت کی خبر کو حد تک اس کے رشتہ داروں اور قریبی احباب کو اطلاع دینے کا جواز تو موجود ہے لیکن اسی طرح کی اشتہار بازی شریعت میں سخت ناپسندیدہ ہے، انہی کی مذکورہ بالا صورت دیکھی جائے، تو ایسے غائبانہ نماز جنازہ کی بھی حوصلہ شکنی ہونی چاہئے...... انسان کی موت برحق ہے اور شہادت ایک اعزاز بھی ہے، تاہم رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کی شہادت پر کبھی خوشی نہیں منائی، بلکہ جعفر طیار کے حادثہ کے بعد ایک عرصہ تک آپ کے چہرے پر غمی کے آثار نمایاں رہے جو لوگ شہداء کی موت پر خوشیاں مناتے ہیں، انہیں غور کرنا چاہئے کہ آج کسی دوسرے کا بھائی بیٹا شہید ہوا تو کل یہی

واقعہ ان کے ساتھ بھی پیش آ سکتا ہے۔ ان کا ایمان نبی (ﷺ) اور ان کے صحابہ کے ایمان سے زیادہ نہیں ہے کیونکہ موت کا صدمہ ایک فطری امر ہے...... مذکورہ بالا نکات کی روشنی میں ہمارا طرز عمل درست سمت نہیں جا رہا اس سے اجتناب کرنا چاہئے۔ (ہفت روزہ الاعتصام لاہور، 24 جنوری 1997ء، ماہنامہ محدث لاہور، جنوری 1997ء)

دیوبندی طالبان اوران کا استدلال

حرف تمنا......ارشاد احمد حقانی

تفصیلات کے مطابق متحدہ شاپ کیپر فیڈریشن چارسدہ کے صدر مثل خان کو بذریعہ ڈاک ایک خط ملا ہے جس میں چارسدہ پریس کلب کے صدر سبز علی خان ترین، جنرل سیکرٹری نصرت حسین طوفان اور دیگر صحافیوں کو دھمکی دی گئی ہے کہ اخبارات میں فحش تصاویر اور خواتین ایڈیشن پر فوراً پابندی لگا دی جائے۔ غفور مارکیٹ میں عورتوں کی فروخت فوراً بند کریں کیونکہ غفور مارکیٹ میں بدفعلی اور زنا عام ہے۔ فوٹو ختم کیا جائے اور نیٹ کیفے والے فوراً اپنا کاروبار بند کر دیں۔ اگر سات دن کے اندر اندر اس خط پر عمل درآمد نہ ہوا تو دکاندار اور صحافی خودکش حملوں کے لیے تیار ہیں۔ خط میں کہا گیا ہے کہ ہم نے بیس خودکش بمباروں کو ٹارگٹ دیا ہے اور ہم ایسے دھماکے کریں گے جو اسٹیشن کرونہ خودکش حملے سے زیادہ خطرناک ہوں گے۔ تنظیم طالبان کی طرف سے جاری کردہ خط میں متحدہ شاپ کیپر فیڈریشن کے صدر کو ہدایت کی گئی ہے کہ غفور مارکیٹ، نیٹ کیفوں اور صحافیوں کو فوراً آگاہ کیا جائے۔

ڈیرہ اسماعیل خان سے میرے ایک قاری جو ایک حساس ادارے کے اہلکار بھی ہیں نے مجھے ایک دو ورقہ ارسال کیا ہے اور ساتھ ہی یہ لکھا:

''طالبان کیا ہیں؟ یہ کب بنائے گئے؟ انہوں نے ماضی میں کیا کیا اور اب یہ کیا کر رہے ہیں؟ یہ آپ سے بہتر کوئی نہیں جانتا۔ میں ایک پمفلٹ آپ کی طرف ارسال کر رہا ہوں جو ڈیرہ اسماعیل خان میں سرعام تقسیم کیا گیا۔ یہ مجھ تک بھی پہنچا اور اس کو پڑھ کر میں نے اپنے آپ سے سوال کیا اور اب وہ سوال میں آپ کے ذریعے پوری پاکستانی قوم سے

کرنا چاہتا ہوں کہ اگر ہمیں جنرل مشرف کی لائی ہوئی روشن خیالی منظور نہیں ہے اور یقیناً نہیں ہے تو کیا جو اسلام یہ لانا چاہ رہے ہیں وہ ہمیں منظور ہوگا؟ امید ہے آپ یہ خط اور پمفلٹ ضرور اور جلد از جلد اپنے کالم میں شائع کریں گے اور براہ مہربانی میرا نام و پتہ شائع مت کیجئے گا کیونکہ میں خود ایک حساس ادارے کا ملازم ہوں۔''

اور اب وہ دو ورقہ ملاحظہ فرمایئے جو انہوں نے مجھے بھیجا ہے۔ اس میں جو استدلال اور جو زبان استعمال کی گئی ہے میں نے اسے جوں کا توں رہنے دیا ہے۔ اس میں کافی باتیں سخت قابل اعتراض ہیں لیکن چونکہ میں چاہتا ہوں کہ اس مکتب فکر کی سوچ ہو بہو پاکستانی قوم تک پہنچے اس لیے میں نے ایک لفظ کے سوا کوئی ردوبدل نہیں کیا۔ ہر شخص اس مراسلے کو پڑھ کر اس کے بارے میں خود رائے قائم کر سکتا ہے۔ ملاحظہ فرمایئے:

السلام علیکم!

امابعد............

جیسا کہ یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ آیات قرآنی اور احادیث نبوی سے یہ بات واضح ہے کہ جہاد بالسیف اسلام کا ایک اہم رکن ہے اور خود تاریخ اسلام اور احادیث کی کتب سے ہمیں درس ملتا ہے کہ جب بھی اسلام پر نازک وقت آیا تو مسلمانوں نے مل کر اسلام بچانے کے لیے جہاد کیا اور ناموس اسلام کی خاطر بارہا دشمنان اسلام اور بالخصوص منافقین سے جہاد کے دوران اپنی جانیں تک نچھاور کر دیں۔ خود حضرت عمر نے تلوار ہی کے ذریعے پورے عرب و عجم میں اسلام کا بول بالا کیا اور کشتی اسلام کو بھنور سے نکالا۔

محترم! آج پھر اسلام کو خطرہ لاحق ہے۔ یہود و نصاریٰ اور دیگر استعماری قوتیں پھر اسلام پر حملہ آور ہیں اور مغربی عقائد و رواج اور رسومات اسلام پر یلغار کر رہی ہیں۔ ہمارا مقابلہ اس وقت فقط یہود و نصاریٰ سے نہیں بلکہ امریکہ کے حواری مثلاً جنرل پرویز مشرف، حسنی مبارک، حسن نصر اللہ یہود و ہنود اور شیعان جیسے امریکی ایجنٹوں سے ہے، ان کو کیفر کردار تک پہنچانا ہمارا مشن شاقہ ہے۔

عزیزو! جب حالات اس طرح ہو جائیں تو پھر ہم سب کا شرعی فریضہ ہے کہ ہم جہاد کے لیے کمربستہ ہو جائیں جو اس کار خیر میں ہمارے ساتھ ہوگا آخرت میں وہ جانثار اسلام

میں ہوگا اور یہ تب ممکن ہے جب ہم میں اپنی جان تک قربان کرنے کا حوصلہ ہو۔ اولاد اللہ تعالیٰ کا بہترین عطیہ ہے اور اللہ کی راہ میں ہم اپنی اولاد کی پرواہ نہ کرتے ہوئے قربانی اپنا شیوہ بنائیں تو ہم سرخرو ہو سکتے ہیں۔ اس کار خیر میں آپ بھی ہمارے شانہ بشانہ چلیں اور اپنے زیر سایہ اس عظیم کام کو سرانجام دیتے ہوئے کم از کم اگر آپ دس بچے بھی اسلام کی راہ میں ہمیں ہدیہ کریں تو ''قطرہ قطرہ دریا شود'' کے مصداق اسلام اس عظیم خطرے سے نکل سکتا ہے۔ ہم جانتے ہیں کہ آپ مسلمان ہیں اور اس سے قبل کہ اس ضمن میں کوئی سختی برتی جائے یا زبردستی کی جائے آپ رضا کارانہ طور پر اس کار خیر میں ہمارا ہاتھ بٹا کر اپنی آخرت سنوار سکتے ہیں کیونکہ یہ میدان عمل میں جہاد کا وقت ہے۔ آپ سے صرف یہ کہنا ہے کہ اگر آپ حقیقی معنوں میں شریعت کا نفاذ چاہتے ہیں تو ہمارا ساتھ دیں اور اپنے اپنے سکولوں سے دس دس بچے جہاد کے لیے عطیہ کریں تا کہ ہم اپنے مراکز میں ان کی دینی اور جہادی تربیت کر کے اسلام کے سچے سپاہی بنائیں۔ آپ کی ذمہ داری یہ ہے کہ اس ضمن میں آپ ہمارے مقرر کردہ افراد سے رابطہ کریں۔ مزید یہ کہ دوران تدریس بچوں کو جہاد کی طرف راغب کریں۔ اس سلسلہ میں جہاد کے حوالے سے جو مواد (کتب، لٹریچر اور سی ڈیز) درکار ہوں تو وہ آپ کو مفت فراہم کی جائیں گی۔

آخر میں ایک التماس ہے کہ ہمارے متعلقہ افراد کی دل کھول کر مالی معاونت کریں کیونکہ مالی تعاون کے بغیر مشن جھنگوی کی ترویج ناممکن ہوگی۔

مہتمم مدرسہ سراج العلوم
جناب قاری خلیل سراج دامت برکاتہٗ

ہمارا منصوبہ حمیدہ

1- پاکستان میں طالبان طرز حکومت کا قیام عمل میں لانا۔
2- امیر المومنین حضرت ملا عمر کا مشن اور افکار جھنگوی شہید کی ترویج کرنا۔
3- اس ملک میں مروج تمام بدعات اور غیر شرعی رسومات کا خاتمہ کرنا اور معاشرے میں مکمل اسلامی نظام کا نفاذ کرنا۔

4- امریکہ اور اس کے حواریوں کے خلاف قرآن وسنت کی رو سے تاحیات جہاد فی سبیل اللہ۔
5- تمام مسلمان خصوصاً نوجوان نسل کو جہاد کی تعلیمات سے روشناس کرانا اور ان کی تربیت کرنا، اسلامی نظریات سے باخبر رکھنا۔

منجانب: طالبان تحریک پاکستان، ملت اسلامیہ پاکستان
زیر سرپرستی: امیر المومنین حضرت ملا عمر دامت جلالہ ودامت برکاتہ فاتح افغانستان
حضرت قاری خلیل سراج مہتمم سراج العلوم ڈیرہ اسماعیل خان
مہر تصدیق
شیخ الحدیث حضرت مولانا علاؤ الدین صاحب
(روزنامہ جنگ لاہور، 26 جون 2007ء)

رائے فقیر محمد بھٹی FCA نے مجھے بتایا کہ ایک ذمہ دار نجدی / دیوبندی عقائد کے حامل بزرگ نے بتایا کہ وہ اپنے مشن پر، جس کا ذکر ارشاد احمد حقانی کے ذریعہ ارسال کردہ خط میں کیا ہے عمل درآمد کرتے رہیں گے، ملک پاکستان رہے یا نہ رہے...... خاکم بدہن!

واضح رہے کہ ملک پاکستان میں اندرونی خلفشار کے ذریعے اس کی جڑیں کھوکھلی کرنے کی ایک منظم سازش کا حصہ ہے، جس کی امداد بیرونی ذرائع جو پاکستان کے دشمن ہیں، وہ بھی کرتے ہیں جس میں بھارت، افغانستان، اسرائیل، امریکہ، برطانیہ اور یورپی ممالک شامل ہیں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ پاکستان کو ہر سازش سے محفوظ رکھے۔ آمین!

طالبان کے کارنامے

ہندوستان کے بادشاہ سکندر لودھی نے ہندوؤں کے کوروکشیترا مندر اور تالاب کو تباہ کرنے کا حکم دیا جس پر ملک العلماء مولانا عبداللہ اجودھی نے فتویٰ دیا کہ یہ کام غیر شرعی ہے۔ بادشاہ نے اپنا فیصلہ بدل دیا اس کے برعکس ملا عمر اور طالبان نے اپنے دور حکومت میں مہاتما بدھ کا مجسمہ جو افغانستان میں محمود غزنوی کے دور سے بہت پہلے کا تھا توڑ کر دنیا بھر کے بدھوں کو اپنے خلاف کر لیا، چین جاپان اور مشرق بعید کے ممالک جو افغانستان کے لیے اقتصادی امداد لیتے ہیں۔

(علماء ان پالیٹکس، ڈاکٹر اشتیاق حسین قریشی، وائس چانسلر، کراچی یونیورسٹی، صفحہ ۲۵)

ڈاکٹر ذاکر نائیک

اس شخص کو لفظ "حور" کے معنی کا بھی علم نہیں کہ یہ لفظ کس لفظ کی جمع ہے اور معنی کے تعین میں بھی ٹھوکر کھا کر جنت کی بابت ایک خود ساختہ تصور پیش کر دیا ہے۔

ملاحظہ ہو......ایک سوال کے جواب میں فرماتے ہیں:

سوال: میرا نام صبا ہے، میرا سوال ہے کہ مسلمان مردوں کو جنت میں حوروں کی رفاقت کی بشارت دی گئی ہے مگر جنتی عورتوں کو کیا ملے گا؟

جواب: قرآن مجید میں متعدد مقامات پر حوروں کا ذکر کیا گیا ہے۔ مثلاً سورۃ الدخان (۵۴:۴۴)، سورۃ الطور (۲۰:۵۲)، سورۃ الرحمٰن (۷۲:۵۵)، سورۃ الواقعہ (۲۲:۵۶)۔

لفظ "حور" کا ترجمہ خصوصاً اردو شارحین نے خوبصورت دوشیزائیں کیا ہے۔ سوال یہ ہے کہ اگر "حور" کا ترجمہ خوبصورت دوشیزہ ہے تو عورتوں کی رفاقت کے لیے کون ہوگا۔ دراصل "حور" احوار کی جمع ہے جو مردوں کے لیے مستعمل ہے جبکہ حوار عورتوں کے لیے مستعمل ہے، جس کا مطلب ہے بڑی سفید خوبصورت آنکھ، اس میں آنکھ کی سفیدی کو خصوصیت کے ساتھ نمایاں کیا گیا ہے۔ اسی طرح "ازواج مطہرین" کا لفظ قرآن مجید میں کئی مقامات پر استعمال ہوا ہے۔ مثلاً سورۃ البقرہ (۲۵:۲)، سورۃ النساء (۵۷:۴) یہاں اس سے مراد ساتھی ہے۔ یعنی جوڑا (مرد عورت)......معروف مفسر اور شارح علامہ محمد اسد نے حور کا ترجمہ Spouse (رفیق حیات) کیا ہے اور عبداللہ یوسف علی نے بھی اپنے انگریزی ترجمے میں حور کا ترجمہ Companion (ساتھی) کیا ہے۔ اس لیے درست ترجمہ "خوبصورت عورتیں" نہیں بلکہ ساتھی یا شریک حیات ہے اور اس کی جنس کی بھی تخصیص نہیں ہے۔ مردوں کو بڑی بڑی آنکھوں والی خوبصورت عورتیں ملیں گی اور عورتوں کو موٹی موٹی آنکھوں والے خوبصورت مرد ملیں گے۔

(مسلمان عورت، ص ۸۷، بیکن بکس، اردو بازار لاہور)

حور کا صحیح معنی ومفہوم

ابن اثیر لکھتے ہیں:

قد تکرر ذکر الحور العین فی الحدیث و ھن نساء اھل الجنة، واحدتھن حوراء و ھی الشدیدة بیاض العین الشدیدیة سوادھا۔ (النھایہ فی غریب الحدیث والاثر، جلد۱، ص۴۵۸)

ترجمہ: حور عین کا لفظ حدیث میں تکرار کے ساتھ آیا ہے۔ حور نساء اہل جنت کو کہا جاتا ہے۔

لفظ "حور" جمع ہے اس کا واحد "حوراء" آتا ہے۔ یہ اس عورت کو کہتے ہیں جس کی آنکھ کی سفیدی خوب سفید اور سیاہی خوب سیاہ ہو۔

قاضی ثناء اللہ پانی پتی قاموس کے حوالے سے لکھتے ہیں:

"حور جمع ہے "حوراء" کی۔"

اس عورت کو کہتے ہیں جس کی آنکھ کی پتلی خوب سیاہ ہو اور سفیدی خوب سفید اور سیاہی خوب سیاہ ہو۔ ایسی آنکھ انسان کی نہیں ہوتی مجازاً اس کا استعمال عورتوں کے لیے ہی کیا جاتا ہے۔ (تفسیر مظہری، مترجم جلد ۱۱، ص ۲۴۲، مطبوعہ سعید کمپنی، کراچی)

ہم یہی کہہ سکتے ہیں:

گرہی ٹی وی وہبی سکالر
کار تماش بیناں تمام خواہد شد

ڈاکٹر اسرار احمد یزید کی وکالت کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

یہ ایک حقیقت ہے کہ اس سے اول قسطنطنیہ پر جہاد کرنے والا لشکر مغفور ہے اور یہ بھی حقیقت ہے کہ اس کا لشکر امیر یزید تھا۔

(ماہنامہ "میثاق" اکتوبر ۱۹۸۲ء/صفر المظفر ۱۴۰۷ھ، جلد نمبر ۳۵، شمارہ نمبر ۱۰، ص ۲۵)

ڈاکٹر صاحب کے اعتقادات

1- یزید امیر المومنین تھا اور امام حسین باغی تھے۔
2- کربلا دو شہزادوں کی جنگ تھی، حق و باطل کا معرکہ نہ تھا۔
3- یزید جنتی ہے اور امام حسین............؟
4- قتل حسین درست اور یزید بے قصور ہے۔
5- یزید مجاہد اسلام تھا۔

اپنے اس مضمون میں ڈاکٹر اسرار احمد نے ان نکات کو ثابت کرنے کے لیے اپنے موقف کو اپنے مخصوص انداز میں پیش کیا ہے۔

اس سکالر کا مفصل جواب ہم اپنی کتاب ''امام حسین اور یزید کے وکیل'' میں تفصیل کے ساتھ دے چکے ہیں جواب تک لاجواب ہے۔

ابوالکلام آزاد اور مرزا قادیانی کا جنازہ

عطاء اللہ شاہ بخاری دیوبندی کے مرید خاص اور ابوالکلام آزاد کے صحافتی جانشین شورش کاشمیری فرماتے ہیں:

''بہر حال مولانا ابوالکلام آزاد مرزا صاحب کے دعوے مسیحت موعود سے تو کوئی سروکار نہ رکھتے تھے لیکن ان کی غیرت اسلامی اور حمیت دینی کے قدر دان ضرور تھے۔ یہی وجہ ہے کہ جن دنوں مولانا امرتسر کے اخبار ''وکیل'' کے ادارت پر مامور تھے اور مرزا صاحب کا انتقال انہیں دنوں ہوا تو مولانا نے مرزا صاحب کی خدمات اسلامی پر ایک شاندار شذرہ لکھا، امرتسر سے لاہور آئے اور یہاں سے مرزا صاحب کے جنازے کے ساتھ بٹالہ تک گئے۔'' (یاران کہن، از عبدالمجید سالک، ص ۱۴۲، مطبوعات ''چٹان'' لاہور)

مرزائے قادیانی کی اسلامی خدمات

دیوبندیوں کے امام الہند نے مرتد قادیانی کا جنازہ پڑھا۔ اس وقت ابوالکلام کے ماننے والے دیوبندی حضرات کو رشدی کہہ دوں تو کوئی حرج تو نہیں۔

(ماخذ قرآن وسنت اور برقع پوش رشدی، مصنف محمد احمد ساقی)

رائے فقیر محمد بھٹی FCA نے بندہ سے بذریعہ ٹیلی فون استفسار کیا کہ ڈاکٹر ذاکر نائیک عذاب قبر کا قائل نہیں ان کو قرآنی آیات اور احادیث مبارکہ کا حوالہ چاہیے چنانچہ بندہ نے ان کو قرآن الکریم سے مندرجہ ذیل پانچ آیات کا حوالہ دیا۔

پارہ	سورۃ	آیت	
۲۹	نوح	۲۵	ڈبوئے گئے پھر آگ میں داخل کئے گئے۔
۲۴	المومن	۴۶	آگ جن پر صبح وشام پیش کی جاتی ہے
۱۰	الانفال	۵۰	اور چکھو آگ کا عذاب
۲۵	جاثیہ	۱۰	ان کے پیچھے جہنم ہے
۲۷	طور	۴۷	بیشک ظالموں کے لیے اس سے پہلے ایک عذاب ہے۔

دو اہم احادیث مبارکہ......

1- آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پیشاب سے پرہیز نہ کرنے والے کے عذاب قبر کی کمی کے لیے دو عدد تازہ شاخیں رکھیں اور فرمایا، جب تک ان شاخوں سے تسبیح ہوتی رہے گی، عذاب قبر میں کمی واقع رہے گی۔
2- قبر جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے یا دوزخ کے گڑھوں سے ایک گڑھا۔ دوزخ کے گڑھے میں عذاب ہی ہوتا ہے۔

(نوٹ): ڈاکٹر ذاکر کی بازار سے CD مل جاتی ہے جس میں ڈاکٹر صاحب نے اپنے عقیدہ کا اظہار کیا ہے۔ اپنا جرم چھپانے کے لیے محدثین پر الزام تراشی کرتا نظر آتا ہے، یہ CD دربار مارکیٹ کی تمام دکانوں سے مل جاتی ہے۔ اور حقیقتاً ڈاکٹر ذاکر نائیک، مصنف: سید خلیق ساجد بخاری دیوبندی۔

خوفناک آوازیں

پشاور (این این آئی) سیکورٹی فورسز اور دیگر شہریوں کو اغوا کے بعد ذبح طالبان کمانڈر شیر محمد قصاب کی قبر سے خوفناک اور عجیب وغریب آوازیں سنائی دی جارہی ہیں۔ جبکہ برصغیر پاک و ہند کے عظیم صوفی بزرگ پیر بابا رحمہ اللہ تعالیٰ کے مزار پر قبضہ کرنے والے طالبان کے علاج کے باوجود فالج کا مرض ٹھیک نہیں ہوسکا۔ شیر محمد قصاب کو چند روز قبل فورسز نے زخمی حالت میں گرفتار کیا تھا جو کہ گزشتہ روز زخموں کی تاب نہ لاتے ہوئے ہلاک ہوا۔ اس نے دوران تحقیقات پچیس سے زائد افراد کو ذبح کر کے شہید کرنے کا اعتراف کیا تھا۔

ذرائع کے مطابق اسے مینگورہ کے مقامی قبرستان میں راتوں رات دفن کیا گیا۔ اس کے دفن کرنے کے بعد ڈیوٹی پر تعینات مقامی افراد نے بتایا ہے کہ رات کے وقت قبرستان میں پراسرار آوازیں سنائی دی جارہی ہیں جبکہ ذرائع نے بتایا ہے کہ پیر بابا کے مزار پر قبضے میں ملوث دس طالبان جنہیں مختلف ہسپتالوں کے آرتھوپیڈک وارڈز، میڈیکل وارڈز میں داخل کیا گیا تاحال ان کی صحت صحیح نہیں ہوسکی۔ ڈاکٹروں کے جواب دینے پر سکیورٹی اداروں نے انہیں ہسپتال سے ڈسچارج کر کے اپنی تحویل میں لیا ہے۔

(روزنامہ ایکسپریس گوجرانوالہ، 5 اکتوبر 2009ء)

شدت پسند گروہ یکجا ہو گئے

ٹارگٹ پنجاب ہے (برطانوی اخبار)

پاکستان میں پشتون خطے کے طالبان، پنجاب سے لشکر جھنگوی، کشمیر سے لشکر طیبہ کے جہادی گروپوں نے اب یکجا ہو کر کارروائیاں شروع کر دی ہیں۔ اس دفعہ شدت پسندوں کا ٹارگٹ پنجاب ہے۔ برطانوی اخبار فنانشل ٹائمز نے اپنے اداریئے میں لکھا ہے اب ان کو روکنا اور شکست دینا پاکستان کے لیے لازمی ہو گیا ہے۔ اب یہ جہادی گروپ بھارت کی بجائے پاکستان کے وجود کے لیے خطرہ بن چکے ہیں۔ مختلف شہروں میں حالیہ دہشت گردی کی لہر نے ثابت کر دیا ہے کہ جہادی گروپ مضبوط ہو رہے ہیں۔ بیت اللہ محسود کی ہلاکت کے بعد اپنی کارروائیوں میں شدت لائے ہیں۔

(روزنامہ جنگ لاہور، 20 اکتوبر 2009ء، ص16، کالم 7-8)

دہشت گردی کے خلاف جنگ......

فریب یا حقیقت؟

امریکہ کے دفاع کو مضبوط تر بنانے کے لیے ستمبر 2000ء میں (یعنی 11 ستمبر 2001ء کے واقعہ سے ایک سال پہلے) وہاں کے اہلِ فکر اور دفاعی دانشوروں نے ایک تفصیلی خاکہ (Blue Print) اور دستاویز تیار کی تھی جس کا نام تھا Project for the New American Century (PNAC) اگرچہ افغانستان اور عراق پر حملہ کرنے کا فیصلہ اور تیاریاں پہلے ہی ہو چکی تھیں لیکن انہیں کسی بہانے کی تلاش تھی تا کہ دنیا کی آنکھوں میں دھول جھونکی جا سکے۔ یہ بہانہ انہیں 11 ستمبر کے واقعہ نے مہیا کر دیا۔ حقیقت یہ ہے کہ ان امریکی عمارات پر حملے کی پیشگی اطلاع کم از کم 11 ممالک نے امریکہ کو پہنچا دی تھی حتیٰ کہ موساد کے دوس سینیئر ماہرین نے خود واشنگٹن جا کر سی آئی اے اور ایف بی آئی کو متنبہ کیا بلکہ انہوں نے کچھ نام بھی بتائے مگر امریکی حکام نے کوئی ایکشن نہیں لیا۔ حالانکہ واشنگٹن پر جہازوں کے ذریعہ حملہ کرنے کی اطلاع 1996ء ہی میں امریکی حکام تک پہنچ چکی تھی اور پھر 1999ء میں US National Intelligence Council نے دوبارہ یہ رپورٹ بہم پہنچائی کہ بارود سے بھرے ہوئے طیارے پینٹاگون، سی آئی اے کے ہیڈ کوارٹر یا وائٹ ہاؤس سے ٹکرا سکتے ہیں۔

کتنی حیرت کی بات ہے کہ جہازوں کے نام نہاد اغوا کنندگان میں سے کم از کم پانچ کی

ٹریننگ امریکہ کی ملٹری تنصیب گاہوں میں ہوئی تھی۔ صرف یہی نہیں بلکہ متعدد سعودی باشندوں کو سی آئی اے نے خود دہشت گردی کی تعلیم دی تھی تا کہ وہ اسامہ بن لادن کے ساتھ مل کر افغانستان میں فساد برپا کروا سکیں۔ (BBC, Nov 6, 2001) ان تمام حقائق کو سمجھ کر امریکہ کی بدنیتی کھل کر نمایاں ہو جاتی ہے۔ شاید یہی وجہ ہے کہ 11 ستمبر کے روز خودکش جہازوں کا یہ حملہ صبح 8 بج کر 20 منٹ پر شروع ہوا اور آخری حملہ 10 بج کر 6 منٹ پر ہوا۔ 9 بج کر 38 منٹ پر Pentagon سے جہاز ٹکرایا یعنی ابتدائی حملے سے ایک گھنٹے اور اٹھارہ منٹ بعد۔

اس تمام عرصے میں معاملہ کی چھان بین کرنے کے لیے ایک بھی امریکی لڑاکا طیارہ فضا میں بلند نہ ہوا جبکہ ایئر فورس کا ہوائی اڈہ صرف دس میل کے فاصلے پر تھا۔ یہ معاملہ غور طلب ہے کہ اتنی دیر وہ کیا کرتے رہے حالانکہ ستمبر 2000ء اور جون 2001ء کے درمیان امریکی لڑاکا طیارے کسی بھی مشتبہ جہاز کو دیکھ کر 67 دفعہ فضا میں بلند ہوئے لیکن ستمبر 2001ء میں انہیں سانپ سونگھ گیا۔ یہ ایک جھلک ہے امریکہ کے مشتبہ کردار اور بہانہ سازی کی۔

ان حقائق سے ثابت ہوتا ہے کہ افغانستان اور عراق پہ حملے کی اصل وجوہات کچھ اور تھیں لیکن 11 ستمبر کے واقعہ کو بہانہ بنا کر امریکی اربابِ اختیار نے خود اس کی جڑوں کو سینچا اور جب حملہ ہو چکا تو اس کے نام نہاد مفروضہ سرغنہ اسامہ بن لادن کو گرفتار کرنے کی کوئی سنجیدہ کوشش نہیں کی گئی بلکہ امریکی چیف آف سٹاف کے چیئرمین جنرل مائرز نے تو یہاں تک کہہ دیا کہ "بن لادن کو پکڑنا کبھی بھی ہمارا مقصد اور مطمحِ نظر نہیں رہا۔" 13 مئی 2002ء کے ٹائمز میگزین کے مطابق نومبر 2001ء میں امریکی ہوابازوں نے القاعدہ اور طالبان کے لیڈروں کو 6 ہفتے کے اندر کم از کم 10 مرتبہ دیکھا مگر باوجود اطلاع دینے کے انہیں فوری حملہ کرنے کی اجازت نہیں دی گئی۔ ان تمام حقائق کی وجہ سے امریکہ کا کردار نہایت مشکوک نظر آتا ہے۔ انگلستان کے سابق وزیر ماحولیات مائیکل میچر (Michael Meacher - Environment Minister from May 1997 to January 2003) کی ایک تحریر کے مطابق:

"War on terrorism is being used largely as bogus cover for acheiving wider US strategic geopolitical objectives."

عراق پر حملے کا منطقی جواز پیدا کرنے کے لیے امریکہ کے محکمۂ دفاع کے سیکرٹری ڈونلڈ رمسفیلڈ (Donald Rumsfield) نے سی آئی اے کو دس دفعہ کہا کہ کسی نہ کسی طرح کوئی ایسی شہادت، بیان یا ثبوت تلاش کیا جائے جس کے ذریعے عراق کو 11 ستمبر کے واقعہ میں ملوث کیا جا سکے مگر CIA ہر بار کوئی بھی ایسا ثبوت تلاش کرنے میں ناکام رہی۔ اس کے باوجود امریکہ نے شدید ہٹ دھرمی کا مظاہرہ کرتے ہوئے پہلے افغانستان اور پھر عراق پر حملہ کر ہی دیا کیونکہ ان حملوں کا فیصلہ 11 ستمبر سے بہت پہلے ہو چکا تھا۔ شروع میں انہوں نے ان حملوں کو دہشت گردی کے خلاف مہم کا نام دیا، پھر بڑے پیمانے پر تباہی پھیلانے والے ہتھیاروں کا پروپیگنڈا کیا (جو نہ ملنے تھے اور نہ ملے) اور پھر شرمندہ ہو کر عراق کو آزادی دلوانے کا بہانہ بنا لیا، مگر اصل مقصد کچھ اور تھے۔ مندرجہ ذیل عبارت پر غور کیجئے۔ بیکر انسٹیٹیوٹ آف پبلک پالیسی (Baker Institute of Public Policy) نے اپریل 2001ء میں امریکی حکومت کو یہ رپورٹ ارسال کی تھی:

"the US remains a prisoner of its energy dilemma, Iraq remains a destabilishing influence to...... the flow of oil to international markets from the Middle East." The report recommended that because this was an unacceptable risk to the US, military intervention was necessary. (Sunday Herald, Oct. 6, 2002, quoted by Meacher)

یاد رہے کہ عراق میں تیل کے ذخائر کے علاوہ 110 (110 Trillion C.Ft.) ٹریلین مکعب فٹ قدرتی گیس کے ذخائر بھی موجود ہیں جو امریکی ضروریات پوری کرنے کے لیے ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتے ہیں۔

یہ تھی عراق پر حملہ کرنے کی وجہ اور سازش! مگر افغانستان پر حملہ کیوں کیا گیا۔ شروع میں لکھا جا چکا ہے کہ افغانستان پر حملہ کرنے کا فیصلہ 11 ستمبر 2001ء سے پہلے ہی ہو چکا تھا اور اس کی خبر امریکی افسران نے پاکستان کے سیکریٹری امورِ خارجہ نیاز نائیک کو برلن کی ایک میٹنگ میں جولائی 2001ء کے وسط میں دے دی تھی اور اسے بتا دیا تھا کہ اکتوبر کے وسط میں افغانستان پر چڑھائی کر دی جائے گی۔ 11 ستمبر 2001ء کا واقعہ تو فقط ایک بہانہ تھا۔ آخر امریکہ افغانستان پر حملہ کرنے کے لیے اتنا بیتاب کیوں تھا۔ یہاں بھی وہی تیل کی دولت کا مسئلہ تھا۔ امریکہ ترکمنستان، ازبکستان اور قازقستان سے تیل کو افغانستان اور پاکستان کے راستے پائپ لائنز بچھا کر بحرِ ہند لے جانا چاہتا تھا مگر طالبان کی حکومت نے امریکی شرائط کو ماننے سے انکار کر دیا۔ جس کے نتیجے میں امریکہ نے افغانستان کو دھمکی دی کہ:

"either you accept our offer of a carpet of gold, or we will bury you under carpet of bombs."

"یا ہماری طرف سے سنہرے قالین کی پیشکش قبول کر لو ورنہ ہم تمہیں بموں کی چادر کے نیچے دفن کر دیں گے۔"

واقعات شاہد ہیں کہ انہوں نے اس دھمکی پر پورا پورا عمل کر دکھایا۔ یہ علیحدہ بات ہے کہ طالبان حکومت کو تباہ کرنے کے بعد بھی خاطر خواہ نتائج برآمد نہ ہو سکے اور سرزمین افغانستان امریکیوں کے لیے پھولوں کی سیج نہ بن سکی اور انہیں مجبوراً پائپ لائن بچھانے کے لیے لمبا اور مہنگا متبادل راستہ تلاش کرنا پڑا۔ شاید یہ مسلمانوں کی بدقسمتی ہے کہ تیل کے تقریباً تمام ذخائر مسلمان ممالک میں موجود ہیں اور سن 2010ء تک دنیا کی ساٹھ فیصد تیل کی پروڈکشن مسلمان ممالک کے کنٹرول میں ہوگی۔ ظاہر ہے یہ صورتِ حال امریکہ کے لیے ناقابل برداشت ہے۔ 1990ء کی دہائی میں توانائی کی 57 فیصد ضروریات امریکہ نجی طور پر پوری کرتا تھا لیکن 2010ء تک وہ صرف 39 فیصد کی حد تک ایسا کر سکے گا۔ اس لیے ان کے نقطۂ نظر سے مسلمان ممالک کے تیل پر قبضہ کرنا ضروری تھا۔

مذکورہ بالا حقائق ثابت کرتے ہیں کہ "دہشت گردی کے خلاف مہم" فقط ایک دھوکہ،

فریب اور ایک چال ہے۔ اصل حقیقت طاقت کے بل بوتے پر مسلمان ممالک کے تیل کے ذخائر پر قبضہ کر کے مضبوط سے مضبوط تر ہونا اور دنیا پر حکومت کرنا ہے۔ ایسا کرتے ہوئے اگر کروڑوں مسلمان بھی موت کے گھاٹ اتر جائیں تو ان کے خیال میں یہ ایک نہایت معمولی بات ہوگی۔

پاکستان میں حنفی/ دیوبندی جماعتیں

نمبر شمار	تنظیم	سرپرست	قیام	نوعیت
1	جمعیت علمائے اسلام (ف)	مولانا فضل الرحمٰن	1949ء	سیاسی
2	جمعیت علمائے اسلام (س)	مولانا سمیع الحق	1981ء	سیاسی
3	جمعیت علمائے اسلام (ق)	مولانا اجمل قادری	1981ء	سیاسی
4	مجلسِ احرار اسلام	سید عطاء المہمین بخاری	1939ء	سیاسی/ فرقہ وارانہ
5	جمعیت اشاعت توحید والسنۃ	مولانا ضیاء اللہ شاہ بخاری	1939ء	سیاسی/ فرقہ وارانہ
6	پاکستان علماء کونسل	مولانا قاضی عبداللطیف	2000ء	سیاسی/ فرقہ وارانہ
7	مجلس صیانۃ المسلمین	مولانا عبیداللہ	1944ء	تبلیغی/ فرقہ وارانہ
8	تبلیغی جماعت	مولانا عبدالوہاب		تبلیغی/ فرقہ وارانہ
9	سپاہ صحابہ (کالعدم)	مولانا اعظم طارق	1985ء	فرقہ وارانہ
10	تحریک دفاع صحابہ	مولانا عطاء اللہ بندیالوی	1987ء	فرقہ وارانہ
11	وفاق المدارس	مولانا سلیم اللہ خان	1987ء	تعلیمی
12	عالمی مجلس ختم نبوت	مولانا خان محمد	1949ء	ختم نبوت
13	پاسبان ختم نبوت	علامہ ممتاز اعوان	1949ء	ختم نبوت
14	تحریک تحفظ ختم نبوت	سید عطاالمہمین بخاری	1949ء	ختم نبوت

نمبر	جماعت	سربراہ	سال	نوعیت
15	جمعیت اہل سنت	مولانا مفتی محمد عیسیٰ گورمانی		فرقہ وارانہ
16	سواد اعظم اہل سنت	مولانا اسفندیار		فرقہ وارانہ
17	تحریک خدام اہل سنت	مولانا مظہر حسین		فرقہ وارانہ
18	مجلس علماء	مولانا عبدالقادر آزاد		سیاسی
19	لشکر جھنگوی (کالعدم)	اکرم لاہوری	1996ء	فرقہ وارانہ
20	لشکر جھنگوی (قاری گروپ)	قاری عبدالحی	2000ء	فرقہ وارانہ
21	انجمن خدام دین	مولانا اجمل قادری		اصلاحی ٹرسٹ
22	پاکستان شریعت کونسل	مولانا زاہد الراشدی		
23	مجلس تیسیق الاسلامی	مولانا فضل الرحمٰن مولانا فداالرحمٰن درخواستی	2001ء	علمی (باعتبار مسلک)
24	جیش محمد (کالعدم)	مولانا مسعود اظہر	2000ء	جہادی/فرقہ وارانہ
25	حرکۃ المجاہدین	مولانا فضل الرحمٰن خلیل	1983ء	جہادی
26	حرکۃ جہاد اسلامی	مولانا عبدالصمد سیال	1980ء	جہادی
27	جمعیت المجاہدین عالمی	شیخ عبدالباسط	1983ء	جہادی
28	لشکر محمد		2001ء	جہادی
29	مجلس تعاون اسلامی	مفتی نظام الدین شامزئی		فرقہ وارانہ
30	مشائخ پاکستان	مولانا سید شیر علی شاہ		فرقہ وارانہ
31	موتمر المہاجروں	مولانا عدیل		
32	تحریک نفاذ شریعت	مولانا صوفی محمد	1990ء	

نمبر	جماعت	سربراہ	سال	نوعیت
33	مجلس عمل علمائے اسلام	مولانا محمد سرفراز خان	1998ء	دیوبندی جماعتوں کا اتحاد
34	مجلس علمائے اہلسنت	مولانا عبدالکریم ندیم		فرقہ وارانہ
35	تنظیم اہل سنت شمالی علاقہ جات	مولانا قاضی نثار احمد		
36	انٹرنیشنل ختم نبوت موومنٹ	مولانا منظور احمد چنیوٹی		ختم نبوت
37	جمعیت طلباء اسلام (ق)			طلبہ ونگ
38	جمعیت طلباء اسلام (س)			طلبہ ونگ
39	سپاہ صحابہ سٹوڈنٹس	مولانا اقرار عباسی	1987ء	فرقہ وارانہ
40	متحدہ علماء فورم	مفتی فیروز الدین ہزاروی		
41	تحریک انصار الاسلام	عبدالرشید انصاری		
42	تنظیم العلماء	قاری اللہ داد		
43	موتمر انصار السنہ العالمی	مولانا محمد آمین		
44	تحریک طالبان			
45	متحدہ علماء کونسل	مولانا عبدالرؤف ملک (جنرل سیکرٹری)		
46	حزب اللہ			
47	اقرأ			تعلیمی/فرقہ وارانہ
48	روضۃ القرآن			تعلیمی/فرقہ وارانہ

دینی تعلیم کی آڑ میں معصوم بچوں، بچیوں کے ذہن میں دیو بندی خیالات اور طالبان کی حمایت کی تعلیم دی جا رہی ہے۔ ان جیسے مزید ادارے کام کر رہے ہیں جن کا مرکز کراچی میں جامعہ نبویہ ہے۔ اس مدرسہ کے سپاہ صحابہ و جیش محمد کے ساتھ گہرے رابطے ہیں۔

(1) اقرأ روضۃ الاطفال

(2) اقرأ حدیقۃ الاطفال

(3) اقرأ خدیجۃ الاطفال

(4) اقرأ دار العلم

پاکستان میں اہل حدیث (وہابیت) جماعتیں

نمبر شمار	تنظیم	سرپرست	قیام	نوعیت
1	مرکزی جمعیت اہلحدیث	پروفیسر ساجد میر	1956ء	سیاسی/ مذہبی
2	جماعت الدعوۃ	پروفیسر محمد سعید	1986ء	سیاسی/ مذہبی
3	جماعت غرباء اہلحدیث	امام عبدالرحمن سلفی	1986ء	تبلیغی/ مذہبی
4	مرکزی جمعیت اہلحدیث (ابتسام گروپ)	انجینئر ابتسام الٰہی	1994ء	سیاسی
5	متحدہ جمعیت اہل حدیث	مولانا ضیاء اللہ شاہ بخاری	1994ء	سیاسی
6	جماعت اہل حدیث	مولانا محمد حسین شیخوپوری	1919ء	تبلیغی/ فرقہ وارانہ
7	جماعت الدعوۃ الی والقرآن والسنۃ افغانستان	شیخ سمیع اللہ	1944ء	جہادی
8	تحریک المجاہدین	مولانا عبداللہ غزالی	1989ء	جہادی
9	لشکر طیبہ	ذکی الرحمن لکھوی	1991ء	جہادی
10	جمعیت علماء اہل حدیث	عبدالقدیر خاموش	1987ء	فرقہ وارانہ
11	انجمن اہل حدیث	مولانا سلیم اللہ خان	1987ء	فرقہ وارانہ
12	تحفظ حرمین شریفین موومنٹ پاکستان	مولانا عبدالغفور		فرقہ وارانہ
13	اہل حدیث یوتھ فورس	شاہد رفیق	1986ء	فرقہ وارانہ
14	جماعت المجاہدین	ڈاکٹر ارشد رندھاوا	1837ء	جہادی
15	تبلیغی جماعت اہل حدیث	مولانا عبدالرحمن سلفی		تبلیغی/ فرقہ وارانہ
16	شبان اہل حدیث	مولانا اسفندیار		فرقہ وارانہ
17	تنظیم المدارس سلفیہ	پروفیسر ساجد میر		تعلیمی/ فرقہ وارانہ
18	جمعۃ تحفظ القرآن الکریم الخیریہ	قاری عبدالجبار ربانی		تعلیمی/ فرقہ وارانہ
19	اہلحدیث جانباز فورس	مولانا محمد اختر	1994ء	فرقہ وارانہ
20	اہلحدیث سٹوڈنٹس فیڈریشن	قاری عبدالحی	1994ء	طلبہ ونگ

پاکستان میں شیعہ جماعتیں

نمبر شمار	تنظیم	سرپرست	قیام	نوعیت
1	تحریک جعفریہ (کالعدم)	علامہ ساجد نقوی	1979ء	سیاسی/ فرقہ وارانہ
2	تحریک نفاذ فقہ جعفریہ	علامہ ساجد موسوی	1984ء	سیاسی/ فرقہ وارانہ
3	پاسبان اسلام	امام عبدالرحمٰن سلفی	1989ء	فرقہ وارانہ
4	شعبہ پولیٹیکل پارٹی	پیر نوبہار شاہ	1989ء	فرقہ وارانہ
5	تحریک تحفظ حقوق شیعہ	حافظ ریاض حسین	1994ء	فرقہ وارانہ
6	تحریک حقوق جعفریہ	مشتاق حسین جعفری	1990ء	فرقہ وارانہ
7	حزب الجہاد	آغا مرتضیٰ پویا	1990ء	سیاسی
8	عالمی مجلس اہل بیت	محسن علی نجفی	1990ء	تبلیغی/ فرقہ وارانہ
9	سپاہ محمد	علامہ رائے جعفر رضا	1991ء	فرقہ وارانہ
10	مجلس تنظیم الاسلام	مولانا سید ابوالحسن نقوی	1987ء	تبلیغی/ سماجی
11	تنظیم غلامان آل عمران	الحاج محمد اقبال ہیرا	1987ء	اصلاحی/ فرقہ وارانہ
12	تحریک اخوت اسلامی	علامہ عنایت علی شاکر		اتحاد بین المسلمین

نمبر شمار	تنظیم	سرپرست	قیام	نوعیت
13	مجلس عمل علماء شیعہ	علامہ محمد حسنین السابقی	1986ء	اتحاد بین المسلمین
14	حزب المومنین	ڈاکٹر ارشد رندھاوا	1991ء	جہادی
15	علی ٹائیگرز	مولانا عبدالرحمٰن سلفی	1991ء	جہادی
16	خمینی ٹائیگرز	مولانا اسفندیار	1991ء	جہادی
17	عزاداری کونسل	سید علی رضا گردیزی	1991ء	فرقہ وارانہ
18	امامیہ سٹوڈنٹس آرگنائزیشن	آغا حسن قزلباس	1972ء	فرقہ وارانہ
19	جمعیت طلبہ جعفریہ	مولانا محمد اختر	1972ء	فرقہ وارانہ
20	شیعہ سپریم کونسل	غازی عبداللہ جن	1972ء	فرقہ وارانہ
21	امامیہ آرگنائزیشن		1976ء	فرقہ وارانہ
22	امامیز		1999ء	فرقہ وارانہ
23	انجمن وظیفہ سادات مومنین	سید افتخار حسین جعفری	1999ء	فرقہ وارانہ
24	تحریک وحدت ملی	سید عباس رضا موسوی	1999ء	اتحاد بین المسلمین
25	مختار فورس	علامہ حامد موسوی	1999ء	اتحاد بین المسلمین

جماعت اسلامی کی فکر سے ہم آہنگ تنظیمیں اور جماعتیں

جماعت اسلامی پاکستان تنظیمی اعتبار سے سب سے بڑی دینی جماعت ہے، جو فرقہ وارانہ اور مسلکی اختلافات سے بالاتر ہو کر کام کرنے کا دعویٰ کرتی ہے مگر دیو بندی، اہل حدیث کے جلسوں میں ہر طرح سے تعاون کرتی، مختلف علامتوں، مساجد کے قبضہ، ان دونوں جماعتوں کو ہی سپوٹ کرتی ہے، اس کے بانی ابو اعلیٰ مودودی کی فکر سے متاثر کئی ذیلی تنظیموں نے بھی جنم لیا جبکہ جماعت اسلامی سے الگ ہو کر بھی کئی جماعتیں بنی ہیں، ان کی مجموعی تعداد 14 ہے، جن میں سے 2 سیاسی، 4 جہادی اور ایک علماء کی جماعت ہے، جبکہ نوجوانوں اور طلبہ کی تنظیموں کی تعداد 4 ہے۔

پاکستان میں جماعت اسلامی کی ذیلی تنظیمیں

نمبر شمار	تنظیم	سرپرست	قیام	نوعیت
1	جمعیت اتحاد العلماء	مولانا عبدالمالک		سیاسی/
2	حزب المجاہدین	محمد عثمان		فرقہ وارانہ
3	اسلامی جمعیت طلبہ			طلبہ ونگ
4	جمعیت طلبہ عربیہ	ضیاء الرحمٰن فاروقی		طلبہ ونگ
5	اسلامی جمعیت طالبات	حافظ ریاض حسین		طلبہ ونگ
6	کسان بورڈ	صادق خاکوانی		کسان بورڈ
7	نیشنل لیبر فیڈریشن	محمد اسلام		لیبر فیڈریشن
8	پاکستان میں اسلامک میڈیکل ایسوسی ایشن	ڈاکٹر حفیظ الرحمٰن		میڈیکل ایسوسی ایشن
9	اسلامک ہومیو پیتھک میڈیکل ایسوسی ایشن	ڈاکٹر عبدالرزاق		میڈیکل ایسوسی ایشن
10	پاکستان بزنس فورم	شیخ تنویر احمد مگوں		بزنس فورم
11	شباب ملی			شباب ملی
12	تحریک محنت پاکستان	نذیر احمد		تحریک محنت
13	اسلامی نظامت تعلیم	پروفیسر غفور احمد		تنظیمی
14	ایف او ایف اور خواتین یونیورسٹی	طیب گلزار		تنظیمی

جماعت اسلامی کا خطرناک منصوبہ

قرطبہ مدینۃ العلم

جماعت اسلامی پاکستان راولپنڈی سے 35 کلومیٹر دور چکری شہر سے قریب باقاعدہ منظم شہری منصوبہ شروع کر رہی ہے۔اس آبادی کے لیے 20 ہزار کنال اراضی خریدی جا رہی ہے (15 ہزار کنال خرید لی گئی ہے) اس شہر کو قرطبہ کا نام دیا گیا ہے۔اس اراضی کی خرید میں بیس کروڑ سولہ لاکھ پینتالیس ہزار نو سو باون روپے خرچ ہوئے۔قرطبہ میں مرکزی دفاتر منتقل کرنے کا بھی منصوبہ ہے۔

نوٹ:

لاہور میں سری لنکا ٹیم پر جنہوں نے حملہ کیا اور چند خودکش حملہ آور پکڑے گئے، جن کا رابطہ منصورہ سے ہی جا ملتا ہے۔

آج جو پاکستان کے حالات ہیں، جماعت اسلامی صرف اور صرف پاکستانی افواج اور حکومت پاکستان کو آپریشن راہ راست اور راہ نجات بند کرنے کا مطالبہ کرتی ہے مگر طالبان جو اسلام اور پاکستان کی بدنامی کا باعث بن رہے ہیں، اُن سے مطالبہ نہیں کرتی کہ ہتھیار پھینک کر مذاکرات کریں۔اُن کے غیر شرعی کاموں کے خلاف کوئی ریلی جلوس نہیں نکالتی۔

مملکت خداداد پاکستان رب ذوالجلال کی نعمت ہے اس ملک کے حصول کے لیے سوادِ اعظم اہلسنت و جماعت کے مشائخ عظام اور علمائے کرام کا کافی حصہ ہے جو کہ مسلم لیگ میں شامل تھے لیکن دوسری طرف کانگریس اور احرار دونوں جماعتیں پاکستان بنانے کی سخت مخالف تھیں ان جماعتوں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے والے دیوبندی اور اہلحدیث علماء تھے۔

لیکن مقام افسوس ہے کہ تاریخ کو بدلتے ہوئے آج مخالفین پاکستان کو تحریک پاکستان کا مجاہد قرار دیا جاتا ہے جبکہ یہ کانگریس اور احرار کے نمک خوار تھے اور پاکستان کی مخالفت میں اُنہوں نے ایڑھی چوٹی کا زور لگایا تھا۔

اگر حکومت میں شامل حضرات بھی تاریخ پاکستان کو بدل کر پیش کریں تو مقام تعجب ہے اور پھر برسراقتدار حضرات کا نوٹس نہ لینا مزید افسوس کن ہے، اس کتاب میں مستند تاریخی دستاویزات سے دیوبندی اور اہلحدیث علماء کی کانگریس نوازی اور پاکستان دشمنی کا ثبوت درج کیا گیا ہے، تا کہ نوجوان نسل مخالفین پاکستان اور محبان پاکستان کا تجزیہ کر سکے۔

آئے دن اخبارات میں حکومت کی طرف سے بھی یہ اعلان ہوتا رہتا ہے کہ مخالفین پاکستان کے ارادوں کو ناکام بنا دیا جائے گا لیکن دوسری طرف حکومت میں ان علماء کا کافی دخل بھی ہے۔

ملک پاکستان میں آئے دن تفرقہ بازی کی فضا کو ہوا دی جاتی ہے لیکن آج تک حکومت ان لوگوں کی نشاندہی نہیں کر سکی کہ یہ تفرقہ اور انتشار کی فضا پیدا کرنے والے کون ہیں؟ یہ حقیقت اظہر من الشمس ہے کہ جو علماء پاکستان کے مخالف تھے۔آج وہ اس مملکت خداداد کو پھلتا پھولتا نہیں دیکھ سکتے۔منبر و محراب سے فائدہ اُٹھاتے ہوئے تفرقہ اور انتشار کی فضا پیدا کرتے ہیں۔بیرون ممالک سے بھی ان کو امداد کا ملنا اخبارات میں شائع ہو چکا ہے اور یہ سب اہلسنت و جماعت کی مخالفت میں ہی ہو رہا ہے۔

علماء اہلسنت و جماعت نے کیونکہ یہ ملک بنایا ہے وہ ان کی حرکات، بے باکیاں اور گستاخیاں برداشت کرتے ہوئے صرف دفاعی محاذ پر کام کر رہے ہیں۔

حکومت اور عوام کا فرض ہے کہ ان جماعتوں کے علماء اور تنظیموں پر کڑی نگاہ رکھیں جن کے اکابر نے پاکستان کی مخالفت کی تھی۔

علماء اہلسنت و جماعت کا مطالبہ

مسلک اہلسنت و جماعت (بریلوی) کے علماء اکثر و بیشتر مرتبہ حکام بالا کو اس حقیقت سے باخبر کرتے رہتے ہیں کہ ہندوستان سے دیوبندی مولویوں کا آنا خطرہ سے خالی نہیں ہے۔مختلف بہانوں سے پاکستان آتے ہیں۔دراصل ان کا آنا پاکستان میں تخریبی کارروائی کرانا مقصود ہے۔دیوبندیوں نے پاکستان بننے کی سرتوڑ مخالفت کی تھی اور پاکستان کے قیام کا نعرہ بلند کرنے والی واحد نمائندہ جماعت مسلم لیگ کی بیانگ دُہل نہ صرف مخالفت ہی کی بلکہ اس پر طرح طرح کے فتوے لگائے۔نظریہ پاکستان کا استہزاء اُڑایا اور طنزیں کیں بلکہ جب پاکستان بن بھی گیا تب بھی اس کا بازاری عورت، پلیدستان، خاکستان، سانپ اور گناہ جیسے نازیبا الفاظ سے یاد کرتے رہے اور کرتے ہیں۔ایسے حضرات ملک وملت کے کیسے خیرخواہ ہوسکتے ہیں۔حکومت کو ان پر کڑی نظر رکھنی چاہئے اور دوسرے ممالک سے ان کی آمدورفت بند کرنی چاہئے۔

دیوبندی، غیر مقلد وہابیوں کے اکابر

گورنمنٹ برطانیہ کے وفادار تھے

اسماعیل دہلوی کا فتویٰ

وہابیہ نجدیہ کے مرزا حیرت دہلوی نے اپنی کتاب حیات طیبہ (حیات طیبہ مولانا اسماعیل...... کی مکمل سوانح عمری مع مختصر سوانح امیر المسلمین سید احمد رائے بریلوی مولانا صاحب کے حسب ونسب اور زندگی بھر کے کارہائے نمایاں درج ہیں۔توحید وسنت کی اشاعت میں جن مشکلات کا سامنا کرنا پڑا ان کا ذکر ہے، آخر میں سکھوں کے ساتھ مذہبی جہاد اور لڑائیوں کا حال اور ان کی کیفیت درج ہے۔مردہ قلوب کو حرکت میں لانا چاہتے ہو تو مطالعہ فرمائیں...... اہلحدیث امرتسر، ص 20، 29 مارچ 1940ء) میں لکھا ہے کہ:

کلکتہ میں جب مولانا اسماعیل صاحب نے جہاد کا وعظ فرمانا شروع کیا ہے اور سکھوں

کے مظالم کی کیفیت پیش کی تو ایک شخص نے دریافت کیا آپ انگریزوں کے خلاف جہاد کا فتویٰ کیوں نہیں دیتے۔تو آپ نے جواب دیا کہ ان پر جہاد کرنا کسی طرح واجب نہیں ہے، ایک ان کی رعیت میں اور دوسرے ہمارے مذہبی ارکان کے ادا کرنے میں وہ ذرا بھی دست اندازی نہیں کرتے۔ہمیں ان کی حکومت میں ہر طرح آزادی ہے بلکہ ان پر کوئی حملہ آور ہو تو مسلمانوں پر فرض ہے کہ وہ اس سے لڑیں اور اپنی گورنمنٹ پر آنچ نہ آنے دیں۔ (تاریخ عجیبہ، ص 73، دہلی، حیات طیبہ، ص 296، مطبوعہ دہلی)

مدرسہ دیوبند انگریزی حکومت کے خلاف نہیں بلکہ موافق سرکار ہے

دیوبندی ''مولوی احسن نانوتوی'' کے سوانح نگار نے دیوبندیوں کے مرکزی مدرسہ ''دیوبند'' کے متعلق حکومت برطانیہ کے لفٹیننٹ گورنر کے ایک معتمد انگریز پامر نامی کا تاثر اس طرح درج کیا ہے کہ:

''اس مدرسہ (دیوبند) نے یوماً فیوماً ترقی کی۔ 31 جنوری 1875ء بروز یکشنبہ لیفٹیننٹ گورنر کے ایک خفیہ معتمد انگریز مستمی پامر نے اس مدرسہ کو دیکھا تو اس نے نہایت اچھے خیالات کا اظہار کیا اس کے معائنہ کی چند سطور درج ذیل ہیں۔

جو کام بڑے بڑے کالجوں میں ہزاروں روپیہ کے صرف سے ہوتا ہے۔وہ یہاں کوڑیوں میں ہو رہا ہے۔جو کام پرنسپل ہزاروں روپیہ ماہانہ تنخواہ لے کر کرتا ہے۔وہ یہاں ایک مولوی چالیس روپیہ ماہانہ پر کر رہا ہے۔یہ مدرسہ خلاف سرکار نہیں بلکہ موافق سرکار ممدو معاون سرکار ہے۔'' (مولانا محمد احسن نانوتوی، ص 217، مطبوعہ کراچی)

ناظرین! جو مرکزی مدرسہ انگریزوں کا پٹھو ہو تو وہاں سے فارغ التحصیل ہونے والے بھی یقیناً انگریزوں کے پٹھو اور نمک خوار ہوں گے۔یہ دیوبندیوں کے ماتھے پر ایک ایسا بدنما داغ ہے جو قیامت تک نہیں اُتر سکتا۔

اشرف علی تھانوی کو انگریز کی طرف سے چھ سو روپیہ ماہانہ وظیفہ

''حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی...... ہمارے آپ کے مسلم بزرگ و پیشوا تھے۔ان کے متعلق بعض لوگوں کو یہ کہتے ہوئے سنا گیا کہ ان کو چھ سو روپیہ ماہوار حکومت کی

جانب سے دیئے جاتے تھے۔'' (مکالمۃ الصدرین، ص9)

غیر مقلد دیوبندی وہابیوں کی تبلیغی جماعت کے بانی کو بھی انگریزوں سے روپیہ ملتا تھا۔ اس کا ذکر بھی دیوبندیوں کے مولوی حفظ الرحمان صاحب نے کیا ہے۔

تبلیغی جماعت کے بانی کو انگریزوں سے روپیہ ملتا تھا!

''مولانا حفیظ الرحمٰن صاحب نے کہا کہ مولانا الیاس صاحب...... کی تبلیغی تحریک کو بھی ابتداءً حکومت (برطانیہ) کی جانب سے بذریعہ حاجی رشید احمد صاحب کچھ روپیہ ملتا تھا۔ پھر بند ہوگیا۔'' (مکالمۃ الصدرین، ص8)

جمعیت علماء اسلام انگریزوں کی مالی امداد اور ایماء پر بنائی گئی تھی

دیوبندیوں کے مولوی حفظ الرحمٰن کی تقریر کا خلاصہ دیوبندی حضرات کے دارالاشاعت دیوبند ضلع سہارنپور کے شائع کردہ رسالہ مکالمۃ الصدرین میں ان الفاظ میں درج ہے:

''مولانا حفظ الرحمٰن صاحب کی تقریر کا خلاصہ یہ تھا کہ کلکتہ میں جمعیۃ العلماء اسلام حکومت کی مالی امداد اور اس کے ایماء سے قائم ہوئی ہے۔'' (مکالمۃ الصدرین، ص7)

دیوبندی وہابی مولویوں نے جو انگریزی حکومت سے بغاوت کرنا خلافِ قانون قرار دیا۔ یہ اسی امداد کا ہی کرشمہ تھا چنانچہ دیوبندیوں کے مولوی احسن نانوتوی کے متعلق رقمطراز ہیں کہ:

اکابر وہابیہ پاکستان کے مخالف تھے

جن حضرات کی رگ رگ میں انگریز کی وفاداری اور نیاز مندی سمائی ہو اور جو کبیر السن ہونے کے باوجود انگریزوں کی خدمت اور ان کے مشن کو کامیاب اور کامران کرنے کے لیے والینٹری طور پر اپنے آپ کو پیش کرنے کا جذبہ رکھیں وہ حضرات پاکستان کے کیسے خیر خواہ اور محب ہوں گے۔ تاریخ کا مطالعہ کرنے سے روزِ روشن کی طرح عیاں ہو جاتا ہے کہ اکابر وہابیہ پاکستان کے مخالف تھے اور کانگریس میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے تھے۔ علماء

اہلسنت اور مشائخ اہلسنت و جماعت کی کوششوں سے جب پاکستان معرض وجود میں آ گیا اور وہابی مولویوں کا خواب شرمندہ تعبیر نہ ہوا تو پھر انہوں نے عوام میں اپنا منہ دکھانے کے لیے اپنے آپ کو پاکستان کا بہی خواہ اور خیر خواہ ظاہر کرنے کی کوشش کی اور وہابیوں نے اُن حضرات کو اپنی جمعیت کا امیر اور ناظم اعلیٰ مقرر کر دیا جیسا کہ مولوی داؤد غزنوی اور مولوی اسماعیل سلفی یہ دونوں حضرات کانگریسی تھے۔ اول الذکر مرکزی جمعیت کے امیر اور آخر الذکر جمعیت کے ناظم اعلیٰ رہ چکے ہیں۔

پاکستان کی مخالفت میں وہابی علماء اور عوام کا کردار

فخر الوہابیہ مولوی ابراہیم میر سیالکوٹی نے 27 مئی 1949ء کو لاہور میں جمعیت وہابیہ مغربی پاکستان کے اجلاس میں خطبہ صدارت دیتے ہوئے واضح طور پر اس حقیقت کی قلعی ان الفاظ میں کھولی ہے:

(1) بہت سے اہلحدیث علماء اور عوام و امراء کانگریس کا ساتھ دیتے تھے اور تقسیم نہیں چاہتے تھے۔

(2) بعض اہلحدیث علماء اور بہت سے عوام احراری تھے۔ وہ کانگریس کے ساتھی تھے یا نہ لیکن بہر حال مسلم لیگ کے موافق نہ تھے۔

(3) اسی طرح بہت سے اہلحدیث خاکسار تھے۔ یہ بھی کانگریس کے موافق ہوں یا نہ ہوں لیکن مسلم لیگ کے موافق نہ تھے۔

(4) بہت سے متوسط درجے کے اہلحدیث عوام اور بعض علماء اور انگریزی دان وکلاء مودودی تھے، جو اپنا نام اسلامی جماعت رکھتے ہیں۔ یہ لوگ اگرچہ کانگریس کے خلاف آواز اُٹھاتے تھے لیکن انہوں نے عملی طور پر مسلمانوں کی عام جماعت مسلم لیگ کو بھی ووٹ نہ دیا۔ (اخنفال الجمہور، ص12)

پاکستان کا نعرہ ڈھونگ ہے

مولوی ابوالقاسم صاحب نے کہا کہ پاکستان کا نعرہ محض ایک ڈھونگ ہے۔ نیز یہ کہا کہ یہ وہ لفظ ہے جو اب تک شرمندۂ معنی نہیں ہوا۔ پھر یہ کہا کہ پاکستان پیش کرنے والوں

نے اب تک پاکستان کی صحیح تعریف نہیں کی۔ پھر یہ کہا کہ ہندوستان میں پاکستان کا تحقق ممکن نہیں۔ (پیغام ہدایت، ص80)

مولوی ابراہیم سیالکوٹی میرؔ سیالکوٹی لکھتے ہیں:

''مولوی ابو القاسم صاحب کی یہ عبارت ہندوؤں، سکھوں اور کانگریسی اخباروں کی صدائے بازگشت ہے۔ جو کچھ وہ لکھتے ہیں۔ انہوں نے بھی کہہ دیا۔''

(پیغام ہدایت، ص79)

مودودی کا تحریک پاکستان کی مخالفت کرنا

زیڈ۔اے سلہری نے لکھا ہے:

''اس امر کو بھی نظر انداز نہ کرنا چاہئے کہ عوام میں عام تاثر یہ تھا کہ علمائے کرام نے تحریک پاکستان کی مخالفت کی ہے۔ جمعیت العلماء ہند نے تو ضرور زور شور سے مخالفت کی تھی۔ اس لیے عوام کی نظروں میں علماء کا وقار مجروح ہوا تھا اور اس مسندِ عزت پر فائز نہ رہے تھے۔ جو اِن کے لیے مخصوص تھی۔ پھر خود جماعتِ اسلامی کا کردار جو نظامِ اسلام کی سب سے بڑی نقیب تھی۔ محلِ نظر تھا۔ جمعیت کے متعلق تو یہ کہا جاتا تھا کہ وہ سرے سے دوقومی نظریے کی ہی مخالف ہے اور اس لیے تحریک پاکستان کی مخالفت اس کے طرزِ فکر کا لاحقہ تھا لیکن مولانا مودودی تو دوقومی نظریے کے مبلغ رہے تھے۔ اِن کی طرف سے تحریک پاکستان کی مخالفت کی کیا تک تھی۔ چونکہ پاکستان کا ظہور تازہ تازہ تھا اور ابھی ماضی پوری طرح فراموش نہ ہوا تھا۔ جب جماعت اسلامی نے ملک بنتے ہی نظام اسلام کا نعرہ لگایا تو اسے خالص سیاسی حربے کی نوعیت دی گئی اور خلوص سے عاری سمجھا گیا ورنہ کہا گیا اگر جماعت کو نظام اسلام کے قیام کا اتنا خیال تھا تو اس نے تحریک پاکستان میں کیوں نہ حصہ لیا۔'' (نوائے وقت، ص3، 27 مئی 1976ء)

مودودی صاحب سے مسلم لیگ اور قیام پاکستان کی مخالفت

مودودی صاحب بھی پاکستان کے قیام کے مخالف تھے۔ انہوں نے پاکستان بنانے کا

مطالبہ کرنے والی واحد نمائندہ جماعت مسلم لیگ کی حمایت میں ایک لفظ بھی نہیں کہا بلکہ کھلے بندوں مخالفت کی ہے جیسا کہ ان کی تحریریں شاہد ہیں۔

مودودی نے مسلم لیگ کی حمایت میں ایک لفظ بھی نہیں کہا

مودودی صاحب نے خود بھی اپنی تحریروں میں اس کا اقرار کیا ہے چنانچہ ترجمان القرآن میں لکھا ہے کہ:

''مسلم لیگ کی حمایت میں اگر کبھی کوئی لفظ میں نے لکھا ہو تو اس کا حوالہ دیا جائے۔''

ایک دوسرے شمارہ میں مولوی صاحب رقمطراز ہیں کہ:

''ہم اس بات کا کھلے بندوں اعتراف کرتے ہیں کہ تقسیم ملک کی جنگ سے غیر متعلق رہے۔'' (ترجمان القرآن، نومبر 1963ء)

مودودی صاحب نے اپنی کتاب سیاسی کشمکش حصہ سوم میں لکھا ہے کہ:

''افسوس کہ لیگ کے قائداعظم سے لے کر چھوٹے مقتدیوں تک ایک بھی ایسا نہیں جو اسلامی ذہنیت اور اسلامی طرزِ فکر رکھتا ہو اور معاملات کو اسلامی نقطہ نظر سے دیکھتا ہو۔ یہ لوگ مسلمان کے معنی و مفہوم اور اُس کی مخصوص حیثیت کو بالکل نہیں جانتے۔'' (سیاسی کشمکش، ص37، ج3)

مودودی صاحب مزید لکھتے ہیں کہ:

''مسلمان ہونے کی حیثیت سے میرے لیے اس مسئلہ میں کوئی دلچسپی نہیں، ہندوستان میں جہاں مسلمان کثیر التعداد میں ہیں وہاں ان کی حکومت قائم ہو۔''

(سیاسی کشمکش، ص93، ج3)

قیام پاکستان کا مطالبہ وقت کا ضائع کرنے کی حماقت ہے

مودودی صاحب مزید گل افشانی کرتے ہیں کہ:

''اس نام نہاد مسلم حکومت کے انتظار میں اپنا وقت ضائع کرنے یا اس کے قیام میں اپنی قوت ضائع کرنے کی حماقت آخر ہم کیوں کریں۔'' (سیاسی کشمکش، ص170، ج3)

قائداعظم کافراعظم ہے

احرار کے ہرلیڈر نے اپنی ہر اہم تقریر میں مسلم لیگ پر تنقید کی۔اس کے لیڈروں پر نکتہ چینی کی، یہاں تک کہ قائداعظم کو بھی نہ چھوڑا۔انہیں کافر کہنا شروع کر دیا۔

احرار پاکستان کے مخالف تھے

دیوبندی مولوی محمد علی جالندھری نے 15 فروری 1953ء کو لاہور میں تقریر کرتے ہوئے اس حقیقت کا اعتراف کیا تھا کہ:

''احرار پاکستان کے مخالف تھے۔'' (رپورٹ تحقیقاتی عدالت، ص274)

پاکستان کی پ بھی کوئی نہیں بنا سکتا

مولوی عطاء اللہ بخاری دیوبندی نے پسرور ضلع سیالکوٹ میں تقریر کرتے ہوئے کہا کہ:

''اب تک کسی ماں نے ایسا بچہ نہیں جنا جو پاکستان کی ''پ'' بھی بنا سکے۔''

(رپورٹ تحقیقاتی عدالت، ص274)

پاکستان ایک بازاری عورت ہے

''دیوبندی مولوی عطاء اللہ بخاری نے لاہور میں اپنی ایک تقریر میں کہا کہ:

''پاکستان ایک بازاری عورت ہے جس کو احرار نے مجبوراً قبول کیا ہے۔''

(رپورٹ تحقیقاتی عدالت، ص275)

احراریوں کے صدر نے یہ تسلیم کیا ہے کہ:

''احرار کا نظریہ بھی وہی تھا جو کانگریس کا نظریہ تھا۔'' (رپورٹ تحقیقاتی عدالت، ص279)

پاکستان پلیدستان ہے

دیوبندی مولوی محمد علی جالندھری نے ہی تقسیم سے پہلے اور تقسیم کے بعد بھی پاکستان کے لیے ''پلیدستان'' کا لفظ استعمال کیا۔ (رپورٹ تحقیقاتی عدالت، ص275)

پاکستان نہیں بلکہ خاکستان

احراری لیڈری عطاء اللہ بخاری نے 27 دسمبر 1945ء میں علی پور کی احرار کانفرنس میں اپنی تقریر میں ڈنکے کی چوٹ پر یہ اعلان کیا ہے کہ:

''مسلم لیگ کے لیڈر'' بے عملوں کی ٹولی'' ہیں جنہیں اپنی عاقبت بھی یاد نہیں، اور جو دوسروں کی عاقبت بھی خراب کر رہے ہیں اور وہ جس مملکت کی تخلیق کرنا چاہتے ہیں وہ پاکستان نہیں بلکہ خاکستان ہے۔'' (رپورٹ تحقیقاتی عدالت، ص274)

پاکستان ایک سانپ ہے

''ان لوگوں کو شرم نہیں آتی کہ وہ اب بھی پاکستان کا نام جپتے ہیں۔ سچ ہے پاکستان ایک خونخوار سانپ ہے۔ جو 1940ء سے مسلمانوں کا خون چوس رہا ہے اور مسلم لیگ ہائی کمانڈ ایک سپیرا ہے۔'' (تحریک پاکستان اور نیشنلسٹ علماء، ص884)

دیوبندی کو پاکستان کو پلیدستان اور خاکستان کے لفظوں سے یاد کریں مگر اہلسنت و جماعت کے مقرر شہیر عمی الفاضل علامہ ابوالنور محمد بشیر صاحب کوٹلوی مدفیوضہ نے متحدہ ہندوستان کے بمبئی، دہلی اور کلکتہ جیسے شہروں کے عظیم اجتماعات میں شعر پڑھا:

پاک اللہ پاک احمد پاک جسم و جان ہو!
کیوں نہ رہنے کے لیے بھی ملک پاکستان ہو

اولیاء اللہ کا ہے فیضان
ہمیشہ رہے گا پاکستان
انشاءاللہ

بھارتی وزیر خارجہ جسونت سنگھ کا بیان

نئی دہلی بھارت کے سابق وزیر خارجہ اور بھارتیہ جنتا پارٹی کے سینئر رہنما جسونت سنگھ نے قائداعظم محمد علی جناح کو عظیم کردار اور پختہ عزم کا حامل انسان قرار دیتے ہوئے کہا ہے کہ جواہر لعل نہرو کا مرکزیت کی سیاست کا عقیدہ متحدہ ہندوستان کی تقسیم کا سبب بنا۔ قائداعظم محمد علی جناح کے بارے میں اپنی نئی کتاب کے بارے میں بھارتی ٹی وی چینل ''سی این این-آئی بی این'' کو انٹرویو میں جسونت سنگھ نے کہا کہ محمد علی جناح نے ایک نیا ملک لے سے تمام مساعی کو خاک میں ملانے کے مترادف۔ 1940ء سے 1947ء تک قائداعظم نے سو سے زائد مواقع پر پاکستان کو اسلامی ریاست بنانے کی بات کی۔ یہ قیام پاکستان کے بعد اپنی وفات تک چالیس سے زیادہ مواقع پر قرآن و شریعت کو پاکستان کا دستور قرار دیا لیکن ہمارے حکمران اور دانشور بانی پاکستان کے ان فرمودات کو فراموش کر کے نظریہ پاکستان کے بارے میں خلط مبحث کی صورت پیدا کرتے رہتے ہیں۔

اپنے کو محب وطن کہنے والے مسلمان کہنے والے، محسن پاکستان کے متعلق بکواس کرتے رہتے ہیں۔ اگر ان کو اپنا چہرہ دکھایا جاتا ہے تو احتجاج کرنا اپنا پیدائشی حق سمجھے۔
دوسری طرف غیر مذہب کے لوگ حق سچ بول کر سرخرو ہو رہے ہیں۔

قائداعظم رحمہ اللہ علیہ کے خلاف ایک پرانے الزام کی حقیقت

یہ جنرل ضیاء الحق کا دور حکومت تھا جب قومی سیاسی جماعتوں کو کمزور کرنے کے لیے خفیہ اداروں نے فرقہ پسند اور لسانی تنظیموں کی سرپرستی شروع کی۔ اسی دور میں جی ایم سید نے سندھو دیش کا نعرہ لگایا او یہی دور تھا جب ممتاز بھٹو، عبدالحفیظ پیرزادہ اور عطاء اللہ مینگل نے کنفیڈریشن کی باتیں شروع کیں۔ اسی دور میں خان عبدالولی خان نے تقسیم ہند کے متعلق ایک کتاب لکھ ڈالی جو بھارت میں شائع ہوئی۔ اس کتاب کا اردو ترجمہ ''حقائق تو حقائق ہیں'' کے نام سے سامنے آیا جس میں قائداعظم رحمہ اللہ علیہ کو انگریزوں کا ایجنٹ قرار دیا گیا اور کہا گیا کہ قائداعظم رحمہ اللہ علیہ 1946ء میں کابینہ مشن پلان کو تسلیم کر کے مطالبہ پاکستان سے دستبردار ہو گئے تھے۔ اسی دور میں امریکی پروفیسر لارنس زائرنگ نے پاکستان کے مستقبل کو تشویش ناک قرار دینا شروع کر دیا اور ہر طرف مایوسی پھیلنے لگی۔ مایوسیوں کے اس دور میں اعتزاز احسن نے ملتان کی نیو سینٹرل جیل میں قید کے دوران پاکستان کے مستقبل پر سوچ بچار شروع کی۔ اگلے کچھ سالوں میں یہ سوچ بچار باقاعدہ تحقیق میں بدل گئی اور پھر اس تحقیق سے اعتزاز احسن کی شہرہ آفاق تصنیف ''انڈس ساگا'' نے جنم لیا جو ''سندھ ساگر اور قیام پاکستان'' کے نام سے اردو میں شائع ہو چکی ہے۔ اس کتاب میں اعتزاز احسن نے پاکستان کے مستقبل اور قائداعظم رحمہ اللہ علیہ کی ذات کے متعلق پھیلائی جانے والی کئی غلط فہمیوں کا تاریخی حقائق کی مدد سے جواب دے دیا۔ انہوں نے لکھا کہ برصغیر کی چھ ہزار سال کی معلوم تاریخ میں سے ساڑھے پانچ ہزار سال تک پاکستان ایک علیحدہ اکائی کے طور پر قائم رہا اور اس دوران موجودہ پاکستان میں شامل علاقے شاذ و نادر ہی ہندوستان کا حصہ رہے۔ اعتزاز احسن نے ہمیں پاکستان کی ایک نئی تاریخ سے آگاہ کیا۔ ایک ایسے قائداعظم رحمہ اللہ علیہ سے روشناس کروایا جسے فوجی ڈکٹیٹروں نے خود غرضی اور منافقت کے اندھیروں میں محض اس لیے چھپا رکھا تھا تاکہ پاکستان کی نئی نسل ان کی حق گوئی اور جمہوریت پسندی کو مشتعل راہ نہ بنائے۔ فوجی

ڈکٹیٹروں نے علامہ اقبال رحمہ اللہ علیہ کو اپنی سیاسی مجبوریوں کے باعث قومی شاعر تسلیم کیے رکھا اور قائداعظم رحمہ اللہ علیہ کو بابائے قوم بھی کہتے رہے لیکن ان دونوں بزرگوں کی سوچ کو قومی سوچ بننے سے روکا گیا کیونکہ دونوں جمہوریت پسند اور سامراج دشمن تھے جبکہ فوجی ڈکٹیٹروں کا اقتدار سامراج کی غلامی کا مرہون منت تھا۔

ہمیں یہ کبھی نہیں بھولنا چاہئے کہ امریکا متحدہ ہندوستان کی تقسیم کے خلاف تھا۔ بھارتی محقق ایم ایس وینکٹ رامانی کی کتاب ''دی امریکن رول ان پاکستان'' کے مطالعے سے پتہ چلتا ہے کہ امریکا اور برطانیہ کی یہ کوشش تھی کہ ہندوستان تقسیم نہ ہو لیکن قائداعظم رحمہ اللہ علیہ مسلسل قیام پاکستان پر اصرار کرتے رہے اور اسی لیے وہ امریکی دفتر خارجہ میں خاصے ناپسندیدہ تھے۔ قائداعظم رحمہ اللہ علیہ بظاہر ایک کلین شیو وکیل تھے اور اردو کی بجائے انگریزی زیادہ روانی سے بولتے تھے لیکن قیام پاکستان پر اصرار کے ساتھ ساتھ مسئلہ فلسطین میں ان کی دلچسپی امریکا اور برطانیہ دونوں کو کھٹکتی تھی۔ قائداعظم رحمہ اللہ علیہ نے 1937ء میں آل انڈیا مسلم لیگ کے اجلاس منعقدہ لکھنو میں اعلان بالفور کی مذمت کرتے ہوئے فلسطینیوں کی حمایت کا اعلان کیا۔ اکتوبر 1938ء میں آل انڈیا مسلم لیگ کے اجلاس منعقدہ پٹنہ میں انہوں نے یہودیوں کے فلسطین میں داخلے کی مذمت کی اور پھر 23 مارچ 1940ء کو قرارداد لاہور میں بھی فلسطینیوں کے ساتھ اظہار یکجہتی کیا گیا۔ قائداعظم رحمہ اللہ علیہ کی اس سوچ کو برطانوی حکومت اپنے لیے بہت بڑا خطرہ سمجھتی تھی اور اسی لیے مہاتما گاندھی کے ذریعہ قائداعظم رحمہ اللہ علیہ کو متحدہ ہندوستان کا وزیراعظم بنانے کی پیشکش کی گئی جو قائداعظم رحمہ اللہ علیہ نے ٹھکرا دی۔ قائداعظم رحمہ اللہ علیہ کی شخصیت و کردار میں یقیناً کچھ خامیاں بھی ہوں گی اور ان سے زندگی میں کچھ غلطیاں بھی سرزد ہوئی ہوں گی۔ ان غلطیوں پر علمی بحث کرنے میں مضائقہ نہیں لیکن کئی امریکی، برطانوی اور ہندوستانی مصنفین نے علمی بحث کے نام پر تاریخی حقائق کو مسخ کیا اور قائداعظم رحمہ اللہ علیہ کی کردار کشی پر اتر آئے۔ افسوس کہ ان غیر ملکی مصنفین کے بے بنیاد پراپیگنڈے کو ہمارے ان دانشوروں نے ہمیشہ آگے بڑھانے کی کوشش کی جنہوں نے آج تک پاکستان کو دل سے تسلیم نہیں کیا جو غیر جمہوری قوتوں سے کوئی نہ کوئی فائدہ حاصل کرنے کی امید لگائے بیٹھے رہتے ہیں۔ آج کل

ایک دفعہ پھر قائداعظم رحمہ اللہ علیہ پر یہ پرانا گھسا پٹا الزام لگایا جا رہا ہے کہ وہ کابینہ مشن پلان کو تسلیم کر کے مطالبہ پاکستان سے دستبردار ہو گئے تھے۔ ایسے حالات میں جبکہ بمبئی حملوں کے بعد پاکستان اور بھارت میں زبردست کشیدگی پائی جاتی ہے۔ اس پرانے الزام پر بحث کی کوئی ضرورت نہ تھی۔ چند دن قبل قائداعظم رحمہ اللہ علیہ یونیورسٹی اسلام آباد میں طلبہ و طالبات کے ساتھ ایک گفتگو کے دوران مجھے احساس ہوا کہ اس بحث نے نوجوانوں کی بڑی تعداد کو اپنے کچھ بزرگوں سے ناراض اور مایوس کر رکھا ہے۔

آج کا نوجوان ہر دلیل کا ثبوت مانگتا ہے اور جب ثبوت نہ ملے تو پھر وہ دلیل دینے والی کی نیت پر شک کرنے میں حق بجانب ہوتا ہے۔ ایک طالب علم نے مجھے خان عبدالولی خان کی بھارت میں شائع ہونے والی انگریزی کتاب کے آٹھویں اور نویں باب کا حوالہ دیتے ہوئے کہا کہ یہ الزام تو پچیس سال قبل ولی خان نے لگایا تھا کہ قائداعظم رحمہ اللہ علیہ کیبنٹ مشن پلان کو تسلیم کر کے پاکستان سے دستبردار ہو گئے تھے لیکن جب وہ کچھ ثابت نہ کر سکے تو خاموش ہو گئے اب آپ لوگوں نے پچیس سال پرانی بحث دوبارہ شروع کر کے ہمیں پچیس سال پیچھے دھکیلنے کی کوشش شروع کر دی ہے۔ میں نے اس طالب علم کو اعتزاز احسن کی کتاب ''سندھ ساگر'' پڑھنے کا مشورہ دیا جس میں کہا گیا ہے کہ قائداعظم رحمہ اللہ علیہ نے کیبنٹ مشن پلان کو اس لیے قبول کیا کیونکہ اس میں ایک ایسی نیم خودمختار مملکت کی گنجائش نکل رہی تھی جو مسلمانوں کو ان کا علیحدہ تشخص قائم رکھنے کی ضمانت دیتی تھی اور قائداعظم رحمہ اللہ علیہ اسے پاکستان کی طرف پہلا قدم سمجھتے تھے۔ کانگریس کو یہ پہلا قدم بھی منظور نہ تھا اور اسی لیے جب کانگریس نے اسے مسترد کر دیا تو قائداعظم رحمہ اللہ علیہ کو بھی کیبنٹ مشن پلان سے جان چھڑانے کا موقع مل گیا۔ جب قائداعظم رحمہ اللہ علیہ نے اس پلان سے دستبردار ہونے کا اعلان کر دیا تو برطانوی حکومت نے 6 اگست 1946ء کو پنڈت جواہر لعل نہرو کو حکومت بنانے کی دعوت دے دی۔ حکومت تو بن گئی لیکن یہ حکومت ہندو مسلم فسادات روکنے میں ناکام رہی لہٰذا مجبوراً مسلم لیگ کو بھی حکومت میں شامل ہونے کی دعوت دی گئی۔ مسلم لیگ نے مطالبہ پاکستان پر قائم رہتے ہوئے 26 اکتوبر 1946ء کو حکومت میں شمولیت اختیار کی۔ جب کانگریس نے مشترکہ دستور ساز اسمبلی کا اجلاس بلانے

کا مطالبہ کیا تو مسلم لیگ نے پاکستان اور ہندوستان کے لیے علیحدہ علیحدہ اسمبلیوں کا مطالبہ کر دیا اور اس مطالبے کے بعد کوئی یہ نہیں کہہ سکتا کہ قائداعظم رحمہ اللہ علیہ مطالبہ پاکستان سے دستبردار ہو گئے تھے۔ اگر آزادی سے کوئی دستبردار ہوا تو وہ کانگریس تھی جو لارڈ ماؤنٹ بیٹن کو ہندوستان کا گورنر جنرل بنانے پر تیار ہو گئی لیکن قائداعظم رحمہ اللہ علیہ نے ماؤنٹ بیٹن کو پاکستان کا گورنر جنرل نہیں بننے دیا۔ ماؤنٹ بیٹن نے تقسیم ہند کے لیے 15 اگست 1947ء کی تاریخ مقرر کی جو دوسری جنگ عظیم میں جاپانی فوج کے ہتھیار ڈالنے کی تاریخ تھی۔ ماؤنٹ بیٹن 15 اگست کو امریکا، برطانیہ اور دیگر اتحادیوں کا یوم فتح سمجھتا تھا اور اس کا خیال تھا کہ وہ پاک و ہند کا مشترکہ گورنر جنرل بن کر کابینہ مشن پلان کو کسی نہ کسی صورت میں قائم رکھے گا لیکن قائداعظم رحمہ اللہ علیہ نے اس کا منصوبہ خاک میں ملا دیا۔

ہندوستانی مصنف ایچ ایم سیروائی کی کتاب ''پارٹیشن آف انڈیا'' کے مطالعے سے پتہ چلتا ہے کہ ماؤنٹ بیٹن کو قائداعظم رحمہ اللہ علیہ سے نفرت تھی۔ کانگریس نے 15 اگست کو ہندوستان کا یوم آزادی تسلیم کر لیا لیکن قائداعظم رحمہ اللہ علیہ نے 14 اگست کو اپنا یوم آزادی قرار دے کر اپنی سامراج دشمنی کا ثبوت دیا۔ تاریخ کا غیر جانبدارانہ تجزیہ بتاتا ہے کہ قائداعظم رحمہ اللہ علیہ کبھی مطالبہ پاکستان سے دستبردار نہ ہوئے لیکن بدقسمتی سے ان کی وفات کے بعد قائداعظم رحمہ اللہ علیہ کے پاکستان پر امریکا کے پٹھو اسکندر مرزا اور جنرل ایوب خان کا قبضہ ہو گیا اور اس قبضے نے پاکستان کی بنیادوں کو کمزور کیا۔ رہی سہی کسر آنے والے ڈکٹیٹروں نے پوری کر دی۔ آج قائداعظم رحمہ اللہ علیہ کے پاکستان کو مضبوط بنانے کے لیے جمہوری اداروں کو مستحکم کرنے کی ضرورت ہے۔ جمہوری اداروں کو مستحکم کرنے کے لیے ہمیں اس ہمت و حوصلے کی ضرورت ہے جس کے ذریعہ قائداعظم رحمہ اللہ علیہ نے ایک باوردی جرنیل لارڈ ماؤنٹ بیٹن کے عزائم خاک میں ملا دیئے۔ (حامد میر، روزنامہ جنگ لاہور، 22 جنوری 2009ء)

استغاثہ

(بحضور، سراپا نور، شافع یوم النشور صلی اللہ علیہ وسلم)

نگاہ مرحمت، چشمِ عنایت، یا رسول اللہ
پریشاں حال ہیں ہم اہلسنت یا رسول اللہ

اُٹھا رکھا ہے سر ہر سمت پھر تخریب کاروں نے
بظاہر بن کے ہمدردانِ ملت یا رسول اللہ

وہ، جو ہیں صاحبانِ جبہ و دستار کہلاتے
بہ باطن آپ سے جن کو عداوت یا رسول اللہ

یہ رہزن راہبر بن کر نکل آئے ہیں میداں میں
کریں کس طرح ہم اپنی حفاظت یا رسول اللہ

انہیں میں سے نئے فیشن کے کچھ مفتی معاذ اللہ
مسائل میں بھی کر بیٹھے ہیں جدت یا رسول اللہ

ہمارے رہبران دین و ملت کی یہ حالت ہے
کہیں کس سے ہم اپنے دل کی حالت یا رسول اللہ

تُلے ہیں دشمنانِ دیں اِدھر تخریب کاری پر
مکدّر ہے فضائے دین و سنت یا رسول اللہ

درِ والا پہ اختر استغاثہ لے کر آیا ہے
حبیب حق، شہنشاہ رسالت یا رسول اللہ

مدینے سے اُٹھے پھر ابرِ رحمت یا رسول اللہ
کرم ہو پھر بشکل اعلیٰ حضرت یا رسول اللہ
(صلی اللہ تعالیٰ علیک وسلم)

(اختر الحامدی الرضوی علیہ الرحمۃ)
حیدر آباد

ترانہ پاکستان

سر تا بقدم قربانی ہم لوگ ہیں پاکستانی
ہم لوگ ہیں پاکستانی ہم لوگ ہیں پاکستانی

ہے پاک ہمارا باطن ہے پاک ہمارا ظاہر
کیا شکل نہیں پہچانی ہم لوگ ہیں پاکستانی

ہر ایک مقابل اپنا تصویر ہے یا آئینہ
اک دنیا کی حیرانی ہم لوگ ہیں پاکستانی

خوشنودی حق زیست اپنی ناراضگی حق موت اپنی
ہر بات اپنی وجدانی ہم لوگ ہیں پاکستانی

سیرت میں بھی ہم یکتا صورت میں بھی ہم یکتا
سب کیوں نہ کہیں لاثانی ہم لوگ ہیں پاکستانی

اسلام ہمارا ہادی قرآن ہماری منزل
ہم خضرِ رہ ایمانی ہم لوگ ہیں پاکستانی

جھکتے ہی خدا کے آگے کرتے ہیں اُسی کو سجدے
ہے چمکی ہوئی پیشانی ہم لوگ ہیں پاکستانی

افغانی و ترکستانی یہ لوگ ہیں نقشِ اول
ہم لوگ ہیں نقشِ ثانی ہم لوگ ہیں پاکستانی

پیدا ہے سخاوت ہم سے ظاہر ہے شجاعت ہم سے
مسلک اپنا سلطانی ہم لوگ ہیں پاکستانی

جو راہ میں حائل ہو گا گم کردۂ ساحل ہو گا
پیچ آب کی ہیں طغیانی ہم لوگ ہیں پاکستانی

لہرائیں پرچم اپنا دکھلائیں حقیقت اپنی
اب دل میں یہی ہے ٹھانی ہم لوگ ہیں پاکستانی

طالب ہیں اُس کی رحمت کے قسمت پر اپنی شاکر ہیں
آئی ہے جو ہے پیش آنی ہم لوگ ہیں پاکستانی

اب تک جو ہیں خالی دامن اے عیش وہ دامن بھر لیں
کرتے ہیں گہر افشانی ہم لوگ ہیں پاکستانی

یا رب العالمین

سلام اور رحمتیں، برکتیں ہوں

ان تمام مشائخ اہل سنت و جماعت اور علمائے حق پر جنہوں نے قائداعظم محمد علی جناح کے شانہ بشانہ تحریک آزادی میں بھرپور حصہ لیا.....اور جنہوں نے جان و مال کے نذرانے پیش کر کے ہمیں ایک آزاد وطن دلایا

اے پروردگار!

اپنے پیارے حبیب پاک، شاہ لولاک، محمد مصطفیٰ، احمد مجتبیٰ ﷺ و اصحابہ و بارک وسلم کے وسیلے سے تمام اولیاء کرام رحمۃ اللہ تعالیٰ اجمعین کے صدقے میں تمام شہداء اسلام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین، بالخصوص مجاہدین جنگ آزادی 1857ء-1947ء اور پاک فوج کے ان شہداء کو جنہوں نے سوات و مالاکنڈ میں اپنی جانوں کے نذرانے پیش کیے۔

پاکستان

ہماری اس پاک سرزمین کی حفاظت و نصرت فرما اس کو قیامت تک آزادی کی نعمت و برکت سے سرفراز رکھنا اس میں نظام مصطفیٰ (ﷺ) نافذ کرنے کی توفیق فرما اور اس کا نفاذ چاہنے والوں کی خیر فرما

اسلام، اهل اسلام اور عالم اسلام

کے تمام خارجی و باطنی دشمنوں کو نیست و نابود فرما دے۔ ان کے مذموم مقاصد اور ناپاک عزائم خاک میں ملا دے

آمین ثم آمین، یا ارحم الراحمین

بجاہ النبی الامین (ﷺ)

اراکین بزم رضویہ (لاہور)